دست پنهان
نگاهی به تاریخچه، مبانی فقهی
و بازتاب‌های قمه‌زنی در افکار عمومی و رسانه‌های بین‌المللی
ویراست جدید
چاپ هفتم
تهیه و تدوین: مؤسسه فرهنگی فخرالائمه علیهم السلام
MEHR

باسمہ تعالی

میں اپنی یہ کاوش اپنے دادا حاجی ملا حسن خان اور اپنے والد حاجی محمد یوسف سے منتسب کرتا ہوں۔ با بصیرت قارئین سے مؤلف و مترجم کے ذوی الحقوق کے لئے ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور تین مرتبہ سورہ توحید تلاوت کرنے کی درخواست کرتا ہوں۔

حقیر سراپا تقصیر فرحت حسین مہدوی پاراچناری عُفِیَ عَنہُ

مقدمه

قال امام العسکری (علیه السلام): اتَّقُوا اللَّه وَ کونُوا زَیناً وَ لَا تَکونُوا شَیناً جَرُّوا إِلَینَا کلَّ مَوَدَّة وَ ادْفَعُوا عَنَّا کلَّ قَبِیحٍ۔

امام حسن عسکری (علیہ‌السلام) نے فرمایا: خدا سے ڈرو اور ہمارے لئے زینت بنے رہو؛ ہمارے لئے باعث شرم نہ بنو۔ اپنے طرز عمل سے ہماری جانب محبتیں کھینچ لایا کرو اور اپنی شائستہ اور مناسب کارکردگی کے ذریعے تہمت و بہتان کو ہم سے دور رکھو۔ ([1])

ائمہ ہدایت (علیہم السلام) ہم سے توقع رکھتے ہیں کہ لوگوں کی عقیدت و احترام اور محبت و دوستی کو ان کی طرف کھینچ لائیں اور ہر قسم کی نسبت قبیحہ اور تہمت و بہتان کو ان کے مقدس چہرے سے دور کریں کہ وہ خدا کے تابناک انوار ہیں۔

ایام و اعصار اور گذشتہ صدیوں کے دوران اہل بیت (علیہم السلام) سے محبین کی قلبی محبت و عقیدت اس امرکا باعث ہوئی ہے کہ دنیا والے اہل بیت (علیہم السلام) کو ہمارے طرز عمل سے پہچانتے ہیں اور ہمارے اعمال کو ان کے تشخص کی نشانیاں سمجھتے ہیں۔ اسے بنا پر مکتب اہل بیت (علیہم السلام) کے دشمن ہر وقت تاک میں رہتے ہیں کہ ہمارے طرز عمل کے کچھ نمونے حاصل کریں اور انہیں دستاویز بنا کر عالمی رائے کے سامنے پیش کریں اور یوں ہمارے دینی مثالوں اور اسوہ حسنہ کے خلاف عالمی نفرت میں اضافہ

کریں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ استعمار و استکبار کی اکثر ویب سائٹس اور تشہیری مشینریاں عزاداری کے دوران اہل تشیع کی قمہ زنی، زنجیر زنی، زمین پر چوپایوں کی طرح چلنے اور دیگر اعمال کی تصویریں شائع کرکے لکھتے ہیں کہ گویا شیعیان محمد وآل محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ) اس طرح اپنے ائمہ (علیہم السلام)، خاص طور پر امام حسین (علیہ السلام) سے اظہار عقیدت کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ اہل تشیع کو مختلف ناشائستہ القاب سے نوازتے ہیں۔ حتی کہ مسلمانوں کے تہذیب و تمدن سے محروم فرقے – جو چھوٹی سے بات کا بہانہ بنا کر لوگوں کے گلے کاٹتے ہیں . بھی ان تصاویر سے استفادہ کرکے تشیع کو ایک غیر منطقی او نامعقول مکتب قرار دیتے ہیں اور اہل تشیع کو احمق تصور کرتے ہیں۔ یہ تصاویر اور ان کے نیچے مندرجہ متون بھی انٹرنیٹ پر دستیاب ہیں۔

یہ تشہیری مشینریاں اہل تشیع کو وحشی اور تمدن سے محروم قرار دیتے ہیں اور ان پر نامعقولیت کا الزام لگاتے ہیں۔ مغربی دشمنان اسلام و دشمنان تشیع، شیعہ ممالک میں اپنی استعماری سرگرمیوں کو یہاں کے عوام کو وحشی پن سے نجات دلانے اور بقول ان کے ان غیرتہذیب یافتہ اور بدو معاشروں میں نظم و انضباط برقرار کرنے کا بہانہ قرار دیتے ہیں۔

دوسری طرف سے عیسائی اور وہابی تشہیری ویب سائٹس ان تصاویر کو شائع کرکے اپنے مخاطبین کو نہایت ترقی یافتہ اور زندہ مکتب یعنی تشیع کے بارے میں سوچنے سے نادم کردیتے ہیں۔

اس کاوش میں کوشش کی گئی ہے کہ قمہ زنی، تیغ زنی اور زنجیر زنی کی تاریخ پر روشنی ڈالی جائے، اس رسم کے پنپنے کے مراحل بتائے جائیں، علماء کے فقہی اور علمی موقف بیان کئے جائیں اور بتایا جائے کہ اس رسم سے دشمن کیا فائدہ اٹھا رہے ہیں ہم یہ فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں کہ اس رسم سے تشیع کو فائدہ پہنچ رہا ہے یا نقصان؟

بہر صورت یہ ایک حقیقت ہے کہ خدا کی سب سے پیاری مخلوق عقل ہے اور عقل کو انسان کا اندرونی پیغمبر بھی کہا گیا ہے اور پھر تشیع میں عقل کی مرکزیت و محوریت اظہر من الشمس ہے اور عقل کو استنباط کے منابع کے زمرے میں قرار دیا گیا ہے اور دوسرے مکاتب کی مانند عقل کو معطل نہیں رکھا گیا۔۔ چنانچہ اپنی عقل سے بھی پوچھنا چاہئے کہ وہ کیا کہہ رہی ہے؟ ۔۔۔ تعصبات کو کچھ لمحوں کے لئے ایک طرف رکھیں ۔۔۔ دین کے لئے سوچیں اور اپنے اس باطنی پیغمبر سے مشورہ کریں ۔۔۔ جذبات سے تھوڑا سا فاصلہ رکھیں کیونکہ ہمارا دین جتنا مابعد الطبیعہ پر ایمان رکھتا ہے اتنا ہی منطقی اور عاقلانہ ہے۔۔۔ عقل اگر جذبات اور تعصبات سے خالی ہو تو جواب بھی دیتی ہے۔۔۔ بالکل صحیح جواب۔۔۔ عقل اپنا وقت تعصبات و جذبات سے مغلوب لوگوں کو جواب دینے میں ضائع نہیں کرتی ۔۔۔ عقل صرف اس وقت بولتی ہے جب کوئی سننے اور عمل کرنے والا ہو ۔۔۔ چنانچہ اپنی عقل کی مدد سے ان حقائق کے پیش نظر آپ خود فیصلہ کریں کہ ہمارے دین کو کن چیزوں سے فائدہ پہنچتا ہے اور کن چیزوں سے نقصان؟۔۔۔ امام حسین (علیہ السلام) کی عزاداری کے مالک و مہتمم امام زمانہ (علیہ السلام) ہیں اور ہمیں امید ہے کہ عزاداران حسین (علیہ السلام) اور عقیدتمندان ائمہ

معصومین (علیہم السلام) کی دینی بصیرت امام زمانه (علیه السلام) کی رضا و خوشنودی کا باعث ہو اور آپ (علیه السلام) کے ظہور پُر نور کی تعجیل کا سبب بنے۔

دفتر فرہنگی فخر الائمه (علیہم السلام)

ذوالحجة الحرام 1429ھ ق

پہلی فصل - سیدالشہداء امام حسین (علیہ السلام) کی عزاداری کی اہمیت و ثواب

آیات قرآنی، روایات معصومین (علیہم السلام) اور امام خمینی (قُدِّسَ سِرُّہ) اور امام خامنہ ای حفظہ اللہ تعالی، کے بیانات کی روشنی میں

آیات اور روایات

* وَمَن یعَظِّم شَعائِرَ اللہِ فَإِنَّھا مِن تَقوَی القُلوبِ۔ ([2])

اور جو شعائر اللہ کی تعظیم کرے گا یہ تقوائے قلوب کی نشانی ہے۔

* امام صادق (علیہ السلام) فرماتے ہیں:

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ علیہ‌السلام قَالَ نَظَرَ النَّبِی (صلی‌اللہ‌علیہ‌وآلہ) إِلَی الْحُسَینِ بْنِ عَلِی علیہ‌السلام وَ ھو مُقْبِلٌ فَأَجْلَسَہُ فِی حِجْرِہ وَ قَالَ إِنَّ لِقَتْلِ الْحُسَینِ حَرَارَةً فِی قُلُوبِ الْمُؤْمِنِینَ لَا تَبْرُدُ أَبَداً ثُمَّ قَالَ علیہ‌السلام بِأَبِی قَتِیلُ کلِّ عَبْرَةٍ قِیلَ وَ مَا قَتِیلُ کلِّ عَبْرَةٍ یا ابْنَ رسول‌اللہ قَالَ لَا یذْکرہ مُؤْمِنٌ إِلَّا بَکی

امام حسین (علیه السلام) رسول الله (صلی الله علیه و آله) کی خدمت میں شرفیاب ہونا چاہتے تھے تو رسول الله (صلی الله علیه و آله) نے آپ (علیه السلام) کا استقبال کیا اور اپنی گود میں بٹھا کر فرمایا: بےشک امام حسین (علیه السلام) کا قتل مؤمنین کے دلوں میں ایسی حرارت ڈال دیتا ہے جو کبھی بھی ٹھنڈی نہیں ہوگی۔

پھر فرمایا: میرا باپ فدا ہو اس پر جو جاری اشکوں کا شہید ہے۔

پوچھا گیا: یابن رسول الله (صلی الله علیه و آله): مقتولِ اشکِ رواں سے مراد کیا ہے؟ فرمایا: یعنی کوئی بھی مؤمن آنسو بہائے بغیر اس کو یاد نہیں کرتا۔ ([3])

* امام صادق (علیه السلام) نے فرمایا:۔۔۔

قَالَ أَبُوعبدالله علیه‌السلام:۔۔۔ مَا مِنْ عَيْنٍ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ وَلَا عَبْرَهٍ مِنْ عَيْنٍ بَكَتْ وَدَمَعَتْ عَلَيْهِ وَمَا مِنْ بَاكٍ يَبْكِيهِ إِلَّا وَقَدْ وَصَلَ فَاطِمَةَ (سلامُ اللهِ عَلَيها) وَأَسْعَدَهَا عَلَيْهِ وَوَصَلَ رَسُولَ اللَّهِ وَأَدَّى حَقَّنَا وَمَا مِنْ عَبْدٍ يُحْشَرُ إِلَّا وَعَيْنَاهُ بَاكِيَةٌ إِلَّا الْبَاكِينَ عَلَى جَدِّيَ الْحُسَيْنِ (عَليهِ السَّلامُ) فَإِنَّهُ يُحْشَرُ وَعَيْنُهُ قَرِيرَةٌ وَالْبِشَارَةُ تِلْقَاهُ وَالسُّرُورُ بَيِّنٌ عَلَى وَجْهِهِ وَالْخَلْقُ فِي الْفَزَعِ وَهُمْ آمِنُونَ وَالْخَلْقُ يُعْرَضُونَ وَهُمْ

حُدَّاثُ الْحُسَيْنِ (عَليهِ السَّلامُ) تَحْتَ الْعَرْشِ وَفِي ظِلِّ الْعَرْشِ لَا يَخَافُونَ سُوءَ يَوْمِ الْحِسَابِ يُقَالُ لَهُمْ: ادْخُلُوا الْجَنَّةَ فَيَأْبَوْنَ وَيَخْتَارُونَ مَجْلِسَهُ وَحَدِيثَهُ وَإِنَّ الْحُورَ لَتُرْسِلُ إِلَيْهِمْ: أَنَّا قَدِ اشْتَقْنَاكُمْ مَعَ الْوِلْدَانِ الْمُخَلَّدِينَ، فَمَا يَرْفَعُونَ رُءُوسَهُمْ إِلَيْهِمْ لِمَا يَرَوْنَ فِي مَجْلِسِهِمْ مِنَ السُّرُورِ وَالْكَرَامَةِ ---

کوئی بھی آنکھ اور کوئی بھی آنسو خدا کے نزدیک اس آنکھ سے زیادہ عزیز نہیں ہے جو امام حسین (علیه السلام) کے لئے روتی ہے؛ اور امام حسین (علیه السلام) کے لئے ہر رونے والا در حقیقت حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کے ساتھ رشته اور پیوند و تقرب برقرار کرتا ہے اور سیدۂ عالمین کو شادماں کرتا ہے نیز رسول اللہ (صلی اللہ علیه و آله) کے ساتھ رشته اور تقرب و پیوند برقرار کرتا ہے اور اس نے ہمارا حق ادا کیا ہے؛ اور قیامت کے روز محشور ہونے والے ہر شخص کی آنکھیں اشکبار ہونگی سوائے ان لوگوں کے جو میرے جد امجد امام حسین (علیه السلام) کے لئے روئے ہیں؛ اور ان کی آنکھین روشن ہیں اور بشارت ان کے ہمراہ ہے اور ان کے چہروں سے سرور و شادمان نمایاں ہے؛ اور ایسے حال میں جب که سارے خلائق ہول و ہراس سے دوچار اور حساب و کتاب کے خوف سے بےچین ہیں وہ امان میں ہیں اور عرش تلے امام حسین (علیه السلام) کی مصاحبت سے بہره مند ہیں اور عرش کے سائے میں روز حساب کی سختیوں سے خائف نہیں ہیں؛ ان سے کہا جاتا ہے که بہشت میں داخل ہوجاؤ مگر وہ جنت میں داخل ہونے سے انکار کرتے ہیں اور امام حسین (علیه السلام) کی مصاحبت کو جنت پر ترجیح دیتے ہیں؛ اس کے بعد جنت کی حوروں اور غلاموں کو ان کی طرف

بهیج دیا جاتا ہے اور وہ ان سے کہتے ہیں: ہم آپ کے مشتاق ہیں مگر وہ حتی جنتی حور و غلمان کو دیکھنے کے لئے سر بھی نہیں اٹھاتے اس سرور و شادمانی اور کرامت کی وجہ سے جو وہ امام حسین (علیه السلام) کی مصاحبت و ہم نشینی کی وجہ سے محسوس کررہے ہیں۔ ([4])

* امام صادق (علیه السلام) فرماتے ہیں:

قال ابی عبدالله جعفر بن محمد۔۔ إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَأْتِي بِهِ فِي هَذَا الْيَوْمِ أَنْ تَعْمِدَ إِلَى ثِيَابٍ طَاهِرَةٍ فَتَلْبَسَهَا وَ تَتَسَلَّبَ قَالَ وَ مَا التَّسَلُّبُ قَالَ تُحَلِّلُ أَزْرَارَكَ وَ تَكْشِفُ عَنْ ذِرَاعَيك كَهَيئَةِ أَصْحَابِ الْمَصَائِبِ۔

اے عبدالله بن صنان! سب سے زیادہ فضیلت والا عمل اس روز (یوم عاشور) یہ ہے که صاف ستھرا لباس پہن لو، اس کے تکمے کھول دو اور آستینیں اوپر چڑھا دو اور ننگے سر اور ننگے پاؤں کے ساتھ چلو ان لوگوں کی طرح جو مصیبت زدہ ہیں۔ ([5])

* امام صادق (علیه السلام) نے فرمایا: ایمان کے لحاظ سے کاملترین انسان وہ ہے جس کا اخلاق زیادہ نیک اور ہم اہل بیت کے لئے رقت قلب اور گریہ و بکاء میں شدید تر ہو؛ اس کی محبت ہم اہل بیت کے لئے زیادہ سے زیادہ ہو؛ ہماری مصیبت میں اس کا حزن و اندوہ اور سوزش قلب فراوان ہو اور اس کی محبت و مودت ہمارے لئے زیادہ سے زیادہ ہو۔ ([6])

* روایت ہوئی ہے کہ جب نبی اکرم (صلی اللہ علیه و آله) نے اپنی بیٹی سیده فاطمه زہراء سلام اللہ علیہا کو امام حسین (علیه السلام) کی شہادت اور آپ (علیه السلام) پر وارد ہونے والے مصائب و آلام کی خبر دی تو سیده (سلام اللہ علیہا) بہت روئیں اور عرض کیا: بابا جان! یہ واقعہ کب رونما ہوگا؟ فرمایا: یہ واقعہ اس وقت رونما ہوگا جب میں اور آپ اور علی نه ہونگے۔ پس سیده کی بکاء شدید ہوئی اور عرض کیا: بابا جان! پس میرے بیٹے حسین پر روئے گا کون؟ اور کون میرے فرزند دلبند کے لئے عزاداری کرے گا؟ رسول اللہ (صلی اللہ علیه و آله) نے فرمایا: اے فاطمه! بتحقیق که میری امت کی خواتین اہل بیت کی خواتین کے لئے اور میری امت کے مرد اہل بیت کے مردوں کے لئے گریه کریں گے؛ اور ہر سال نسل در نسل حسین کی عزاداری کی تجدید کریں گے اور اس کو زنده رکھیں گے پس روز قیامت آپ ان کی عورتوں کی شفاعت کریں گی اور میں ان کے مردوں کی شفاعت کروں گا۔

اے فاطمه! روز قیامت ہم ہر اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کریں گے جو حسین (علیه السلام) کی مصیبت پر گریه و بکاء کرے اور آنسو بہائے۔

اے فاطمه! قیامت کے دن ہر آنکھ اشکبار ہوگی سوائے اس آنکھ کے جو امام حسین (علیه السلام) کے مصائب میں اشکبار ہوئی ہو؛ پس اس آنکھ کا مالک اس روز ہنستا مسکراتا ہوگا اور اس کو جنت کی نعمتوں کی بشارت دی جائے گی۔ ([7])

* حدیث مناجات میں ہے که حضرت موسی (علی نبینا و آله و علیه السلام) نے عرض کیا:

الشيخ فخر الدين الطريحي في مجمع البحرين: وفي حديث مناجاة موسى (عليه السلام) وقد قال:۔ يا رب لم فضلت أمه محمد (صلى الله عليه وآله) على سائر الامم؟ فقال الله تعالى: فضلتهم لعشر خصال، قال موسى: وما تلك الخصال التي يعملونها حتى آمر بني اسرائيل يعملونها؟ قال الله تعالى: الصلاة، والزكاة، والصوم، والحج، والجهاد، والجمعة، والجماعة، والقرآن، والعلم، والعاشوراء، قال موسى (عليه السلام): يا رب وما العاشوراء؟ قال: البكاء والتباكي على سبط محمد (صلى الله عليه وآله)، والمرثية والعزاء على مصيبة ولد المصطفى، يا موسى ما من عبد من عبيدي في ذلك الزمان، بكى أو تباكى وتعزى على ولد المصطفى (صلى الله عليه وآله): إلا وكانت

له الجنة ثابتا فيها، وما من عبد أنفق من ماله في الدرهم بسبعين درهما، وكان معافا في الجنة، وغفرت له ذنوبه، وعزتي وجلالي، ما من رجل أو أمرأة سال دمع عينيه في يوم عاشوراء وغيره، قطرة واحدة إلا وكتب له أجر مائة شهيد۔

بار پروردگارا! تو نے کس بنا پر امت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ) کو دیگر امتوں پر برتری اور فضیلت عطا فرمائی؟

خداوند متعال نے ارشاد فرمایا: میں نے امت محمد کو دس خصلتوں کی بنا پر برتری دی۔

موسی (علیہ السلام) نے عرض کیا: وہ کونسی دس خصلتین ہیں جن پر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ) کی امت عمل پیرا ہوگی؟ (مجھے بھی ان خصلتوں کی تعلیم عنایت فرما) تا کہ میں بنی اسرائیل کو فرمان دوں کہ ان پر عمل کریں۔

خداوند متعال نے فرمایا: نماز، زکات، روزہ، حج، جہاد، نماز جمعہ، نماز جماعت، قرآن، علم اور عاشورا۔

موسی (علیہ السلام) نے عرض کیا: بار پروردگارا ! عاشورا کیا ہے؟ فرمایا: سبط (8) محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے لئے رونا اور رلانا اور مصطفی (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے فرزندوں کے لئے مرثیہ اور عزاداری۔ اے موسی! اس زمانے میں جو بھی فرزندان مصطفی (صلی اللہ علیہ و آلہ) پر روئےگا یا رلائے گا یا عزادار ہوجائے گا جنت اس کے لئے ہوگی اور وہ جنت میں ابد تک کے لئے مقیم ہوگا اور جو بھی

پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ) کے نواسے کی عزا کے سلسلے میں ایک درہم خرچ کرے گا اس کو آخرت میں 70 درہم کا ثواب ملے گا اور بہشت بریں میں سکون و عافیت سے رہے گا اور اس کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور میری عزت و جلال کی قسم! عاشورا کے روز یا دیگر ایام میں امام حسین (علیہ السلام) کے لئے رونے والے مرد یا رونے والی عورت کو آنسو کے ہر قطرے کے عوض ایک سو شہیدوں کا اجر عطا کیا جائے گا۔ (9)

امام خمینی (قُدِّسَ سِرُہ) اور امام خامنہ ای (مدظلہ‌العالی) کے ارشادات

* امام خمینی (قُدِّسَ سِرُہ): ہم مجالس عزا کو اسی وقت سے حضرت صادق (سلام‌اللہ‌علیہ) کے حکم پر بپا کرتے ہیں۔ (10)

* امام خمینی (قُدِّسَ سِرُہ): ہماری ملت (ملت تشیع) ان مجالس کی قدر و منزلت سے آگہی حاصل کریں، یہ وہ مجالس ہیں جو ملتوں کو زندہ رکھتی ہیں، ایام عاشورا میں زیادہ اور بہت زیادہ اور دیگر ایام متبرکہ میں بھی، کئی ہفتے ہیں (عزاداری کے لئے) اور تحریکیں ایسی ہی ہیں۔ اگر اس کے سیاسی پہلو کا ادراک کرلیں تو وہی مغرب زدہ لوگ بھی مجلس بپا کریں گے اور عزاداری کریں گے؛ اگر وہ اپنی قوم کی بھلائی چاہیں اور اپنے ملک کی بھلائی چاہیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ مجالس زیادہ سے زیادہ اور بہتر سے بہتر بپا ہوں اور بڑے خطیبوں سے لے کر نوحہ خوان تک کا ان مجالس میں اپنا اپنا اثر ہے؛ منبر کے کنارے کھڑے اس شخص سے لے کر - جو اشعار کہتا ہے اور اشعار پڑھتا ہے - اس خطیب تک جو منبر پر بیٹھا ہے، ان دونوں کا اس مسئلے میں اثر ہوتا ہے، ان کا اپنا فطری اثر ہوتا ہے؛ خواہ بعض اشخاص حتی جانتے بھی نہ ہوں کہ وہ کر کیا رہے ہیں۔ من حیث لایشعر (نہ جانتے ہوئے بھی ن کا ان مجالس پر اثر کردار ہوتا ہے)۔ (11)

* امام خمینی(قُدِّسَ سِرُه): سیدالشہداء (علیه السلام) کی مجلس عزاء سیدالشہداء (علیه السلام) کے مکتب کی حفاظت کے لئے ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں که سیدالشہداء کی مجلس مت پڑھو وہ بالکل سمجھتے نہیں ہیں که سیدالشہداء (علیه السلام) کا مکتب کیا تھا اور وہ نہیں جانتے که یه سب کیا ہے۔ وہ نہیں جانتے که اس گریه و بکاء اور ان مجالس نے اس مکتب کو زندہ و محفوظ رکھا ہے۔ 1400 ہوگئے ہیں که انہوں نے (بزرگان دین نے) ان منابر و مجالس اور ان عزاداریوں اور مصائب اور ان سینه زنیوں کے ذریعے ہمیں محفوظ رکھا ہے اور اسلام کو اب تک (ہم تک) پہنچایا ہے۔۔۔ یه کردار وہ کردار ہے جس نے اسلام کی ہمیشه حفاظت کی ہے۔ یه (اسلام) وہ پھول ہے جس کو مسلسل پانی دیتے رہے ہیں اور اس گریه و بکاء نے سیدالشہداء (علیه السلام) کے مکتب کو محفوظ رکھا ہے، اس ذکر مصیبت نے سیدالشہداء (علیه السلام) کے مکتب کو زندہ رکھا ہے۔ (12)

* امام خامنه ای: امام حسین (سلام‌الله علیه) نے معدود افراد کی ہمراہ اپنا سب کچھ اسلام پر قربان کیا؛ ایک بڑی سلطنت کے مدمقابل کھڑے ہوگئے اور کہا «نه» ہر روز اور ہر جگه یه «نه» (لا) محفوظ رہنا چاہئے۔ اور یه جو مجالس ہیں ان کا ہدف و مقصد یہی ہے که اس «لا» کو محفوظ رکھیں۔ (13)

* امام خامنه ای: یہ ذکر مصیبت وہی ابلتا چشمہ ہے جو ظہر عاشورا ابل پڑا؛ اسی وقت سے جب سیدہ زینب کبری (س) - منقولہ روایت کے مطابق - «تلّ زینبیہ» کے اوپر تشریف لے گئیں اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ) سے مخاطب ہوکر عرض کیا: «یا محمداہ، صلّی علیک ملیک السّماء ہذا حسینک مرمّل بالدّماء، مقطّع الاعضاء، مسلوب العمامة و الرّداء۔۔۔»

یا محمدا! کہ آپ پر آسمان کے فرشتوں کا درود ہو! یہ آپ کے حسین ہیں جو خون میں غوطہ ور ہیں اور ان کے اعضاء و جوارح ایک دوسرے سے الگ الگ کردیئے گئے ہیں اور ان کے عمامہ اور رداء کو لوٹ لیا گیا ہے۔۔۔ (14)

سیدہ نے امام حسین (علیہ السلام) کی مجلس پڑھنا شروع کردی اور اس واقعے کو بلند بآواز بیان کیا وہی واقعہ جسے (یزیدی) خفیہ رکھنا چاہتے تھے۔ امام (علیہ السلام) کی بزرگوار ماں جائی نے کربلا میں بھی اور کوفہ و شام اور مدینہ میں بھی اونچی آواز سے واقعۂ عاشورا کی تشریح فرمائی۔ اس چشمے نے اسی روز سے ابلنا شروع کیا اور آج تک ابل رہا ہے یہ عاشورا کا واقعہ ہے۔ (15)

* امام خامنہ ای: اب (مؤمنین کو) معمول اور عرف کے مطابق - جس طرح کہ صدیوں اور زمانوں کے دوران عزاداری کی جاتی تھی اور دیندار اور علماء بھی ان میں شریک ہوتے تھے - عزاداری کرنی چاہئے؛ یعنی مصائب و عزا کی مجالس برپا کرنا اور عزاداری کے دستے اور جلوس نکالنا جو اہل بیت (علیہم السلام) کی مصیبت میں حزن و ملال اور محبت و اشتیاق کا حامل ہے۔ مؤمنین کوشش کریں

نوحه خوانی، پرمغز و پرمعنی اور صحیح مضمون و مفهوم کے حامل اشعار - جو که ائمه (علیهم السلام) اور اکابر علماء سے وارد ہونے والی معتبر کتب و آثار پر مبنی ہوں - کے توسط سے عزاداری کریں۔ (16)

* امام خامنه ای: مجھے خوف ہے که خدا نخواسته، اس دور میں جبکه اسلام کے غلبے اور ظہور اور فکر اہل بیت علیهم الصلواة والسلام کے جلوه گر ہونے کا زمانه ہے، ہم اپنے فرائض اور ذمه داریوں پر عمل نه کرسکیں!۔ بعض اعمال لوگوں کو خدا اور دین کے قریب تر کردیتے ہیں۔ ان ہی افعال و اعمال میں سے ایک یہی روایتی عزاداری ہے جو لوگوں کی دین سے قربت کا سبب بنتی ہے۔ یه جو امام خمینی (قُدِّسَ سِرُہ) نے فرمایا که "روایتی عزاداری کریں" اس کا سبب یه ہے که یه دین کی قربت کا باعث بنتی ہے۔ عزاداری کی مجالس میں بیٹھنا، گریه وبکاء کرنا، سر پیٹنا اور سینه زنی اور عزاداری کے دستے اور جلوس نکالنا، ان امور میں سے ہیں جو عمومی جذبات کو خاندان نبی اکرم (صلی الله علیه و آله) کے حق میں ابھارتے ہیں اور ان میں جوش و ولوله پیدا کرتے ہیں۔ (17)

دوسری فصل - قمه زنی کا تاریخچه

1۔ قمه زنی کیا ہے؟

جواب:

بعض شیعه علاقوں میں بعض شیعه عزاداران امام حسٰین (علیه السلام) کی ایک رسم قمه زنی ہے۔ کربلا میں امام حسین (علیه السلام) کو یزیدی فوج نے شہید کیا تو شیعه بھی اسی بنا پر اپنا خون بہاتے اور اس راہ میں خون کا نذرانه دینے اور جانبازی کرنے کے لئے اپنی آمادگی کا اعلان کرتے ہیں۔ ان رسومات کے شرکاء کفن کی مانند سفید رنگ کا لمبا لباس پہنتے ہیں اور عاشورا کے دن مختلف اوقات میں قمه اور شمشیر کے ذریعے اپنے سر کو زخمی کرتے ہیں؛ برصغیر پاک و ہند میں اکثر لوگ چھریوں کی زنجیروں سے اپنی پشت پر ضربیں لگا لگا کر اپنا خون بہاتے ہیں۔ بعض لوگ قمه زنی اور زنجیر زنی کی منت مانتے ہیں بعض لوگ اپنے چھوٹے بچوں کے سروں پر قمه مار کر انہیں زخمی کردیتے ہیں۔

کتاب "تراجیدیا کربلا" میں عراق کے شہر کاظمین میں قمه زنی کے سلسلے میں مرقوم ہے:

عاشورا کو عراق کے مختلف شہروں اور دیہاتوں میں حزن وغم کا دن ہے۔ اشکبار آنکھیں، سیاہ پرچم، مٹی سے اٹّے ہوئے چہرے اور قمه زنوں کے سفید لباس پر خون کے دھبے نظر آتے ہیں۔ اپنے کفنوں پر "فدائیان حسین (علیه السلام)" کے نعرے لکھنے والے سرتراشیدہ مرد شمشیر اور قمے لے کر اپنے سروں پر ضربیں لگاتے ہیں اور کبھی نہایت گہرے زخم ان کے سروں پر نمودار ہوتے ہیں۔ قمه زنوں کا بیضوی شکل کا حلقه شہر کی گلیوں اور سڑکوں سے گذر کر حرم میں داخل ہوتا ہے۔۔۔ حرم میں داخل ہونے والے عزادار "حیدر۔۔ حیدر" کے زوردار نعرے لگاتے ہوئے اور طبل کی ہر تھاپ پر ایک ضرب اپنی پیشانیوں اور سروں پر لگاتے ہیں۔ کبھی ان ضربوں کی وجه سے سر پھٹ جاتے ہیں اور بڑی مقدار میں خون جاری ہوتا ہے۔ کبھی کبھار تو قمه زن بے ہوش ہوجاتے ہیں یا پھر جان بحق ہوجاتے ہیں۔۔ (ہند و پاک اور افغانستان کے زنجیرزنوں کا بھی یہی حال ہے)۔

قمه زنوں کا سرپھٹا خون آلود دسته اتنے دہشتناک مناظر پیش کرتا ہے که دیکھنے والوں کے وجود پر وحشت اور غم و اندوہ طاری ہوجاتا ہے۔۔ خون تو پہلے وار کے ساتھ ہی جاری ہوتا ہے مگر بعض لوگ جوش میں آکر شدید ضربیں لگا کر زیادہ سے زیادہ خون اپنے سروں سے جاری کرتے ہیں۔ بعض لوگ قمه اور شمشیر کے پہلو سے سر پر وار کرتے ہیں تا که کم ہی خطرے کا سامنا کریں۔ قمه زن رسم قمه زنی سے فارغ ہوکر عمومی حماموں میں چلے جاتے ہیں اور روایتی انداز سے سروں کو دھو کر دوا دارو کرکے تندرست

ہوجاتے ہیں۔ قمہ زنوں، کفن پوشوں اور طبل نوازوں کے گروہوں کی تشکیل اور دیگر ضروری چیزوں کی فراہمی ماتمی انجمنوں کی ذمہ داری ہے۔ عوامی امداد اکٹھی کرنا، شاعر اور نوحہ خوان کی اجرت کی ادائیگی اور دیگر اخراجات بھی انجمنوں کے ذمے ہیں۔ ([18])

قمہ زنی بھی شبیہ خوانی کی طرح، قدیم الایام سے علماء اور ان کے مقلدین اور پیروکاروں کے درمیان اختلافی موضوع سمجھی جاتی تھی اور یہ موضوع ہمیشہ سے استفتاء اور افتاء کا موضوع رہا ہے۔

منبع:

تراجیدیا کربلا. ابراہیم حیدری، فارسی ترجمہ علی معموری۔

2۔ قمه زنی کہاں سے آئی؟

قمه زنی کے اصل اور ابتدائی سرچشمے کے بارے میں مختلف اقوال پائے جاتے ہیں۔ (1) لیکن جو قول سب سے زیادہ مستند اور قابل اثبات ہے، یہ ہے که تیغ زنی (زنجیر زنی) اور قمه زنی عاریتی روایتیں ہیں جو آذربائی جان کے ترکوں کی طرف سے فارس اور عرب کو منتقل ہوئی ہیں۔ ([19])

عراقی ماہر عمرانیات، محقق اور کتاب "تراجیدیا کربلا" کے مصنف جناب ابراہیم الحیدری کی رائے ہے که قمه زنی جیسے مراسمات، انیسویں صدی عیسوی سے قبل عراق میں مرسوم نه تھی اور رفته رفته اسی صدی کے آخر میں اس ملک میں رائج ہوئی ہے۔ قمه زنی عراق کی مقامی رسم نہیں بلکه باہر سے آئی ہے اور اس کی جڑیں عربی نہیں ہیں۔ ([20]) شیخ کاظم دجیلی اس رائے کی تائید میں لکھتے ہیں که:

عرب بیسویں صدی عیسوی تک اس قسم کی رسموں میں شرکت نہیں کرتے تھے؛ یه اعمال ابتدا میں عراق کے ترکوں، صوفی فرقوں اور ایران کے مغرب میں کردوں کے درمیان مرسوم تھے۔ ([21])

برطانوی اہلکاروں نے 1919ء میں نجف میں میں مراسمات عاشورا کے بارے میں ایک رپورٹ دی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ 100 ترک شیعوں نے اس سال قمہ زنی کی تھی۔ ([22])

سید محمد بحرالعلوم اپنی یاد بیان کرتے ہوئے اسی رائے کی تائید کرتے ہیں:

سید محمد بحرالعلوم لکھتے:

"50 یا 60 سال قبل جبکہ میں نجف میں تھا، صرف چند ترک انجمنیں اس شہر میں تھیں۔ یہ لوگ ایام عزا میں سیدبحرالعلوم بزرگ کے گھر جا کر ان سے اجازت لے کر امام حسین (علیہ السلام) کے بارے میں سوزناک اشعار پڑھتے تھے۔ ان میں سے بعض افراد مصائب کے دوران مختصر سے زخم بھی اپنے بدن پر وارد کرتے تھے۔ یہ سلسلہ بڑھتا گیا اور اس میں تغیّر وتبدل وقوع پذیر ہؤا تا آنکہ 1935 میں یاسین ہاشمی کی وزارت کے پہلے دور میں . قمہ زنی کی رسم ممنوع ہوئی . تو قمہ زنی عروج کو پہنچی۔ درحقیقت حکومت کی جانب سے دباؤ کا اثر معکوس تھا ([23]) اور قمہ زنی کی ایک انجمن کے بجائے تین انجمنیں معرض وجود میں آئیں۔ اور قمہ زنی کی ایک انجمن تین انجمنوں میں تبدیل ہوئی۔ ([24])

الحاج حمید راضی (پیدائش 1843ء وفات 1953ء) کربلائے معلی کے 110 سالہ بزرگ تھے۔ وہ امام حسین (علیہ السلام) کی عزاداری کے بارے میں اپنی پرانی یادیں بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: میری نوجوانی کے ایام میں قمہ زنی جیسی رسومات کربلا اور نجف میں مرسوم نہ تھیں۔ ([25]) نیز کربلا اور نجف کے معمرین کے درمیان کسی نے بھی اپنی بالمشافہ بیان کردہ یادوں میں بیان نہیں ہوا ہے کہ انیسویں صدی عیسوی کے نصف اول میں قمہ زنی یا زنجیر زنی ان شہروں میں رائج رہی ہو۔ ان رسومات کو سب سے پہلے ترک قزلباش زائرین نے رواج دیا۔ وہ زیارت امام حسین (علیہ السلام) کے دوران مخصوص تلواروں سے اپنے سروں پر ضربیں رسید کرتے تھے۔ ([26])

تاریخ گواہ ہے کہ قمہ زنی ایران میں بھی صفویوں سے قبل مرسوم نہ تھی۔ سوال صرف یہ ہے کہ کیا یہ رسم صفوی دور میں معرض وجود میں آئی ہے یا ان کے بعد سلسلۂ قاجار کے دور میں؟ ([27])

الف: صفویوں کے دور میں ایران میں قمہ زنی کی ترویج اور فدائیان کا سلسلہ

صفویوں نے عزاداری کو سرکاری حیثیت دی

صفویوں نے عزاداری کو مختلف اوزار دئے اور اس میں نئی رسموں کا اضافہ کیا۔ ([28])

اطالوی سیاح پیٹرو ڈولاوالے (Pietro Della Valle 1586-1652 AD) سنہ 1037ھ ق۔ کے عصر صفوی کے اصفہان میں شیعیان اہل بیت (علیہم السلام) کی عزاداری کی رپورٹ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

دارالحکومت اصفہان کے اہل تشیع کی عزاداری کی رپورٹ میں لکھتے ہیں: عزاداری کی رسومات کی ترتیب کچھ یوں ہے: سب لوگ غمگیں نظر آتے ہیں اور سیاہ رنگ کا لباس عزا – جو دیگر مواقع پر ہرگز استعمال نہیں کیا جاتا – پہنتے ہیں۔ کوئی بھی سر اور داڑھی کے بال نہیں مونڈھتا، اور کوئی بھی حمام نہیں جاتا۔ اس کے علاوہ نہ صرف ہر قسم کے گناہ اور معصیت سے پرہیز کرتے ہیں بلکہ ہر قسم کی خوشی اور تفریح سے بھی خود کو محروم کردیتے ہیں۔

بعض لوگ شہر کے میدانوں اور چوراہوں اور گھروں کے سامنے ننگے ہوکر گھومتے ہیں جبکہ سیاہ کپڑے یا کالے رنگ کے تھیلے سے ستر عورتین کئے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کے پورے جسم پر چمکتا ہؤا سیاہ رنگ لگا ہوتا ہے۔ ان لوگوں کے ہمراہ کچھ لوگ مکمل طور پر ننگے ہوتے ہیں اوران کا پورا بدن لال رنگ سے رنگا ہوتا ہے اور یہ درحقیقت ان مظالم اور جرائم اور خونریزیوں اور بدسلوکیوں کی نشانی اور علامت ہے جو اس روز (روز عاشورا) امام حسین (علیہ السلام) کے ساتھ روا

رکھی گئی تھیں۔ سب مل کر ایک آواز ہوکر غم انگیز اشعار حسین (علیه السلام) کے وصف اور بیان مصائب میں پڑھتے ہیں اور دو ہڈیاں یا دو چھڑیاں لے کر ایک دوسرے پر مارتے ہیں جن سے حزن انگیز صدا پیدا ہوتی ہے اور ساتھ ساتھ سر اور بدن کو بھی ایک خاص انداز میں حرکت دیتے ہیں اور یہ حرکت رقص کے مشابہ ہے---"۔ ([29])

جدید آلات

جدید آلات اور اوزاروں کی علاوہ اسے دور میں نئی آداب و رسوم کا بھی عزاداری کی رسومات میں اضافہ ہؤا؛ «تیغ زنی»، «قفل زنی»، «سنگ زنی» اور «قمه زنی» کی رسمیں ان ہی جدید رسومات میں سے ہیں جو عزاداری کا حصه بنیں۔ ([30])

قمه زنی صفویوں کی میراث

استاد یوسف غروی بھی اس بارے میں لکھتے ہیں:

تاریخی حوالے سے بظاہر جب سے صفویوں کے حکمرانی شروع ہوئی قمه زنی کی رسم بھی نمودار ہوئی اور امر مسلم یه ہے که یه رسم صفویوں سے قبل ہرگز رائج نہیں رہی ہے؛ مگر ابھی تک ہمیں یقین نہیں ہوسکا ہے که عثمانی سلطنت سے پہلے بھی یه روایت موجود تھی یا نہیں؟

حکومتوں کی رسم ہے بہت سے چیزیں ایک دوسرے سے سیکھتے ہیں؛عثمانیوں کے ہاں بھی «فدائیان» تھے؛ صفویوں نے بھی فدائیان نامی گروہ تشکیل دیا تھا؛ اور آل بویه کی مانند – جو تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں بغداد میں عزاداری کیا کرتے تھے اور ان کے ابتدائی عزادار دستے ان کے فوجی دستے ہی ہوتے تھے اور انھوں نے فوجی دستوں کو حکم دیا تھا که منظم انداز میں عزاداری کریں اور ماتمی دستے تشکیل دیں۔

. صفوی بھی جب حکمران بنے اسی منصوبے پر عمل پیرا ہوئے۔ صفوی فدائیان کا ایک بریگیڈ صفوی قرلباشوں پر مشتمل تھا۔ اس بریگیڈ کے افراد «ہردم آماده خدمت» کی علامت کے طور پر ہر وقت سرمونڈھے رہتے تھے۔

نصرالله فلسفی نامی مولف و مورخ نے «شاه عباس کبیر» نامی (5 مجلدات پر مشتمل) کتاب– جو مفصل ترین تاریخی اور صحیح ترین تاریخی مجموعه مانا جاتا ہے – میں فدائیان فوج کا مفصل تعارف پیش کیا ہے۔ اس فوج کے افراد حتی معمول

کی مشقوں میں بھی مختلف حیوانات – حتی کہ سانپ – کا گوشت کھایا کرتے تھے۔ اور آج بھی یہ امر دنیا کی مختلف فوجوں میں معمول کی بات ہے؛ مثلا صدام کی فوج میں بھی فدائیوں کا اس جیسا ایک دستہ (ڈویژن یا بریگیڈ) موجود تھا۔ مختصر یہ کہ صفوی فدائیوں کے دستے روز عاشورا تلوار سونت کر باہر آتے تھے اور ان کا تصور یہ تھا کہ امام حسین (علیہ السلام) کے اصحاب و انصار کے ساتھ اظہار ہمدردی کررہے ہیں۔ وہ کہا کرتے تھے کہ اسی طرح کے ایک دن – جب کہ امام حسین (علیہ السلام) اور آپ (علیہ السلام) کے اصحاب و انصار اور بنو ہاشم تیر و سناں کا نشانہ بن رہے ہیں؛ ہم بھی ایسے ہی لمحے اور حالات پیدا کرتے ہیں؛ یعنی یہ کہ اس عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ ہم امام حسین (علیہ السلام) کے فدائی ہیں؛ اور آپ (علیہ السلام) کی راہ میں سرقلم کرانے کے لئے بھی آمادہ ہیں؛ اور یہیں سے قمہ زنی کا اغاز ہؤا۔۔ ([31])

مقدس اردبیلی قمہ زنوں کی آواز تک سننے سے بیزار تھے

البتہ اس دور میں بھی معاشرے کی اکثریت ان بدعات کی مخالفت کرنے والے علماء کی بات کو لائق اعتنا نہیں سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ علامہ «شیخ احمد اردبیلی» المعروف «مقدس اردبیلی» جیسے عظیم علمی اور روحانی بزرگ امام حسین (علیہ السلام) کی

عزاداری میں ان حرکات و سکنات کے رواج کی بنا پر معاشرے کی اکثریت کی جانب سے بے اعتنائی اور بے توجہی کا سامنا کرتے ہیں۔ اور گوشہ نشینی پر مجبور ہوجاتے ہیں»۔ ([32])

مقدس اردبیلی: یہ اعمال اہل بیت (علیہم السلام) کی سیرت میں موجود نہیں ہیں

شاہ سلطان حسین صفوی کے ہم عصر شیعہ عالم دین "میرزا عبداللہ آفندی" اپنی کتاب «تحفہ فیروزیہ" کے ایک حصے میں ان مخالفتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔۔۔ "ارشاد الخطیب» نامی کتاب میں جاسم حسن شبر کی روایت کے مطابق : «شیخ احمد مقدس اردبیلی عزاداری میں بعض لوکوں کے ناشائستہ اقدامات سے رنجیدہ خاطر ہو کر انہیں ان اقدامات سے نہی کرتے ہیں اور یوں استدلال کرتے ہیں کہ یہ اعمال عزاداری کے زمرے میں نہیں آتے اور اہل بیت (علیہم السلام) کی سیرت میں موجود نہیں ہیں؛ مگر لوگ ان کے نصائح کو اہمیت نہیں دیتے اور اپنے ان اعمال کی شدت اور وسعت میں اضافہ کرتے ہیں؛ حتی کہ علامہ مقدس آزردہ خاطر ہوکر اعتراض کے طور پر اردبیل کو ترک کردیتے ہیں اور نواحی گاؤں میں چلے جاتے ہیں تاکہ اس نئے شیوے کے ساتھ ہونے والی عزاداری کی آواز تک انہیں نہ سنائی دے۔۔۔ ([33])

ب ۔ قاجاریہ دور میں قمہ زنی کا رواج

قاجاریہ دور کی عزاداری کی خصوصیت یہ ہے کہ اس دور می تیغ زنی – تلواروں کا ماتم – اور قمہ زنی ہمہ گیر ہوئی۔ گو کہ کئی سال پہلے سے یہ رسم چلی آرہی تھی مگر اس دور میں بے مثال وسعت و ترویج پاگئی۔ ([34])

قاجاریہ دور امریکی سفیر "مسٹر بنجامین" (سیموئل جی ڈبلیو بینجمن 1883-1885ء) کا سفرنامہ اور منفی تأثراتِ

ناصرالدین شاہ قاجار کے دور میں برطانیہ کے سفیر کبیر «بنجامیں» اپنے سفر نامے میں قمہ زنی کی رسم کے بارے میں لکھتا ہے:

میں 1884 عیسوی، کو تہران میں مقیم تھا۔ لوگوں کے دستے سڑکوں پر نکل کر حرکت میں آتے تھے اور نہایت تند و تیز اور بے مثل جذبات کا اظہار کیا کرتے تھے۔۔ اسی اثناء میں سفید پوش مردوں کے گروہ نمودار ہوتے تھے جن کے ہاتھوں میں چھریاں ہوتی تھیں۔ یہ لوگ نہایت جذباتی انداز میں چھریاں لہرا کر اپنے سروں پر مارتے اور خون ان کے سروں سے بھی اور چھریوں سے بھی اچھلتا اور ان کا سفید لباس سر سے پاؤں تک سرخ ہوجاتا۔ حقیقتا یہ نہایت متاثر کن اور دلخراش صورتحال تھی جو میں کبھی بھی نہ بھول سکوں گا۔ ان دستوں میں قمہ زنی کرنے والے افراد کبھی اتنے جذباتی ہوجاتے ہیں

یا اتنا خون ان کے سروں سے بہہ جاتا ہے کہ وہ بے ہوش ہوکر زمین پر گرتے ہیں اور اگر فورا علاج معالجے کی سہولت بہم نہ پہنچائی جائے تو ممکن ہے کہ زندگی ہی سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ ([35])

قمہ زنی کی ترویج میں فاضل دربندی کا کردار

اس زمانے میں ملا آخوند بن عابد شیروانی (فاضل دربندی) ([36]) جیسے بعض خطباء نے "اکسیرالعبادات فی اسرار الشہادات" جیسی کتابیں لکھ کر ایک طرف سے مجالس عزا کو رونق بخشی تو دوسری طرف سے سست اور جعلی واقعات سمیت بعض خرافات کو بھی عزاداری میں داخل کردیا اور ان لوگوں کا کردار بھی اس حوالے سے خاصا مؤثر رہا ہے۔ ([37])

سلسلۂ قاجاریہ کے دور کے مؤرخ، عبداللہ مستوفی، فاضل دربندی کے بارے میں لکھتے ہیں:

عاشورا کے دن کی تیغ زنی ان امور میں سے ہے جو اس مولوی نے عزاداری میں داخل کئے ہیں اور اس کو عمومیت اور ترویج دی ہے اور انھوں نے فعل حرام کو ثواب کا موجب گردانا ہے۔ ([38])

مہدی بامداد اس بارے میں لکھتے ہیں:

فاضل دربندی ہیں جنہوں نے عاشورا کے دن سر پر تیغ زنی . جو اسلامی اصولوں کے خلاف ہے اور اسلام ان مسائل سے کہیں بالاتر ہے .کو جائز قرار دیا اور خود بھی یہ عمل انجام دیا کرتے تھے؛ اور اسی دن سے عام لوگ ان کی پیروی کرتے ہوئے روز عاشورا یہ عمل انجام دیتے رہے ہیں۔ ([39])

اس دور میں آیت اللہ العظمی سید محسن امین عاملی جیسے بزرگ علماء نے قمہ زنی اور اس جیسے دوسرے اعمال کو غیرشرعی اور شیطان کے پسندیدہ افعال قرار دے کر ان کی مخالفت کی مگر پھر بھی – چونکہ عوام الناس کے ہاں قمہ زنی نے مطلوبہ حیثیت حاصل کرلی تھی اور تعصب کے رنگ میں رنگے ہوئے دینداری کے جدا ناپذیر جزء کی حیثیت اختیار کرچکی تھی – نہ صرف ان علماء کی مخالفت کا کوئی اثر نہ ہؤا بلکہ عام لوگوں کے علاوہ قمہ زنی سے متفق مقررین اور ذاکرین نے ان کے خلاف باقاعدہ محاذ قائم کیا۔ ([40]) حتی کہ ان لوگوں نے علامہ محسن امین پر الزام لگایا کہ وہ اخبار و احادیث کو پامال کرکے دینی اعمال کی انجام دہی کا راستہ روکنا چاہتے ہیں!۔ ([41])

3۔ قمه زنی کی ترویج میں مغربی استعمار کا کردار اور اس سے ان کا فائدہ اٹھانا

الف. برطانوی سامراج کا کردار:

تقریبا اٹھارہویں صدی عیسوی تک ہندوستانی، ایرانی اور عثمانی سلطنتیں مسلمان تھیں۔ ان سلطنتوں نے اس دور کی متمدن اور تہذیب یافته دنیا میں مقتدر اور خوشحال حکومتیں قائم کی تھیں۔ سپین، فرانس، ہالینڈ اور برطانیه . جن کی قیادت زرپرست یہودیوں اور صلیبی عیسائیوں کے ہاتھ میں تھی . مسلمانوں کی قوت اور مزاحمت توڑنے کے لئے سرجوڑ کر بیٹھ گئے۔ نودولتیا برطانوی استعمار نے اس ہدف کے حصول کے لئے چارہ جوئیاں کیں؛ ہندوستان اور ایران – جہاں شیعه مزاحمت کا مرکزہ سمجھے جاتے تھے – ان لوگوں نے اہل تشیع کو اپنا پہلا ہدف قرار دیا۔ انھوں نے ہندوستانی اہل تشیع پر کام شروع کیا کیونکه یه لوگ شیعه علمی مرکز نجف اشرف اور اس میں مقیم مراجع کرام سے دور تھے۔ انگریزوں نے اہل تشیع کے جہل و سادگی اور امام حسین (علیه السلام) کے ساتھ ان کے عشق فراوان سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور انہیں ماتھے پر تلواروں اور قمے کا ماتم سکھایا۔۔ افسوس که بعض شیعیان ہند نے علماء اور نائبین امام زمانه (عج) کی اجازت کے بغیر ہی یه رسم اپنالی!

عاشورا کے روز سیدالشہداء (علیه السلام) کے سوگ میں ماتھے پر تلوار کا ماتم ہند سے ایران اور عراق میں بھی نفوذ کرگیا۔

کچھ ہی عشرے قبل تہران اور بغداد میں برطانوی سفارتحا نے خاص قسم کی ماتمی دستوں کے اخراجات برداشت کرلیا کرتے تھے۔ یہ دستے نہایت بھونڈے انداز میں گلیوں اور سڑکوں پر ظاہر ہوجایا کرتے تھے۔ انگریز اپنے سامراجی عزائم کے لئے معقول جواز ڈھونڈنا چاہتے تھے کیونکہ انہیں اپنے ملک میں بھی عوام اور بعض ذرائع ابلاغ کی شدید مخالفت کا سامنا تھا۔

(قارئین شاید پوچھنا چاہیں کہ قمہ زنی کے ذریعے وہ کیونکر مطلوبہ جواز فراہم کرسکتے تھے؟ تو لیجئے آگے بھی پڑھ لیجئے):

انگریزی استعمار ثابت کرنا چاہتا تھا کہ ہندوستان اور دیگر مسلم نوآبادیات میں عوام وحشیانہ اور تہذیب سے بیگانہ انداز سے سڑکوں میں ظاہر ہوتے ہیں اور وہ اس دور میں بھی انسانی تہذیب سے دور ہیں چنانچہ ان کے لئے قیّم اور سرپرست کی ضرورت ہیں جو ان کو توحش، جہل اور جنگلی طرز زندگی سے نکال لائے! ان ممالک کے عوام کے جہل اور توحش کے ثبوت کے طور پر عزاداری سیدالشہداء (علیہ السلام) کے دوران زنجیروں سے پیٹھ پر اور قمہ و تلوار سے ماتھے پر ماتم کرنے والوں کی خون آلود تصاویر یورپ کے جرائد و روزناموں میں شائع کی جاتی تھیں؛ اور سامراجی سیاستدان ان تصاویر کی اشاعت کے نتیجے میں ان ممالک میں نوآبادیاتی نظام کے قیام کو انسانی ضرورت قرار دیا کرتے تھے۔ ان کے بقول ان ممالک میں برطانوی نوآبادیاتی نظام کے قیام سے یہاں کے "غیر مہذب عوام" کو تہذیب کے قلمرو میں لایا جاسکتا ہے اور انہیں جہل اور وحشی پن کی قید سے چھڑایا جاسکتا ہے۔ (انگریز سیاستدانوں نے

کبھی بھی اپنے عوام سے نہیں کہا کہ جب ان کا ملک اور پورا یورپ قروں وسطی کے اندھیروں سے گذر رہا تھا ان ممالک میں متمدن حکومتیں قائم تھیں)۔

منقول ہے کہ عراق میں انگریز نوآبادیاتی نظام کے دور کے عراقی وزیراعظم "یاسین ہاشمی" عراق سے استعمار کے تسلط کے خاتمے کے سلسلے میں گفتگو کی غرض سے لندن کے دورے پر تھے، تو انھوں نے انگریزوں نے ان سے کہا: "ہم عراقی عوام کی مدد کے لئے عراق میں آئے ہیں تا کہ انہیں توحش اور حماقت کی قید سے آزادی دلائیں اور انہیں سعادت و خوشبختی کا مزہ چکھائیں"۔

یہ بات سن کر یاسین ہاشمی غضبناک ہوجاتے ہیں اور اسی حالت میں اجلاس کو ترک کردیتے ہیں؛ مگر انگریز ان سے معذرت کرتے ہیں اور انہیں عراقی عوام کی عام زندگی کے سلسلے میں ایک دستاویزی فلم دیکھنے کی دعوت دیتے ہیں۔ ہاشمی بھی مان لیتے ہیں اور فلم دیکھنے بیٹھ جاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ یہ فلم کربلا، نجف اور کاظمین کی سڑکوں اور گلیوں میں عزاداری کی رسومات پر مبنی ہے جس میں لوگ قمہ اور شمشیر اٹھا کر نہایت ہولناک انداز سے اپنے جسم پر ضربیں لگارہے ہوتے ہیں۔ گویا انگریز ہاشمی سے پوچھنا چاہتے تھے کہ: "کیا روشن خیال عوام . جو کسی قدر تمدن و تہذیب سے بھی بہرہ مند ہوں . اپنے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں؟"۔ ([42])

ب. تعلیمات عاشورا اور سے آئی اے کا منصوبه

کچھ عرصه قبل امریکه میں مکاتب الہی کی جدائی کے سلسلے میں امریکه میں ایک کتاب شائع ہوئی ہے۔ جس میں سی آئی کے سابق معاون ڈاکٹر مایکل برانٹ کا مفصل مکالمه شائع ہوا ہے۔ ([43])

برانٹ کہتا ہے:

ہم طویل تحقیق کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں که ایران کے مذہبی پیشوا کی طاقت اور فرہنگ شہادت ایران کی (اسلامی) انقلاب کی کامیابی میں مؤثر تھی۔ ہم نے یه نتیجه بھی حاصل کیا که مذہب شیعه دیگر مذاہب کی نسبت زیادہ پائدار، مستحکم اور فعال ہے اور زمانے کے تقاضوں سے مطابق رکھتا ہے۔ ہماری ایک خصوصی اجلاس میں فیصله ہؤا که شیعه مذہب کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ تحقیق کی جائے اور تحقیقات سے حاصل ہونے والے نتائج کی روشنی میں حکمت عملی وضع کی جائے۔ ہم نے ابتدائی طور پر ان تحقیقات کے لئے چارکروڑ ڈالر کا بجٹ منظور کیا۔ اور یه تحقیقات ذیل کے تین مراحل میں انجام پائیں۔۔۔

عمومی نظریات معلوم کرنے اور مفصل اطلاعات اکٹھی کرنے کے بعد ہم نے نہایت اہم نتائج حاصل کئے؛ ہمیں معلوم ہؤا که اہل تشیع کی طاقت مراجع تقلید اور علماء کے ہاتھوں میں ہے۔۔۔ ان نتائج سے معلوم ہؤا که اہل تشیع کے ساتھ آمنے سامنے کا مقابله ممکن نہیں ہے اور اگر اس طرح کا مقابله شروع بھی کیا جائے، کامیابی کا امکان نہایت کم ہے؛ چنانچه فیصله ہؤا که پس پردہ کام کیا جائے۔ ہم نے انگریزوں کی کہاوت "تفرقه ڈالو اور حکومت کرو" کے بجائے نئی (امریکی) کہاوت "تفرقه ڈالو اور نیست و نابود کرو" پر عمل کیا:

ہم نے ان عناصر اور قوتوں کی حمایت کا آغاز کیا جو شیعه مذہب کے مخالف ہیں۔ (= شیعه دشمنی کو مطمع نظر بنانے والے اسلام کے دعویداروں کا تعارف!)

اہل تشیع کو کافر قرار دلوانے کے لئے مختلف جماعتوں کی پشت پناہی شروع کردی تا که مناسب موقع پر ان کے خلاف جہاد کا اعلان کیا جاسکے۔ (= تکفیری گروپوں کا تعارف)

اہل تشیع کے اندرونی طور پر بعض گروہوں اور افراد کی حمایت شروع کردی تا کہ مرجعیت اور علمائے دین کی مخالفت کریں اور ان کی عوامی مقبولیت کا خاتمہ کریں۔ (= علماء و مراجع اور ولایت فقیہ کے ان دشمنوں کا تعارف جو بظاہر شیعہ کہلاتے ہیں)

برانٹ کہتا ہے: عاشورا اور شہادت طلبی ایک اور موضوع تھا جس پر ہمیں کام کرنا تھا۔ شیعہ ہر سال عزاداری کی مجالس برپا کرکے ان رسومات کو زندہ رکھتے ہیں۔ ہم نے منصوبہ بنایا کہ:

بعض مقررین، بعض شہرت و دولت کی بھوکے ذاکریں اور ماتم و عزا کی انجمنوں کے سربراہوں کو بڑی رقوم دے کر ان کے ذریعے شیعہ عقائد اور اصولوں کے علاوہ شہادت طلبی کی شیعہ تعلیمات کی بنیادوں کو سست کرکے متزلزل کردیں اور عزاداری میں انحرافی مسائل کا اضافہ کریں تا کہ شیعیان آل محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ) جاہل اور خرافاتی نظر آئیں۔ (= ان عزاداروں کا تعارف جو مذکورہ منصوبے پر عمل کرکے عزاداری کے فلسفے کو نیست و نابود کرنے کے درپے ہیں)

بعد کے مرحلے میں شیعہ مراجع اور علمائے دین کے خلاف تشہیری مہم اور ان کے خلاف پراپیگنڈا مواد زرپرست ذاکریں و مقررین کے علاوہ شہرت طلب زرپرست اہل قلم کے ذریعے شائع کروانا تھا تا کہ یوں سنہ 2010ء تک مرجعیت کو کمزور

کردیں اور مراجع کی حیثیت اس حد تک نیچے گرادیں که خود شیعه اور دیگر مذاہب کے پیروکار اٹھ کر اس ادارے کو نیست و نابود کردیں اور یوں ہم اپنے عالمی منصوبوں کی راہ میں اس بنیادی ترین رکاوٹ کا خاتمه کر دیں اور اس فرہنگ و مذہب کی کھوپڑی کو اپنی آخری گولی کا نشانه بنائیں تا که دنیا کی سطح پر شیعه کا نام رہے نه نمود۔ ([44])

تیسری فصل - عزاداری کے انحرافات کے خلاف علمائے ربانی کی تاریخی جدوجہد

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ(صلی الله علیه و آله): يحْمِلُ هَذَا الدِّينَ فِي كُلِّ قَرْنٍ عُدُولٌ ينْفُونَ عَنْهُ تَأْوِيلَ الْمُبْطِلِينَ وَ تَحْرِيفَ الْغَالِينَ وَ انْتِحَالَ الْجَاهِلِينَ كَمَا ينْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ۔ ([45])

رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم نے فرمایا: ہر صدی میں عادل افراد دین کی پاسداری کی ذمه داری قبول کرتے ہیں اور دین کی چہرے سے اہل باطل کی تاویلات، غالیوں کی تحریفات اور جاہلوں کے جھوٹ کو زائل کردیتے ہیں جس طرح جس طرح که لوہار کی دھونکنی لوہے سے اضافی برادے اور زائد مواد کو زائل کرکے اس کو خالص کردیتی ہے۔

ائمه ہدایت (علیہم السلام) کی عزا کا منفرد گوہر حیات بخش اکسیر کی مانند مکتب اہل بیت (علیہم السلام) کی حفاظت کے اہم ترین عوامل میں سے ہے؛ اسی رو سے علمائے اعلام اس گوہر یکتا کی حفاظت اور اسے ہر قسم کے انحرافات کی گزند سے بچانے کا جان و تن سے اہتمام کرتے آئے ہیں۔

عصر حاضر میں بھی یہ حساس ذمہ داری شیعہ حوزات عملیہ کی توجہ و اہتمام کا مرکز رہی اور روشن بین و دوراندیش علماء اپنی حدتک عوام کی جہالت اور دشمنوں کی شرارتوں اور سازشوں کے بموجب ان گرانقدر مجالس پر وارد ہونے والی آفات کی خاتمے کے لئے اقدام کرتے آئے ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا: "إِذَا ظَهَرَتِ الْبِدَعُ فِي أُمَّتِي فَعَلَى الْعَالِمِ أَنْ يُظْهِرَ عِلْمَهُ ، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ = جب بدعتیں (نئی مگر باطل اعمال) ظاہر ہوجائیں تو عالم دین کا فرض ہی کہ وہ اپنا علم ظاہر کردی اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس پر خدا کی لعنت ہے۔ ([46])

دوران معاصر میں عزاداری کے انحرافات کے خلاف علمائے ربانی کی تاریخی جدوجہد کا جائزہ تین مراحل میں لینا ممکن ہے:

1۔ پہلی لہر: عزاداری کے عملی انحرافات کے خلاف علامہ سید محسن امین العاملی (رح) کی جدوجہد

2۔ دوسری لہر: قمہ زنی، تیغ زنی اور زنجیر زنی وغیرہ کے مقابلے میں حضرت آیت اللہ العظمی امام خمینی (قُدِّسَ سِرُہ) کا موقف

3۔ تیسری لہر: قمہ زنی کے خلاف اور حسینی عزاداری کی اصلاح اور اس کو دشمنوں کے لئے دستاویز فراہم کرنے والے اعمال سے پاک کرنے کے حوالے سے انقلاب اسلامی کے رہبر معظم حضرت آیت اللہ العظمی امام سید علی خامنہ ای (مدظلہ‌العالی) کا حکومتی فرمان۔

1۔ پہلی لہر: عزاداری کے عملی انحرافات کے خلاف علامہ سید محسن امین العاملی (رح) کی جدوجہد

عزاداری کے عملی انحرافات کے خلاف علامہ سید محسن امین العاملی (رح) کی جدوجہد جن کی "تحریک تنزیہ" کی حضرت آیت اللہ العظمی سید ابوالحسن اصفہانی(قدس‌سرہ) نے بھی حمایت کی۔

علامہ مرحوم سید محسن امین العاملی اپنی کتاب "التنزیہ لاعمال الشبیہ" ([47]) کے ضمن میں استدلال اور برہان کے ساتھ ثابت کرتے ہیں کہ قمہ زنی، تیغ زنی اور (چھریوں والی زنجیر کے ساتھ) زنجیر زنی سمیت امام حسین (علیہ السلام) کی عزاداری میں رائج بعض

دوسرے اعمال کا کوئی ثواب نہیں ہے بلکہ یہ اعمال شرع مقدس کی رو سے حرام ہیں۔ یہ کتاب در حقیقت مذہبی مجالس کی بدعتوں اور گمراہیوں سے اصلاح اور تطہیر و تنزیہ کے لئے لکھی گئی تھی مگر یہ کتاب شائع ہوتے ہی ناگہانی طور پر عوامی رد عمل کاباعث ہوئی یہاں تک کہ علامہ کے بعض دوستوں نے انہیں "عوامی انقلاب" کا خطرہ گوش گذار کرایا۔ علامہ العاملی اسے سلسلے میں تحریر کرتے ہیں:

اس رسالے کے مقابلے میں بعص لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور آہ و واویلا کا آغاز کیا اور ناآگاہ لوگوں کے جذبات کو ہوا دی۔۔۔ انھوں نے معاشرے کی ناآگاہوں کے بیچ چرچا کرایا کہ فلاں شخص (سیدمحسن امین) نے امام حسین (علیه السلام) کے لئے عزاداری کی مجالس کو حرام قرار دیا ہے اور مجھ پر دین کے دائرے سے خارج ہونے کا بہتان لگایا۔ ([48])

شام کے اس مصلح عالم دین کے خلاف تشہیری مہم اتنی موثر رہی کہ بعض مقررین نے مساجد میں انہیں گمراہ و منحرف جیسے الفاظ سے نوازا اور بعض دیگر لوگوں نے اپنے گھروں کو گروی رکھ کر تھوڑی بہت رقم فراہم کی اور سیدمحسن امین کے خلاف نامقدس جہاد میں شریک ہوئے۔ ([49])

لیکن چونکه سید حق بجانب تھے چنانچه آخر کار کامیاب اور سربلند ہوئے۔ آیت اللہ العظمی سید ابوالحس اصفہانی – جو تھوڑا عرصه بعد عالم تشیع کی ریاست عامه اور مرجعیت عامه کے مالک بن گئے، نے محسن امین عاملی کی بیداری بخشنے والی کتاب کے حق میں فتوی دیا اور پوری صراحت اور وضاحت کے ساتھ فرمایا:

"إن استعمال السيوف و السلاسل والطبول والابواق و مايجرى اليوم أمثاله فى مواكب العزاء بيوم عاشورا انّما هو محرم وغير شرعي" ([50])

بے شک عزاداری کے دستوں میں تلوار، طبل، بگل اور سنگھے، زنجیر، اور آج کل کے زمانے میں عزاء کے دستوں میں استعمال ہونے والی اس طرح کی دیگر اشیاء کا استعمال قطعی طور پر حرام اور غیر شرعی ہے۔

یه فتوی بھی اختلافات اور شور و غوغا کا باعث ہؤا اور بعض مقررین اور ذاکرین نے اپنی تقریروں میں آیت اللہ اصفہانی پر شدید تنقید کی اور حتی که ان کی توہین تک میں بھی کوئی دقیقه فروگذاشت نہیں کیا مگر آیت اللہ اصفہانی اپنے فتوی اور اپنی رائے سے ہرگز پیچھے نہیں ہٹے۔

بصرہ میں بھی آیت اللہ سید مہدی قزوینی نے علامہ سید محسن امین کی حمایت کا اہتمام کیا او اپنی کتابوں میں قمه زنی کی رسم پر تنقید کی۔ انھوں نے محس العاملی کی کتاب "التنزیه" کی اشاعت سے ایک سال قبل بھی "کشف الحق لغفلة الخلق" نامی کتاب لکھی تھی جس میں انھوں نے قمه زنی کی مخالفت کی تھی اور سید محسن امین کی کتاب کی اشاعت کے بعد بھی "دولة الشجرة الملعونة الشامية على العلوية" نامی کتاب میں قمه زنی پر شدید تنقید کی۔ ان کا عقیدہ یه تھا که عزاداری میں قمه، زنجیر اور لوہے کی بنی ہوئی دیگر اشیاء کا استعمال ایک صدی قبل ایسے لوگوں کے توسط سے شروع ہؤا ہے جو شریعت کے قوانین سے واقفیت نہیں رکھتے تھے۔ ([51])

علامه سید محسن امین کے فرزند سید حسن امین، ان وقائع کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :

۔۔۔ اس راہ میں سید ابوالحسن اصفہانی اور شیخ عبدالکریم جزائری جیسے بزرگوں اور دیگر علماء کے علاوہ بعض مشہور زاہدین و عابدین نے بھی والد کی حمایت کی۔ ان ہی لوگوں میں ایک شیخ علی بن شیخ محمد ابراہیم قمی نجفی تھے جو زاہد کے نام سے مشہور تھے، ([52]) اور شیخ جعفر البدیری ([53]) شامل تھے۔ اس فتوی نے نجف کو دو حصوں میں تقسیم کیا: جو لوگ علامه محسن امین کے حامی تھے انہیں "امویین" کا لقب ملا اور جو لوگ ان کے مخالف تھے، علویین کہلائے۔ قمه

زنی کے حامی قمه زنی کے مخالفین کو اموی کا نام دے کر کثیر تعداد کو اس بات کے قائل کرنے میں کامیاب ہوئے که قمه زنی پر علامه محسن امین العاملی کی تنقید در حقیقت امویوں کو زندہ کرنے کی کوشش ہے۔ ان لوگوں نے عراق کے ایک مشہور و مقبول مقرر کو بھی اپنے گروہ میں شامل کیا تا که وہ لوگوں کو محسن امین اور ان کے حامیوں کے خلاف اکسا دے۔ ([54])

ایک سال بعد علامه محسن امین العاملی نے عراق کی جانب سفر کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو کچھ دوستوں نے انہیں منع کیا، مگر وہ بہرصورت نجف چلے آئے۔ چودہویں صدی ہجری میں عراق کے مشہور مورخ جعفر الخلیلی ([55]) اپنی کتاب "ہکذا عرفتہم" میں لکھتے ہیں: اہل نجف نے شہر سے باہر ان کا استقبال کیا اور حضرت آیت اللہ سید ابوالحسن اصفہانی بھی استقبال کرنے والوں میں شامل تھے۔ خلیلی مزید لکھتے ہیں: میں نے ایسے افراد کو بھی دیکھا جو ان کی مخالفت میں زیادہ روی کرچکے تھے مگر جب سید نے انہیں دیکھا تو فرمایا: میں نے تم سب کو معاف کیا مگر ان افراد کو معاف نہیں کروں گا جنہوں نے غافلین کو اکسایا۔

2۔ دوسری لہر: قمه زنی، تیغ زنی اور زنجیر زنی وغیرہ کے مقابلے میں حضرت آیت اللہ العظمی امام خمینی (قُدِّسَ سِرُہ) کا موقف

ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد منور الفکر حلقوں (Intellectuals) کی جانب سے روایتی عزاداری کی مخالفت کا آغاز ہؤا۔ اسلامی جمہوریه کے بانی حضرت امام خمینی (قُدِّسَ سِرُہ) اس نئی فکر کے مقابلے میں کھڑے ہوئے اور اپنی تقریروں کے دوران مکتب تشیع کی بقاء میں مجالس عزاداری کے کردار پر تاکید کی اور روایتی انداز میں عزاداری کا سلسله جاری رکھنے کی ضرورت پر زور دیا۔ ([56]) واضح رہے که امام خمینی (قُدِّسَ سِرُہ) عزاداری میں نئے طور طریقوں کے خلاف تھے۔

[تصویر نمبر 1]

امام حسین (علیه السلام) کی عزاداری میں جسمانی اذیت و آزار کے بعض مظاہر رائج ہوئے تو ساتھ ہی ساتھ یه امکان بھی بڑھ گیا که دشمنان تشیع ان مظاہر سے ناجائز فائدہ اٹھائیں چنانچه انھوں نے ایک حکم جاری کرکے عالم تشیع کو قمه زنی (زنجیر زنی اور تیغ زنی) سے منع کیا اور شبیه خوانی کے بارے میں فرمایا که اگر یه توہین مذہب کا باعث نه ہو تو جائز ہے (یعنی اگر باعث توہین ہو تو؟---)۔

حضرت امام کے فتوی کے بعد آیت اللہ شہید سید محمد باقر صدر (قُدِّسَ سِرُہ) نے لکھا:

"جو کچھ آج کے زمانے میں تطبیر / قمہ زنی اور بدن پر خون جاری کرنے کے تحت رائج ہے، عوام کے نہایت نادان اور جاہل طبقے کا فعل ہے --- ([57])

اور شہید آیت اللہ مرتضی مطہری سمیت بعض با بصیرت علماء نے اس حکم کی تائید کی اور ان اعمال کی مذمت کی۔

شہید آیت اللہ مرتضی مطہری

شہید مطہری ایران میں قمہ زنی کی تاریخ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قمہ زنی اور طبل و بگل کا استعمال قفقازیہ کی آرتھوڈاکس عیسائیت سے ایران میں سرایت کرکے رائج ہؤا ہے اور چونکہ عوامی افکار ان روایات کی قبولیت کے لئے تیار تھے، بجلی کی سی تیزی سے ہر جگہ پھیل گیا۔ ([58])

شہید آیت اللہ مطہری نے اپنی کتاب "حوزہ و روحانیت" میں بھی اس موضوع پر بحث کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:

موجودہ حالات میں قمه زنی کے لئے کوئی عقلی اور نقلی دلیل (حدیث و روایت) موجود نہیں ہے۔ اور یه درحقیقت تحریف کے واضح مصادیق میں سے ایک ہے۔ اور اس کا کم از کم منفی نتیجه یه ہے که موجودہ زمانے میں قمه زنی اور زنجیر زنی کی وجه سے کتب تشیع کے اوپر حرف آتا ہے اور اس کی حقانیت پر سوالیه نشان ثبت ہوجاتا ہے۔ قمه زنی، زنجیر زنی، قفل زنی اور تیغ زنی وہ افعال ہیں جن کا امام حسین (علیه السلام) کے اہداف و مقاصد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یه غلط فعل ہے؛ کچھ لوگ قمه و شمشیر اٹھائیں اور اپنے سروں پر دے ماریں اور خون بہائیں آخر کار اس کا نتیجه کیا ہے؟ اس فعل کے کس حصے سے عزاداری کا پته ملتا ہے؟ ([59])

شہید حجة الاسلام والمسلمین سید عبد الکریم ہاشمی نژاد

شہید حجة الاسلام والمسلمین سید عبدالکریم ہاشمی نژاد ([60]) تشیع کا چہرہ مخدوش کرنے میں قمه زنی کے منفی اثرات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں: حسین بن علی (علیہماالسلام) کے لئے عزاداری اگر صحیح روشوں کو اپنا کر انجام دی جائے تو ایک طرف سے اس کے اسلامی اور معنوی آثار و اقدار معاشرے کی ہدایت کا باعث ہونگے اور دوسری طرف سے اس کا

منطقی اور معقول پہلو برقرار رہے گا جس کا سرچشمہ انسانی جذبات اور ظالم کے مقابلے میں مظلوم کی حمایت کا احساس ہے۔ مگر افسوس کا مقام ہے کہ کبھی کبھار امام حسین (علیہ السلام) کی درگاہ مقدس میں عقیدت و احترام کے نام پر ایسے اعمال بجالائے جاتے ہیں جو آج کی دنیا میں تشیع کے لئے شرم و خجلت کا باعث ہیں۔ یہ اعمال نہ تو اسلامی قوانین سے مطابقت رکھتے ہیں اور نہ ہی منطق اور عقل کے نزدیک قابل ادراک ہیں۔ مثال کے طور قمہ زنی اور زنجیر زنی کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے۔

یہ باعث رنج و تکلیف عمل جو دوسروں کو تشیع سے متنفر کرتا ہے اور عاشورا اور عزاداری کے تبلیغی پہلو کو کلی طور پر نیست ونابود کردیتا ہے، نہ صرف کسی دینی اور منطقی اصول کی روشنی قابل تشریح نہیں ہے بلکہ اسلام اور تشیع کے داخلی اور خارجی دشمن اس کو ہمارے مقدس دین و مکتب کے خلاف مؤثر اور فیصلہ کن حربے کے طور پر بروئے کار لاتے ہیں۔

دھوکےباز لکھاری اور مذموم قلم کار جو دین اسلام اور اس کے عالی اور عالمی نظام سے غافل اور بےخبر اذہان کو مسموم اور آلودہ کرنے میں مصروف رہے ہیں اکثر و بیشتر سادہ دل اور پاکدل مؤمنین کے ان افعال و اعمال کو . جو وہ دین و

مکتب کے نام پر انجام دیتے ہیں . دستاویز قرار دیتے ہوئے ان سے ناجائز فائدہ اٹھاتے رہے ہیں، اور اسلام و تشیع کے خلاف سراسر بہتان و افتراء سے بھرپور کتابیں یا مقالے و مضامین میں قمه زنی اور زنجیر زنی کو مذہب تشیع کے احکام کا حصه قراردیتے ہوئے تاکید کرتے ہیں که یه چیزیں تشیع کے مظاہر میں سے ہیں اور پھر ان ہی حربوں کے سائے میں اسلام اور اسلامی مکتب کے خلاف نہایت نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں اور اس قسم کی بہتان تراشیوں کے ذریعے یه ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں که یه چیزیں اسلام کا حصه ہیں اسے لئے اسلام ایک غیرمنطقی اور نامعقول مکتب ہے۔۔۔

جب کسی اسلامی ملک کے اندر زنجیر زنی اور قمه زنی سے اس طرح کا استفادہ کیا جاتا ہے تو بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے که بیرونی دنیا میں بڑی طاقتیں اور استعماری قوتوں کے سہارے جینے والے مذاہب و مکاتب، کس طرح ان حربوں سے اسلام اور اس کی آسمانی مکتب کو اپنے حملوں کا نشانه بنا کر مشرقی دنیا میں رہنے والے مسلمانوں اور شیعیان حیدرکرار کو حقیر، غیرتہذیب یافته اور غیر متمدن ہونے کا طعنه دےکر ان ہی حربوں سے ان کے استعمار اور استخصال کے بہانے ڈھونڈتے ہیں۔

(یہ حکایت دیوار برلن توڑے جانے سے قبل کی ہے چنانچہ ہاشمی نژاد لکھتے ہیں:) میرے ایک دوست . جو مغربی جرمنی میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں مجھے بتارہے تھے کہ : ہم وہاں ایک دن ایک فلم دیکھنے گئے جس میں مشرقی سرزمینوں کی بعض عادات، رسومات اور اعمال دکھائے جاتے تھے۔ یہ وہ اعمال تھے جن سے مشرقیوں کے فکری زوال کا اندازہ ہوتا تھا۔

اس فلم میں ہندوستان بھی دکھایا گیا جہاں انسانوں کو مقدس گاوماتا کے سامنے کرنش بجالاتے ہوئے دکھایا گیا تھا اور ایران کے فکری زوال کی جو نشانی انھوں نے وہاں دکھائی وہ یہ تھی کہ کچھ لوگوں کو قمہ زنی کرتے ہوئے اسی نفرت انگیز حالت میں دکھایا گیا تھا۔

دوسری حکایت جو میرے دوست نے مجھے سنائی وہ یہ ہے کہ : ہمارا ایک جرمن دوست تھا جو اسلام سے متاثر تھا مگر جب اس نے کسی فلم میں قمہ زنی کا منظر دیکھا اور اس فلم کے مبصر نے کہا کہ "قمہ زنی اسلام کا جزو ہے اور ہر سچے مسلمان پر فرض ہے کہ وہ یہ رسم بجالائے"؛ وہ اسلام سے دورہوگیا۔ وہ مدتوں تک اسلام قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوا۔ اور ہم نے بڑی محنت کرکے اس کو سمجھایا کہ یہ اسلام کا جزو نہیں ہے اور یہ اسلام دشمنوں کا پراپیگنڈا ہے جو لوگوں کو اسلام کی تعلیمات سے غافل کرنا چاہتے ہیں۔۔۔" ([61])

3۔ تیسری لہر: قمه زنی کے خلاف اور حسینی عزاداری کی اصلاح اور اس کو دشمنوں کے لئے دستاویز فراہم کرنے والے اعمال سے پاک کرنے کے حوالے سے انقلاب اسلامی کے رہبر معظم حضرت آیت اللہ العظمی امام سید علی خامنه ای (مدظله‌العالی) کا حکومتی فرمان۔

[امام خمینی (قُدِّسَ سِرُہ) نے ایسے زمانے میں حقیقی اور خالص اسلام کا چہرہ دنیا والوں کو دکھایا جب مذہب اور دین کو معاشروں کی افیون سمجھا جاتا تھا اور ثابت کیا که اسلام معاشروں کو زندگی بخشتا ہے اور انہیں ظلم و ستم کے خلاف قیام کی دعوت دیتا ہے اور انہیں کبھی بھی خواب غفلت سے دوچار نہیں کرتا اور یہ که قرون وسطی کی عیسائیت (جس کو مارکس نے معاشروں کی افیون کہا تھا)، کا اسلام سے کوئی جوڑ نہیں ہے۔ امام نے اسلام ناب کے سہارے استکبار و استعمار کو ناکوں چنے چبوائے اور کئی بار فرمایا که استعمار نے اسلام سے طمانچے کھائے ہیں اور وہ کبھی بھی مسلمانوں کو معاف نہیں کرے گا اور ہر وقت اسلام اور مسلمانوں سے بدله لینے کے درپے رہے گا۔

امام خمینی (قُدِّسَ سِرُہ) کی رحلت کے بعد قمه زنی غیرمعمولی انداز میں پھیل گئی اور قمه زنوں کی کوشش رہی که زیادہ سے زیادہ اعلانیه انداز سے اس رسم کی بجاآوری کا اہتمام ہو۔ اس طرح معاند اور مخالف خبررساں ایجنسیوں اور اطلاع رسانی کے مراکز کو

تشیع کی جڑوں پر وار کرنے کے مواقع میسر آنے لگے۔ چنانچہ رہبر انقلاب اسلام حضرت آیت اللہ العظمی امام خامنه ای نے محرم الحرام سے کچھ دن قبل (مورخه 73/3/11 بمطابق 1 جون 1994ء) کو کہکیلویه و بویراحمد صوبے کے علماء سے خطاب کیا اور عزائے حسینی کے پہلی سے کہیں زیادہ اہتمام کے ساتھ انعقاد پر تاکید فرمائی اور فرمایا کہ قمه زنی کی رسم ایک انحرافی رسم ہے جس کا عزاداری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

انهوں نے تقاضا کیا که عزائے حسینی کے مقدس چہرے سے ان توہین آمیز حرکات کا خاتمه ہونا چاہئے۔ (چوتھی فصل میں رہبر انقلاب کے موقف کے دلائل بیان ہونگے)۔

اس بیان کی اشاعت اور رسم قمه زنی کی حرمت کا اعلان ہوتے ہی حضرات آیات عظام؛ مظاہری، مشکینی، احمدی میانجی، مؤمن، یزدی، مقتدائی، موسوی تبریزی و۔۔۔ نے رہبر معظم کے فتوی کو حکومتی فرمان ([62]) قرار دیا؛ [رہبر انقلاب کے فتاوی اور بیانات تیسری اور چوتھی فصل میں تفصیل سے نقل ہوئے ہیں۔] اور بعض دوسروں نے اس فرمان کے واجب الاتباع ([63]) ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قمه زنی کے عدم جواز پر مبنی فتاوی جاری کئے۔ قابل توجه نکته یه که، بعض بزرگوں نے جواز قمه زنی کے حق میں

اپنے سابقه فتاوی کے برعکس، اس کے عدم جواز کے فتوے دیئے؛ گوکه قمه و زنجیر کے حامی بھی خاموش نه رہے اور اپنی تحریف و انحراف کا سلسله جاری رکھا۔ ([64])

شیخ الفقهاء والمجتهدین، حضرت آیت الله العظمی اراکی .جو آیت الله العظمی گلپایگانی کی رحلت کے بعد عالم تشیع کے مرجع عامل کے طور پر پہنچانے جاتے تھے . نے عزائے حسینی کے جزو کے طور پر قمه زنی کے جواز کے سابقه فتوی کے برعکس .نیا فتوی جاری کیا اور محرم الحرام کی عزاداری میں خرافی اعمال کا سد باب کرنے کے سلسلے میں، ولی امر مسلمین کے فرمان کو واجب الاطاعه قرار دیا۔ ([65])

حضرت آیت الله العظمی فاضل لنکرانی (رح) نے بھی ابتداء میں فتوی دیا تھا که "قمه زنی جائز ہے بشرطیکه درپردہ انجام پائے اور استکباری ذرائع ابلاغ کے لئے ناجائز فائدہ اٹھانے کا موقع فراہم نه کرے"، لیکن امام خامنه ای کا فرمان آنے کے بعد انهوں نے نیا فتوی جاری کیا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ایران کی اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد دنیا کے مختلف علاقوں میں اسلام اور تشیع کی طرف لوگوں کے بڑھتے ہوئے رجحان – اور اسلامی جمهوریه ایران کے دنیائے اسلام کے ام القری کے عنوان سے ابھر آنے اور ایران کے عوام کے کردار اور رویوں کو اسلام کی ترجمانی کی حیثیت حاصل ہونے – کے پیش نظر، لازم و واجب ہے که سید الشهداء حضرت ابی عبدالله

الحسین (علیه السلام) کی عزاداری اور سوگواری کے مسائل میں اس طرح عمل کیا جائے که آپ (علیه السلام) اور آپ کے مقدس ہدف کی طرف دنیاوالوں کی توجه اور رجحان کو زیادہ سے زیادہ تقویت ملے۔ ظاہر ہے که ان حالات میں قمه زنی کے مسئلے کا نه صرف کوئی کردار نہیں ہے بلکه – چونکه اس میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو که قابل قبول ہو، اور نه ہی مخالفین کے لئے قابل تفہیم و توجیه ہے چنانچه اس کی وجه سے منفی اثرات مرتب ہورہے ہیں۔ لہذا لازم ہے که مکتب امام حسین (علیه السلام) سے محبت و عقیدت رکھنے والے شیعیان اہل بیت (علیهم السلام) قمه زنی سے احتراز و اجتناب کریں؛ اور اگر اس سلسلے میں نذر و منت بھی ہو ایسی نذر و منت صحت و انعقاد کی شرائط سے عاری ہے۔ [یعنی ایسی نذر سرے سے منعقد ہی نہیں ہوتی اور غیرشرعی نذر پر عمل کرنا بھی غیر شرعی ہے]۔ ([66])

علماء اور مراجع تقلید کی طرف کی حمایت کی یه لہر ([67]) اور ان روشوں اور رویوں کے اہانت آمیز اور ناجائز ہونے پر ان کے محکم دلائل دیکھ کر دوسرے ممالک کے حقیقت پسند مجامع نے بھی حمایت کا اعلان کیا۔ ([68])

عراقی ماہر عمرانیات، ابراہیم الحیدری، اپنی کتاب "*تراجیدیا کربلاء*" میں اس سلسلے میں تحریر کرتے ہیں:

آیت اللہ العظمی خامنه ای کے فتوی پر عالم اسلام میں مختلف قسم کا رد عمل سامنے آیا؛ ایک طرف سے بہت سے علماء، مصلحین، اسلامی تنظیموں اور گوناگوں حلقوں نے اس دلیرانه اقدام کی حمایت کردی اور اس کو اسلام کی حقیقت،

تشخص اور خلوص کے تحفظ کے سلسلے میں ایک دانشمندانه کوشش کوشش قرار دیا؛ کیونکه اس فتوے سے مذہبی اداروں کو – مسلمانوں کے زوال و پسماندگی کی دور سے باقیماندہ - بدعتوں، گمراہیوں، انحراف و بے راہرویوں کی نشانیوں سے پاک کرنے کے سلسلے میں آں جناب کے عزم راسخ کا پته ملتا تھا۔ دوسری طرف سے بعض ناآگاہ اور سادہ لوح عوام کے سید الخامنه ای کے خلاف ابھار دیئے گئے اور بعض نوگوں نے تو ان کی توہین اور ہتک حرمت سے بھی گریز نه کیا اور ان کے خلاف نازیبا الفاظ بھی استعمال کئے اور ان پر کفر اور خروج از اسلام تک کے الزامات لگائے"۔ ([69])

البته رسموں کی تبدیلی کے سلسلے میں ناداں اور سادہ لوح افراد کا رد عمل فطری ہے اور اس کی مثالیں ماضی میں بھی پائی جاتی ہیں؛ مثلا منقول ہے که آیت الله العظمی سید حسین بروجردی(رہ) نے قم کے ماتم و عزا کی انجمنوں میں کی مرسوم بعض غلط روایات کے خاتمے کی کوشش کی تو انہیں بھی ایسے ہی رد عمل سامنے کا سامنا کرنا پڑا۔ معاصر تاریخ نگار حجت الاسلام رسول جعفریان اس سلسلس میں لکھتے ہیں:

حضرت مستطاب آیت الله العظمی آقائے بروجردی (مد ظله العالی) جنھوں نے عالم تشیع کی قیادت سنبھالی ہے اور ریاست عامه کے مالک ہیں (شیعیان عالم کی اکثریت ان کی مقلد ہے) اور حوزہ علمیه کی قیادت بھی ان کے اختیار میں ہے، عزاداری کی بعض انجمنوں اور ان کے جلوسوں میں بعض ناپسندیدہ روایات سے برائت و بیزاری کا اعلان کرچکے ہیں اور ان

اعمال کی مخالفت کی ہے جو عالم تشیع کے شایان شان نہیں ہیں اور خاص طور پر قم جیسے مقدس شہر کے لئے مناسب نہیں ہیں؛ مگر افسوس کا مقام ہے کہ عزاداری کے دستوں کے بعض منتظمین نے کہا ہے کہ ہم تمام امور میں حضرت آیت اللہ کی تقلید کرتے ہیں مگر عاشورا کے دس دنوں میں ان کی تقلید نہیں کریں گے؛ بلکہ اپنی تشخیص و صوابدید کے مطابق عمل کریں گے! ([70])

یہی وہ مقام ہی جہاں آیت اللہ العظمي سید محسن حکیم (رح) جیسے دین کے ہمدرد اور اسلام شناس علماۓ دین اور فقہاۓ آل محمد (صلی اللہ علیه و آله) کا چھپا ہؤا دکھ ہمارے لئے بھی واضح ہوجاتا ہے جنہوں نے فرمایا:

"إن قضیه التطبیر هِيَ غُصّةً فِي حُلقُومِنا"؛

ترجمه: قمه زنی کا قضیه ہمارے گلے میں کانٹے کی حیثت رکھتا ہے۔ ([71])

چوتھی فصل - قمه زنی و زنجیر زنی کے عدم جواز پر علماء و فقہاء کے فتاوی کے اسباب

اشارہ: اس فصل میں قمه زنی اور زنجیر زنی کی حرمت کے سلسلے میں مراجع عظام اور علمائے کرام کے فتاوی کے اسباب و عوامل کا جائزہ لیا گیا ہے؛ چنانچه جس بنیاد پر یه فتاوی صادر ہوئے ہیں وہی اس حکم کا سبب اور علت بھی ہے اور اس کا تذکرہ فتاوی کے متن میں ہؤا ہے۔ ان علماء کا علمی مرتبه بہت اونچا ہے لیکن ہم اس مختصر رسالے میں ان کا تعارف پیش کرنے سے قاصر ہیں؛ اور بہت سے مجتہدین کرام جن کو مراجع کے زمرے میں شمار نہیں کیا جاتا، علم و دانش کے حوالے سے ان کا رتبه بھی شاید بہت سے مراجع سے کم نہیں ہے مگر وہ زہد و تقوی کی بنا پر عملیه رسائل شائع نہیں کروارہے ہیں اگرچه یه تمام علمائے کرام درس خارج کے مشہور اساتذہ مانے جاتے ہیں۔ یه فتاوی پیش کرنے کا مطلب یه ہرگز نہیں ہے که صرف ان ہی علماء نے قمه زنی کو حرام قرار دیا ہے بلکه وقت کی محدودیت اور منابع پر دسترس نه ہونے کی بناپر ان بزرگوں کے فتاوی میسر نه ہوسکے۔

1

۔ قمه زنی باعث خفت

الف . مراجع تقلید کے فتاوی

حضرت آیت الله العظمی خوئی اور شیخ جواد تبریزی (رحمہما الله) ([72])

سوال نمبر 1404: زنجیر زنی اور قمه زنی ان امور میں سے ہے جو محرم الحرام میں دیکھے جاتے ہیں، اگر اس طرح کے اعمال انسان کو ضرر و نقصان پہنچاتے ہیں یا اجنبیوں کی تنقید اور ناجائز تصورات و تاثرات اور ناجائز فائدہ اٹھانے کا سبب بنتے ہیں، ان اعمال کا حکم کیا ہے۔ ([73])

آیت الله العظمی خوئی: اس طرح کے اعمال . اگر قابل توجه ضرر و نقصان کا سبب بنیں اور بےاحترامی اور توہین کا سبب ہوں . تو جائز نہین ہیں۔ ([74])

آیت اللہ العظمی تبریزی: مذکورہ امور کا جزع . اور مصائبِ سیدالشہداء (علیہ السلام) کے لئے مستحبّ بےچینی . کے زمرے میں داخل ہونا، قابل غور و تامل ہے۔ ([75])

سوال نمبر 1405: زنجیر زنی اور قمه زنی کے جواز کے بارے میں آپ سے سوال پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا "اگر اس طرح کے اعمال انسان کو ضرر و نقصان پہنچا دیں یا بےاحترامی اور توہین کا سبب بنیں، تو جائز نہیں ہیں"، اگر ممکن ہو تو مزید وضاحت فرمائیں۔ ([76])

آیت اللہ العظمی خوئی: قابل توجه ضرر اس امر کو کہا جاتا ہے، جس کا واقع ہونا چشم پوشی کے قابل نہیں ہے؛ جیسے ہلاکت یا وہ بیماری جو ہلاکت پر منتج ہو، اور ہتک و توہین سے مراد وہ امر ہے جو ٹیڑھی سوچ کے حامل افراد کے عرف میں مذہب کی خواری اور خفت کا سبب بنے۔ ([77])

سوال: عزاداریوں میں قمه زنی کی شرعی صورت کیا ہے؟ ([78])

حضرت آیت اللہ العظمی حاج شیخ جواد تبریزی(رہ): عزاداری کو اس طرح سے ہونا چاہئے که شیعه کی توہین کا سبب نه ہو۔

حضرت آیت اللہ مکارم شیرازی: عزائے حسینی کا قیام و انعقاد بہترین شعائر میں سے ہے لیکن اگر عزاداری کے ضمن میں کوئی عمل جسم کو نقصان پہنچائے یا مذہب کی توہین اور خفت کا سبب بنے، تو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

حضرت آیت اللہ العظمی خامنہای

قمہزنی نه صرف عرفی لحاظ سے حزن و غم کی نشانیوں میں شمار نہیں ہوتی اور ائمه (علیہم السلام) اور ان کے بعد کے زمانوں میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی، اور امام معصوم (علیه السلام) کی جانب سے بصورت خاص یا عام اس کی تأئید نہیں ہوئی ہے، بلکه اس زمانے میں مذہب کی خفت اور بدنامی کا باعث بن رہی ہے؛ چنانچه کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے۔ اور کسی نے قمه زنی یا زنجیر زنی کی نذر یا منت مانی ہو ایسی منت و نذر، منعقد ہونے کی شرائط و خصوصیات سے عاری ہے۔ ([79])

اس سلسلے میں علماء و مراجع معظّمِ تقلید کا اجماع موجود ہے کہ ہر وہ عمل جو "اسلام کے وہن و خفت" ([80]) کا سبب ہو، حرام ہے اور اس سے اجتناب کرنا چاہئے؛ ([81])، بطور مثال ان استفتائات کے جوابات کی طرف توجہ کریں جن میں عزاداری کے ضمن میں بعض توہین آمیز اعمال کی طرف اشارہ ہوا ہے۔ ([82])

حضرت آیت اللہ العظمی بہجت:

اگر مقدسات کی خواری اور خفت کا سبب ہو تو جائز نہیں ہے۔

[تصویر نمبر 2]

بسمه تعالی. اگر موجب وهن مقدسات شود جایز نیست
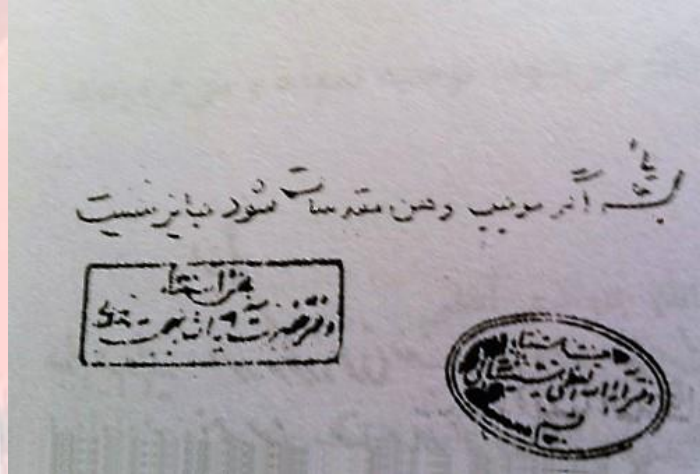
آیت اللہ العظمی بہجت سے ایک استفتا

محضر مبارک مرجع بزرگوار، حضرت آیت‌اللہ العظمی بہجت دام ظلہ العالی سلام علیکم؛

عرض بحضور اقدس یہ ہے کہ کچھ عرصے سے، "حقیقت مظلوم" کے عنوان سے ایک سی ڈی میں آپ جناب کے حوالے سے "قمہ زنی کے وجوب کے بارے میں مرحوم آیت اللہ العظمی سید ابوالحسن اصفہانی کے فتوے" کا ذکر ہے اور اس میں آپ ہی کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ قمہ زنوں کا خون مقدس ہے اور یہ کہ آپ کا قمہ زنوں کے خون میں رنگا ہوا ایک لباس ہے جو آپ نے وصیت فرمائی ہے کہ بعد از موت آپ کی قبر میں آپ کے ساتھ دفنایا جائے! یہ ساری باتیں آپ سے منسوب کی گئی ہیں" ہماری استدعا ہے کہ اپنے مقلدین کے افکار کو روشن فرمادیں.

بصد شکریہ و امتنان

منجانبان:

آپ کے مقلدین کا ایک گروہ- تہران – مسجد امام موسی بن جعفر علیہما السلام

آیت اللہ العظمی بہجت کا جواب:

بسمہ تعالی

"جو کچھ میں نے نقل کیا ہے یہ ہے کہ میرے استاد آقا سید ابوالحسن اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ قمہ زنی کے خلاف تھے اور یہ کہ وہ آخر تک اس کے مخالف رہے اور انھوں نے کبھی بھی قمہ زنی کی اجازت نہیں دی۔ اور جہاں تک خون آلود لباس کا تعلق ہے تو میرے پاس ایسا کوئی لباس نہیں ہے اور نہ ہی میں نے کوئی ایسی وصیت کی ہے"۔

[تصویر نمبر 2-1]

بسمه تعالی

آنچه بنده نقل کرده ام مخالفت مرحوم استاد
آقا سید ابوالحسن اصفهانی رحمة الله علیه با عملیات قمه
و آنکه تا آخر هم مخالف ماندند و هیچ اجازه ندادند.
اما بنده چنین لباس خون آلودی ندارم و چنان وصیت
را هم نکرده ام. والسلام

دفتر حضرت آیة الله بهجت

حضرت آیت اللہ سیستانی:

عزاداری کو مخدوش اور بدنام کرنے والے تمام امور سے اجتناب کرنا چاہئے۔

[تصویر نمبر 3]

باید از کارهایی که عزاداری را خدشه دار می کند اجتناب شود
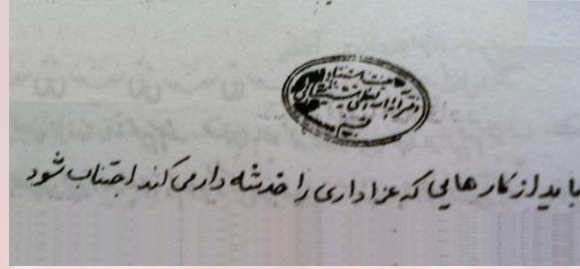
حضرت آیت اللہ فاضل لنکرانی:

ہر وہ عمل جو مذہب کی خفت و توہین کا موجب بنے، جائز نہیں ہے۔

[تصویر نمبر 4]

هر عملی که موجب وهن مذهب شود جایز نیست
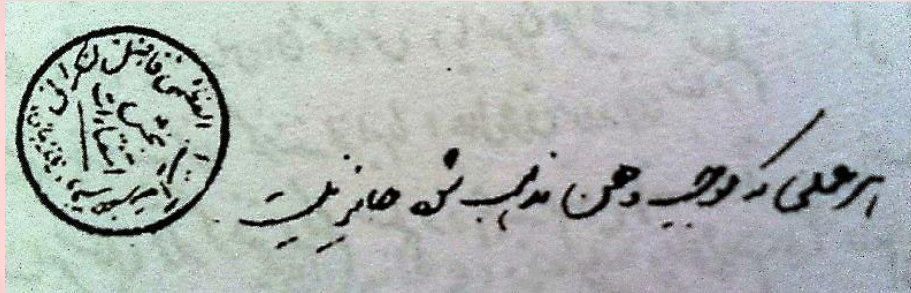
حضرت آیت اللہ صافی گلپایگانی

جہاں یہ عمل مذہب کے وہن و خفت کا سبب ہو، اس سے پرہیز کیا جائے۔

[تصویر نمبر 5]

در موردی که موجب وهن [illegible]
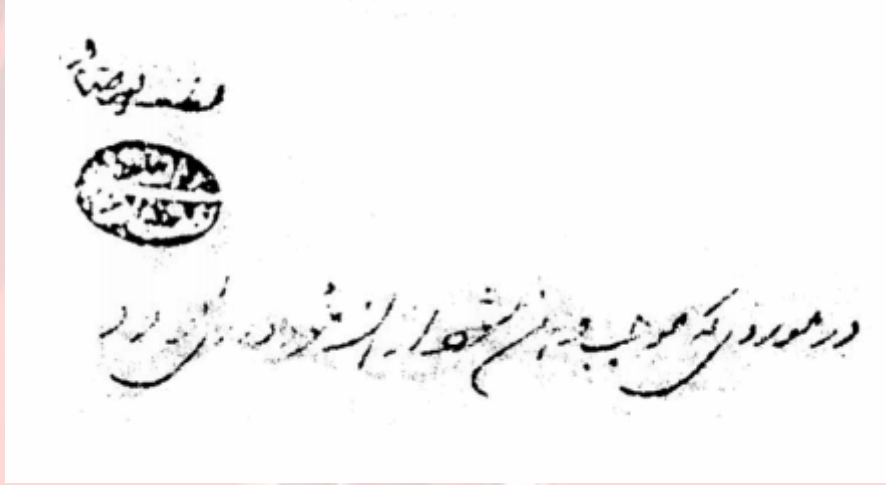
ب. دوسرے علماء

حضرت آیت اللہ علی مشکینی (رح)

بعد از سلام و تحیّت، مذکورہ امور شریعت اسلامیہ میں بنفسہ قابل اعتراض ہی نہیں بلکہ بعض بذات خود حرام ہیں، مسلمانوں کو ایسے حضرت حسین علیہ الصلاۃ والسلام کی عزا میں ایسے امور کے داخل کرنے سے سختی سے پرہیز کریں؛ جبکہ عزائے حسینی ایک عبادت ہے، اور علاوہ ازیں ایک عبادی اور سیاسی عمل ہے؛ چنانچہ اس کو ان اعمال کے ساتھ مخلوط کرنے سے پرہیز کیا جائے جو اس کے سیاسی پہلو کو مخدوش کرتے ہیں یا اسلام پر خرافات کا الزام لگنے اور اسلام کی خفت و وہن کا موجب بنتے ہیں؛ اور پھر ولی امر مسلمین نے مذکورہ اعمال سے نہی کی ہے اور موصوف کا حکم واجب الاتباع ہے، خداوند متعال معتقد اور ہوشیار اور سیاست کو سمجھنے والی ملت کو احکام الٰہی کی پیروی اور عزاداری کی اس ہیئت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو حضرت بقیۃ اللہ (عَجَّلَ اللّهُ تعالی فَرَجَهُ الشَّریف) کی خوشنودی کا سبب ہو۔

[تصویر نمبر 6]

بسمه تعالی

بعد التسلیم والتحیه امور مذکوره فوق نوعاً در شرع اسلام مورد اشکال و حتی بعضی از آنها را تا محرم است مسلمین باید از وارد کردن آنها در مراسم عزاداری حضرت حسین علیه الصلاة والسلام که یکی از عبادات است جداً خودداری نمایند. علاوه اینکه عزاداری آنحضرت عمل عبادی سیاسی است پس باید از مخلوط شدن کارهائیکه جنبه سیاسی آن مخدوش و یا عنوان خرافات به دین مقدس اسلام می بخشد اجتناب نمود. گذشته از اینها اعمال فوق مورد نهی مقام معظم ولایت امر مسلمین قرار گرفته و حکم معظم له واجب الاتباع است خداوند ملت معتقد و هشیار و سیاستمدار ایران توفیق تبعیت از احکام الهی و عزاداری مورد رضایت حضرت بقیة الله عنایت فرماید

۸ محرم الحرام سنه ۱۴۱۵ هجری قمری

حضرت آیت اللہ شہید سید محمد صادق صدر(رہ)

فطری امر ہے کہ اس طرح کے اعمال میں ارادی طور پر سر سے خون جاری کرنا، نہ تو مستحبّ ہے اور نہ ہی اس سے اہل بیت (علیہم السلام) کے ساتھ مواساۃ اور ہمدردی کا اظہار ہوتا ہے۔ جن علماء کو میں جانتا ہوں ان میں سے کوئی بھی اس عمل کے جائز و حلال ہونے کا قائل نہیں ہے اور حتی اگر ہم اس عمل کو "حکم اولی" کے تحت "مباح" ([83]) تصور کریں، پھر بھی چونکہ مذہب کی توہین اور خفت کا سبب بن رہا ہے اور اس عمل کی وجہ سے شیعیان اہل بیت پر وحشی پن اور بدعت گذاری کا الزام لگایا جاتا ہے، لہذا یہ عمل حرام ہے؛ بایں ہمہ ہمارے ائمہ (علیہم السلام) ایسے نازیبا اعمال سے منع فرمایا ہے جو اہل بیت (علیہم السلام) کے چہرے کو مخدوش کرتے ہیں اور فرماتے رہے ہیں:

"شیعتنا کُونُوا لَنَا زَیناً وَلَا تَکُونُوا عَلَینَا شَیناً۔" ([84])

ترجمہ: اے ہمارے پیروکارو! ہمارے لئے زینت بنو، اور ہمارے لئے باعث شرم خجلت نہ بنو۔

حضرت آیت اللہ عبداللہ جوادی آملی

جو عمل اسلام کی خفت کا موجب اور عزاداری کی ہتک کا سبب بنے، جائز نہیں ہے، توقع کی جاتی ہے کہ قمہ زنی اور اس جیسے اعمال سے اجتناب کیا جائے۔

[تصویر نمبر 7]

بسمه تعالی شأنه

چیزهائی که مایه وهن اسلام و پایه هتک حرمت
عزاداری است جائز نیست، [illegible]
[illegible] قمه زنی [?] [illegible] پرهیز شود.

۷ محرم الحرام ۱۴۱۵ - [illegible]

حضرت آیت اللہ سید مہدی روحانی(رح)

چونکہ شیعیان و پیروان اہل بیت (علیہم السلام) کے اعمال کی کڑی نگرانی ہوتی اور ان کو توجہ دی جاتی اور ان میں غور کیا جاتا، ہے، لہذا مذکورہ اعمال . جو مذہب کی ہتک و خفت کا سبب ہیں . سختی سے اجتناب کرنا چاہئے؛ علاوہ ازیں ولی امر مسلمین نے ان اعمال سے نہی فرمائی ہے اور موصوف کی اطاعت واجب ہے۔ 7 محرم 1415۔

حضرت آیت اللہ ابراہیم امینی

بسمه تعالی

باوجود اس کے، کہ سید الشہداء حضرت ابا عبداللہ الحسین (علیہ السلام) ایک عبادت اور خداوند سبحان کے تقرب کا موجب ہے اور ائمہ طاہرین (علیہم السلام) نے اس پر تاکید فرمائی ہے، لیکن اہل بیت (علیہم السلام) کے حبداروں پر واجب ہے کہ مذکورہ امور کی انجام دہی سے اجتناب کریں؛ کیونکہ اولاً یہ کہ مذکورہ امور عزاداری کے طور پر لوگوں کے درمیان مرسوم نہیں ہیں اور ان کے مستحب اور جائز ہونے کا حکم بےبنیاد ہے؛ ثانیاً دنیا کے موجودہ حالات و حقائق کے کے بموجب، مذکورہ امور خرافات میں شمار ہوتے ہیں اور تشیع کی ہتک و خفت کا سبب ہیں؛ اور ثالثاً رہبر معظم حضرت آیت اللہ خامنہ ای دامت برکاتہ نے اس قسم کے امور سے نہی فرمائی ہے اور ان کی اطاعت تمام شیعیان اہل بیت (علیہم السلام) اور پیروان ولایت فقیہ پر واجب اور ان کی مخالفت حرام ہے، چنانچہ تمام شیعیان اہل بیت (علیہم السلام) سے توقع کی جاتی ہے کہ مراسمات عزا کی انجام دہی میں اس قسم کے امور سے اجتناب کریں؛ خدا ہمیں امام حسین (علیہ السلام) کے سچے شیعوں کے زمرے میں قرار دے۔

[تصویر نمبر 8]

بسمه تعالی

با اینکه عزاداری برای سرور شهیدان حضرت اباعبدالله الحسین علیه السلام یک عبادت و موجب تقرب به خداوند سبحان است، و ائمه معصومین علیهم السلام در این باره تأکید فراوان کرده‌اند بر همه علاقمندان اهل بیت واجب است از انجام امور فوق اجتناب نمایند. زیرا اولاً امور مذکور در بین عرف مردم به عنوان عزاداری مرسوم نیست و علم به استحباب و مشروعیت آنها بدون دلیل است. ثانیاً در اوضاع و شرائط کنونی جهان امور مذکور در خارج به شدت ضربه می‌زند و موجب وهن شیعه می‌باشد. و ثالثاً مقام معظم رهبری حضرت آیت‌الله خامنه‌ای دامت برکاته از انجام این قبیل امور نهی شدید فرموده‌اند و اطاعت از معظم له بر همه شیعیان و پیروان ولایت فقیه لازم و مخالفت با آن حرام است. بدین جهت از عموم شیعیان انتظار می‌رود که در انجام مراسم عزاداری از این قبیل امور اجتناب نمایند. خدا ما را از شیعیان راستین امام حسین علیه السلام قرار دهد.

ابراهیم امینی

حضرت آیت اللہ مسلم ملکوتی (رح)

حضرت سیدالشہداء سبط رسول (صلی اللہ علیہ و آلہ) کی عزاداری کو اس امام بزرگوار کے لائق و شایان شان ہونا چاہئے، اسے اسلام اور مذہب تشیّع کی ہتک و خفت اور اسلام کے کمزور ہوجا نے کا سبب نہیں بننا چاہئے بلکہ آپ (علیہ السلام) کے انقلاب کی طرح، عزاداری کو بھی اسلام اور مسلمانوں کی عزت و بقاء کا موجب بننا چاہئے اور اس کو ہر قسم کی بدعت و خرافات سے پاک ہونا چاہئے۔

[تصویر نمبر 9]

بسمه تعالی

عزاداری حضرت سیدالشهداء و سبط رسول الله صلی الله علیه و آله باید لایق و شایسته آن امام بزرگوار باشد و موجب وهن و تضعیف اسلام و مذهب تشیع نباشد بلکه مثل قیام آن حضرت باعث بقاء و عزت اسلام و مسلمانان بوده و عاری و منزه از هر گونه بدعت و خرافات باشد

مسلم ملکوتی ۲ محرم الحرام
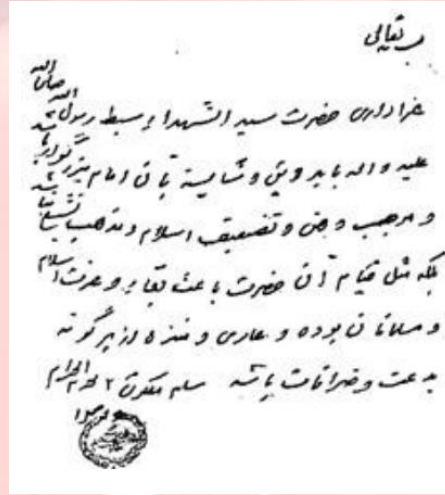
حضرت آیت اللہ مقتدائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اسلامی جمہوریہ ایران کے معرض وجود میں آنے اور قرآن اور وحی کی بنیاد پر حکومت اسلامی کے قیام کے ساتھ، تمام قوموں اور ملکوں کی توجہ اسلام کی طرف مبذول ہوئی ہے اور اسلام کے نورانی اور ترقی پسندانہ احکام صاحب رائے افراد کی توجہ اور غور و تامل کا موضوع ٹھہرے ہیں اور حالات اس سمت بڑھ رہے ہیں کہ اسلام پوری دنیا میں آفتاب عالمتاب کی مانند فروغ پالے؛ چنانچہ دشمنان اسلام جو اپنی حیثیت اور بقاء کو خطرے سے دوچار پاتے ہیں، گھات لگائے بیٹھے ہیں اور کسی بھی وسیلے اور بہانے کے سہارے اسلام کو مشکوک و مشتبہ اور مخدوش و متنازعہ بنانا چاہتے ہیں؛ چنانچہ وہ امور شرعاً حرام ہیں جو اسلام کی خفت اور مسلمانوں کے عقائد کی کمزوری کا سبب بنتے ہیں؛ اور مسلمانوں کو ان سے اجتناب کرنا چاہئے؛ علاوہ ازیں موضوع کی تشخیص کرتے ہوئے اور انقلاب کے رہبر معظم اور ولی امر مسلمین حضرت آیت اللہ خامنہ ای دامت برکاتہ کی جانب سے قمہ زنی اور اس جیسے اعمال کی حرمت کے حکم کے اعلان کے بعد، [قرار دیا جاتا ہے کہ] موصوف کی اطاعت ہر مسلمان فرد پر لازم اور ان کے حکم کی خلاف ورزی حرام ہے۔

[تصویر نمبر 10]

بسم الله الرحمن الرحیم

با استقرار جمهوری اسلامی ایران و تشکیل حکومت اسلامی بر اساس قرآن و وحی توجه همه ملتها و دولتها به اسلام عزیز و احکام نورانی و مترقی اسلام مورد توجه صاحب نظران قرار گرفته و میرود تا همانند خورشیدی تابان در سطح جهان بسط پیدا کند. لذا دشمنان اسلام که حیثیت و موجودیت خود را در خطر می بینند درصدد هستند به هر وسیله و بهانه اسلام را مشکوک و خدشه دار نمایند از این جهت امروز [illegible] که موجب وهن به اسلام و تضعیف عقاید مسلمین میگردد شرعاً حرام و مسلمین باید از آن خود داری نمایند علاوه بر این با تنفیذ موضوع و اعلام حکم بر حرمت قمه زدن و نظائر آن از طرف رهبر معظم انقلاب و ولی امر مسلمین حضرت آیت الله خامنه ای دامت برکاته اطاعت از معظم له بر آحاد مسلمین لازم و تخلف از آن حرام است

[illegible]

حضرت آیت اللہ محمدی گیلانی (رح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو کچھ بھی شریعت اسلام کی خفت کا سبب ہے، طبعا حرام ہے بالخصوص اگر ولی امر مسلمین نے اس سے نہی کی ہو، سب پر ان کے حکم کی اطاعت واجب ہے۔

[تصویر نمبر 11]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہرچہ کہ مایہ وہن شریعت اسلام است طبعاً حرام و خصوصاً اگر مورد نہی ولی امر مسلمین است، بر عموم اطاعت از آن واجب است.

محمد محمدی گیلانی

۲۰ ذیحجہ الحرام ۱۴۱۵ ہجری
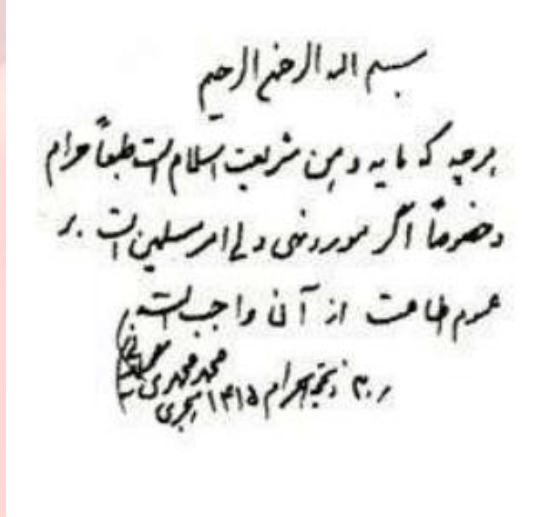
حضرت آیت اللہ موسوی تبریزی

محرم اور صفر کے ایام کی عزاداری اور حسین بن علی (علیہما السلام) کے قیام و انقلاب کو زندہ رکھنا، بہترین عبادات اور اللہ کی جانب قربتوں میں سے ہے اور ہر وہ عمل جو اسلام اور حضرت ابا عبداللہ (علیہ السلام) کے مقدس قیام کی ہتک و خفت کا سبب بنتا ہو، حرام ہے اور ولی امر مسلمین کے حکم کی اطاعت واجب اور لازم ہے۔

[تصویر نمبر 12]

باسمه تعالی

عزاداری روزهای محرم و صفر و زنده نگه داشتن قیام مقدس حسین بن علی علیهما السلام از بهترین عبادات و قربات می باشد و هر عملی که موجب وهن اسلام و قیام مقدس حضرت ابا عبدالله علیه السلام باشد حرام است و اطاعت از حکم ولی امر مسلمین واجب و لازم است
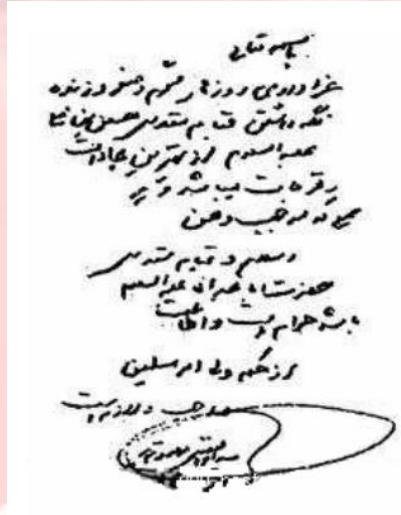
2۔ غیر منطقی اور ناقابل قبول

حضرت آیت اللہ العظمی فاضل لنکرانی

ایران کی اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد دنیا کے مختلف علاقوں میں اسلام اور تشیع کی طرف لوگوں کے بڑھتے ہوئے رجحان – اور اسلامی جمہوریہ ایران کے دنیائے اسلام کے ام القری کے عنوان سے ابھر آنے اور ایران کے عوام کے کردار اور رویوں کو اسلام کی ترجمانی کی حیثیت حاصل ہونے – کے پیش نظر، لازم و واجب ہے کہ سید الشہداء حضرت ابی عبداللہ الحسین (علیہ السلام) کی عزاداری اور سوگواری کے مسائل میں اس طرح عمل کیا جائے کہ آپ (علیہ السلام) اور آپ کے مقدس ہدف کی طرف دنیاوالوں کی توجہ اور رجحان کو زیادہ سے زیادہ تقویت ملے۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں قمہ زنی کے مسئلے کا نہ صرف کوئی کردار نہیں ہے بلکہ – چونکہ اس میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو کہ قابل قبول ہو، اور نہ ہی مخالفین کے لئے قابل تفہیم و توجیہ ہے چنانچہ اس کی وجہ سے منفی اثرات مرتب ہورہے ہیں۔ لہذا لازم ہے کہ مکتب امام حسین (علیہ السلام) سے محبت و عقیدت رکھنے والے شیعیان اہل بیت (علیہم السلام) قمہ زنی سے احتراز و اجتناب کریں؛ اور اگر اس سلسلے میں نذر و منت بھی ہو ایسی نذر و منت صحت و انعقاد کی شرائط و خصوصیات سے عاری ہے۔ ([85])

[تصویر نمبر 13]

بسمه تعالی

با توجه به گرایشی که نسبت به اسلام و تشیع بعد از پیروزی انقلاب اسلامی ایران در اکثر نقاط جهان پیدا شده و ایران اسلامی بعنوان ام القرای جهان اسلام شناخته میشود و اعمال و رفتار ملت ایران بعنوان الگو و نمایشگر اسلام مطرح است لازم است در رابطه با مسائل سوگواری و عزاداری سالار شهیدان حضرت ابی عبدالله الحسین علیه السلام بگونه‌ای عمل شود که موجب گرایش بیشتر و علاقمندی شدیدتر به آن حضرت و هدف مقدس وی گردد پیداست که در این شرائط مسئله قمه زدن نه تنها چنین نقشی ندارد بلکه بعلت عدم قابلیت پذیرش و نداشتن هیچگونه توجیه نتیجه سوء بر آن مترتب خواهد شد لذا لازم است شیعیان علاقمند به مکتب امام حسین علیه السلام از آن خودداری نمایند و چنانچه در این مورد نذری وجود داشته باشد نذر واجد شرائط صحت و انعقاد نیست

٤ محرم الحرام ١٤١٥

١٣٧٣/٣/٢

حضرت آیت اللہ العظمی نوری ہمدانی

سیدالشہداء حضرت ابی عبد اللہ (علیہ السلام)، کا مکتب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مکتب اور اسلامی اقدار کا پھوٹتا ہؤا چشمہ ہے اور عاشورا کے خون بھری تاریخ ہر زمانے میں عظیم کارناموں اور لہروں کو جنم دیتی ہے اور انسانوں کے جذبات و احساسات کو ابھار کر انہیں سمت دیتی ہے اور تمام تحریکوں کے لئے عملی نمونہ ہے اور ہر تحریک یہیں سے حرکت و تحرک کا الہام حاصل کرتی ہے اور ظالمین اور جبارین کے خلاف اٹھنے والی تمام تحریکوں کو یہیں سے جدوجہد کا درس ملا ہے ... یہ ایک یاد ہے جو اس مکتب کے پیروکاروں اور محبین کے دلوں میں موجزن خون کو جوش دلاتی ہے اور خاص طور موجودہ دنیا میں . جبکہ اسلام دشمن طاقتوں پر "سیاسی اسلام" سے کاری ضربیں رسید ہوئی ہیں اور وہ اپنے مفادات کو ضائع ہونے ہوئے دیکھ رہی ہیں اور خالص محمدی اسلام سے انتقام لینے کی ترکیبیں سوچ رہی ہیں۔ چنانچہ لازم ہے کہ شیعیان محمد و آل محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ) عزاداری کے ذریعے زینبی فریضہ انجام دیں یعنی یہ کہ ان کی عزاداری کو اسلامی منطق کے مطابق اور ہر ایسی حرکت سے پاک اور دور ہونا چاہئے جس کی بنا پر اسلام کے دین مقدس پر (معاذاللہ) بےمنطق اور نا معقولیت کا الزام لگتا ہے۔ ہمارے محترم اور دیندار عزاداروں کو چاہئے کہ قمے اور شمشیر کو اپنے ماتھوں پر برسانے کے بجائے سوچ لیں کہ ان قموں اور شمشیروں کو اسلام کے ان دشمنوں کے ماتھے پر برسانا چاہئے جنہوں نے ان کی سرزمینوں کو غصب کیا ہے اور مسلمانوں کو کمزور سے کمزور تر کرنے کے درپے ہیں اور ان کے وسائل کو لوٹ رہے ہیں اور ہر روز نت نئی روشوں سے ان کی اسلامی حیات کو خطرات سے دوچار کر رہے ہیں۔ ([86])

[تصویر نمبر 14]

بسمه تعالی

از آنجا که مکتب سالار شهیدان حضرت ابی عبدالله علیه السلام مکتب ارزنده و غنی است که جنبش و جوشش انقلابهای اسلامی
در تاریخ خونبار عاشورا همیشه با آفریدن حماسه‌ها و سوزها و با حرکت دادن و زنده کردن احساسات و عواطف
الهام بخش کلیه نهضتها و قیامهائی که علیه ظالمان و جباران روزگار صورت گرفته بوده است
و همواره مجاهدین اسلام با قیامهائی که علیه ظلم و ستم بپا آورده‌اند که نمونه آن را در زمان خود دیدیم —
نام حسین را الهام دهنده حسینی در چشم و هوای کربلا و عاشورا در سر داشتند تا موفق
شدند که پیروزی خون بر شمشیر را ثابت و بیان بلند حضرت رسول اکرم ص حسین منی
و انا من حسین را معنا کنند و ایام محرم و عاشورا همیشه زنده کننده این خاطره و بجوش
آورنده خونهائی است که در دل علاقمندان این مکتب موج میزند لذا لازم است مخصوصاً
در جهان کنونی که دشمنان اسلام از اسلام سیلی خورده و منافع نامشروع خود را از دست رفته
می‌بینند و در فکر انتقام گرفتن از اسلام ناب محمدی هستند مراسم عزاداری کار زینبی بکند
یعنی با منطق اسلام توأم و از هر گونه حرکتی که این دین مقدس را بی‌منطق قلمداد نماید منزه
باشد و عزاداران محترم متعهد بجای اینکه قمه را بر فرق خود بکوبند در فکر آن باشند
قمه را بر سر دشمنان اسلام که اراضی آنان را اشغال و در فکر تضعیف آنها میباشند
و منابع آنان را غارت و بالاخره هر روزی با ترفند جدیدی حیات اسلامی آنها را
بمخاطره میاندازند بکوبند خداوند توفیق بیشتر برای پیمودن این راه به همه مسلمانان
عنایت بفرماید ۷ محرم الحرام ۱۴۱۵ الاحقر حسین نوری همدانی

علاوہ ازیں، حضرات آیات مکارم شیرازی اور احمدی میانَجی نے قمہ زنی کی حرمت پر مبنی اپنے فتاوی میں اس دلیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قمہ زنی اور زنجیر زنی کو غیر منطقی، غیر معقول اور ناقابل قبول قرار دیا ہے؛ اور یہ فتاوی اسی کتاب کی دوسری فصلوں میں درج ہیں۔

3۔ قمہ زنی کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ یہ خرافہ اور بدعت ہے

الف. مراجع تقلید کے فتاوی

آیت اللہ العظمی شیخ جواد تبریزی(رہ)

اس مسئلے میں موصوف کے تین فتاوی نقل کئے جارہے ہیں جن کو ملا کر دیکھا جائے تو ان کی فقہی رائے مکمل طور پر واضح ہوجاتی ہے:

بسمہ تعالی

مجالس عزا اسلامی شعائر کی تعظیم کے لئے ہیں اور انہیں اس طرح سے منعقد ہونا چاہئے کہ معصومین (علیہم السلام) اور بالخصوص ابا عبداللہ الحسین (علیہ السلام) کی تعظیم، اور آپ (علیہ السلام) پر وارد ہونے والے مصائب پر جزع (بےچینی) اور حزن شیون اور نوحے کا اظہار ہو۔ ([87])

[تصویر نمبر 16]

بسمه تعالی مجالس عزاداری برای تعظیم شعائر اسلامی است و باید به صورتی واقع شود که تعظیم محسوب و مخصوص بائمه علیهم السلام بالاخص ابی عبدالله الحسین علیه السلام و اظهار جزع و حزن و شیون به مصائب ایشان داده باشد

بسمه تعالی
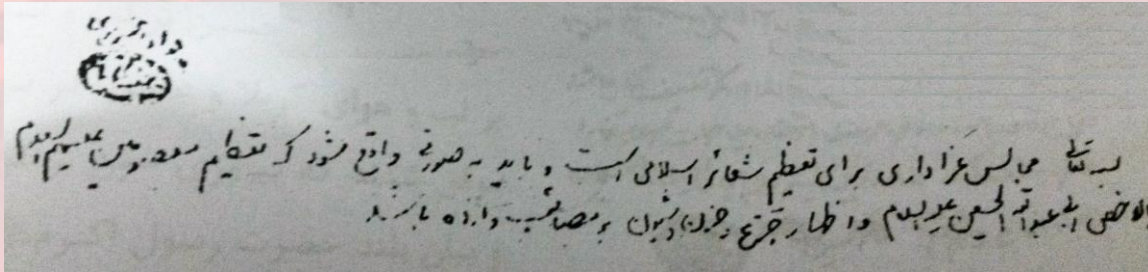
اگر ائمه (علیہم السلام) اور سیدالشہداء (علیه السلام) کے لئے عزاداری پر اگر جزع اور بےچینی کا عنوان صادق آئے تو مستحبّ ہے اور اگر جزع کے عنوان سے خارج ہوجائے، تو مستحبّ نہیں ہے۔ ([88])

بسمه تعالی

قمه زنی کا سیدالشہداء (علیہ السلام) اور اہل بیت (علیہم السلام) کے لئے جزع اور بےچینی کے زمرے میں داخل کرنا، ثابت نہیں ہے۔ لہذا بہتر ہے کہ مؤمنین ایسے امور کا اہتمام کریں جن کا جزع کے زمرے میں داخل ہونا ثابت اور یقینی ہے؛ جیسے گریہ کرنا، سینہ زنی کرنا، عزاداری کے دستے اور جلوس نکال کر عام مقامات میں ظاہر ہونا جہاں تک کہ عزاداروں کے بس میں ہو۔

خداوند متعال آپ کو اہل بیت (علیہ السلام) کی راہ میں خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور دنیا اور آخرت میں آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور خدا ہی توفیق عطا کرنے والا ہے۔

[تصویر نمبر 16]

بسمه تعالى: دخول التطبير في قضية الجزع على سيد الشهداء (ع) وأهل بيته وأصحابه
سلام الله عليهم أجمعين غير محرز فينبغي للمؤمنين اختيار ما هو محرز كالبكاء
واللطم على الصدور وإقامة المواكب وإخراجها الى الأماكن العامة بقدر الامكان
للعزاء وفقكم الله لخدمة أهل البيت (ع) وجزاكم الله خيراً في الدنيا والآخرة
والله الموفق.
جواد التبريزي
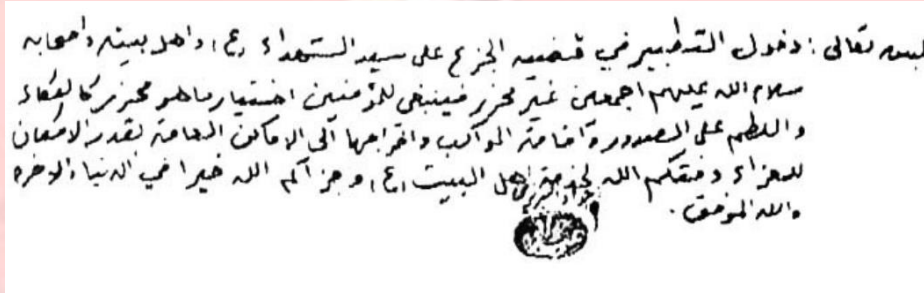
حضرت آیت الله العظمی صالحی مازندرانی(رھ)

باسمه العلیم۔ فقه کے مآخذ سے قمه زنی [اور زنجیر زنی] کا جواز . خواہ لفظی خواہ کلامی، بطور خاص یا بطور عام اور مطلق طور پر . ثابت نہیں ہوتا، چه جائےکه اس کو سیدالشہداء امام حسین (علیه السلام) کی عزاداری میں بہتر عمل کا درجه دیا جائے، [لہذا یه حکم اولی کے طور پر جائز نہیں ہے؛) بلکه ثانوی دلائل و عناوین کا تقاضا تو یه ہے که قمه زنی اور زنجیر زنی حرام اور ناجائز ہے۔ چنانچه اس سے اجتناب واجب اور لازم ہے۔ ہمارے برادران ایمانی بخوبی جانتے ہیں که یه قمه اور خنجر، غدار خنجر برداروں اور جرائم پیشه شمشیربرادروں کے ماتھے پر مارنا چاہئے (نه که اپنی پیشانی پر۔) (محرم الحرام 1415 . خرداد 1373)

[تصویر نمبر 17]

باسمه العلیم
از منابع فقه جعفریه وجه لفظیه بالخصوص او بالاطلاق
او العموم جواز و اباحه قمه زنی مخصوصاً از رجحان آن در
مراسم عزاداری سالار شهیدان امام حسین علیه السلام
مستفاد نمیگردد بلکه مقتضای ادله و عناوین ثانویه
حرمت و عدم جواز است لذا اجتناب از آن واجب
و لازم است
برادران ایمانی میدانند که قمه را باید بر فرق قمه کشان
خائن و قداره بندان جانی زد
قم المقدسه اسماعیل الصالحی المازندرانی
محرم الحرام ۱۴۱۵
خرداد ۱۳۷۳

ب دوسرے علماء
شہید آیت اللہ مرتضی مطہری(رح)

قمه زنی .جس کے لئے نه عقلی و منطقی دلیل ہے اور نه ہی حدیث و سیرت ائمه میں اس کا ثبوت ملتا ہے .تحریف کا واضح مصداق سمجھی جاتی ہے اور اس کا کم از کم منفی اثر یه ہے که موجودہ زمانے میں یه عمل تشیع کے چہرے کو مخددش کررہا ہے جن اعمال کا امام حسین (علیه السلام) کے اہداف و مقاصد سے کوئی تعلق نہیں ہے، وہ زنجیر زنی، قمه زنی اور قفل زنی پر مشتمل ہیں ؛ یه ایک نادرست اور غلط عمل ہے که کچھ لوگ قمه اور زنجیر اٹھائیں اور اپنے سر و پشت پر ماریں اور اپنا خون بہائیں۔ اس کا کیا مقصد ہوسکتا ہے؟ اس عمل کا کون سا حصه عزاداری کے زمرے میں آتا ہے ([89])

حضرت آیت اللہ احمدی میانَجی(رہ)

بسمه تعالی

جو عمل مذہب کی ہتک و خفت کا سبب ہو، وہ جائز نہیں جیسا که علماء نے فرمایا ہے اور اگر فقہاء عظام (رحمہم اللہ علیہم اجمعین) نے بعض مواقع پر "عدم ضرر" کی شرط پر بعض اعمال کے جواز کا حکم دیا ہے، تو وہن اور ہتک مذہب ان کے مد نظر نہیں تھا نیز وہ اعمال جو دنیا میں شیعه عقیدے کے طور پر ابھارے جاتے ہیں، اگر چه ان اعمال کے مرتکبین کی نیت وہن و ہتک نه ہو، اس کے باوجود، بدعت کے طور پر حرام ہوجاتے ہیں، علاوہ ازیں، ولی امر مسلمین کے حکم کے بعد، سوال کی کوئی گنجائش نہیں رہتی اور آنجناب کی اطاعت واجب ہے۔

[تصویر نمبر 18]
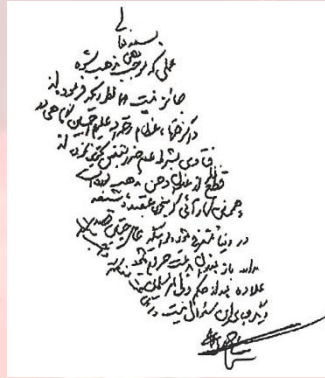
حضرت آیت اللہ محمد ابراہیم جنّاتی

ان ناجائز اور غیر شائستہ، قدر و منزلت کم کرنے والے، غیرسنجیدہ اور خرافی افعال سے پرہیز کرنا چاہئے جس کی جڑیں فقہی منابع و مصادر اور احکام شرعی کی شناخت کے ارکان میں نہیں پائی جاتیں اور دین و تشیع کے آفاقی اور تابناک چہرے پر دھبہ آنے کا باعث ہیں۔

حضرت آیت اللہ سید جعفر کریمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان الحسین مصباح الھدی وسفینۃ النجاۃ السلام علی الحسین وعلی علی بن الحسین وعلی اولاد الحسین وعلی اصحاب الحسین

حضرت سیدالشہداء ابی عبداللہ الحسین (علیہ السلام) اور آپ (علیہ السلام) کے وفادار اصحاب و انصار کی عزا بپا کرنا، اللہ تعالی کے بارگاہ میں سب سے بڑی عبادات میں سے ہے، لیکن عزاداری کے عنوان کے تحت قمہ زنی، بدن کو تالے لگانا، چھرے، سر کو کھرچنا اور خراشنا اور خون آلود کرنا، زیارت کے بل سینے کے بل رینگ کر چلنا اور اس طرح کے دوسرے افعال و اعمال کسی صورت میں بھی شرعی جواز پر مبنی نہیں ہیں کیونکہ ائمۂ معصومین (علیہم السلام) اور ان کے اصحاب اور حوارین کی طرف سے کوئی تائید نہیں ہوئی ہے اور نہ ہی ان امور کا کوئی اشارہ ملا ہے، اور متقدم فقہائے عظام رضوان اللہ تعالی علیہم، کے ہاں بھی ان کی کوئی مثال نہیں ملتی اور حال حاضر میں یہ اعمال رائے عامہ کے نزدیک مذہب حقہ کی ہتک و خفت کا موجب اور فرقۂ ناجیہ اثنا عشریہ پر خرافہ پرستی کا الزام دھرے جانے کا سبب ہے۔ علاوہ ازین اس سلسلے میں، رہبر معظم انقلاب حضرت آیت اللہ خامنہ ای (دام ظلہ الوارف) کی فقیہانہ رائے کے اظہار کے پیش نظر، عزاداری کے بہانے اور اس عنوان کے تحت مذکورہ بالا امور کا ارتکاب اور حضرت ولی امر مسلمین (دام ظلہ) کی لازم الاتباع رائے کی خلاف ورزی، شرعاً حرام اور عذاب کے مستحق ہونے کا سبب ہے۔

[تصویر نمبر 19]

بسم الله الرحمن الرحیم

إنّ الحسین مصباح الهدی وسفینة النجاة

السلام علی الحسین وعلی علیّ بن الحسین وعلی أولاد الحسین وعلی أصحاب الحسین

اقامه عزای حضرت سید الشهداء ابی عبدالله الحسین علیه السلام ویاران واصحاب باوفایش علیهم السلام از أعظم قربات الی الله تعالی است، ولی انجام اموری مانند قمه زنی وقفل بستن به بدن وخراشیدن و خون آلود کردن سروصورت وسینه خیز رفتن برای زیارت وامثال آن بنام وعنوان عزاداری باتوجه به اینکه هیچگونه تأیید واشاره ای در رابطه بااینگونه امور از سوی أئمه معصومین علیهم السلام ویا از سوی اصحاب حواریین آنان نرسیده است وسابقه از آن از فقهاء عظام اقدمین رضوان الله تعالی علیهم بدست نیامده است، ودر زمان حاضر موجب وهن مذهب حق در انظار عموم وسبب اتهام فرقه ناجیه اثنا عشریه به خرافه گرائی است بهیچ وجه صورت شرعی ندارد، بعلاوه باعنایت به اظهار نظر فقیهانه مقام معظم رهبری حضرت مستطاب آیت الله خامنه ای مدظله الوارف در این رابطه پرداختن به امور فوق الاشاره به بهانه وعنوان عزاداری ومخالفت با نظر لازم الاتباع حضرت ولی أمر مسلمین مدظله در این باره شرعاً حرام وموجب استحقاق عقاب است.

سید منور کرم

٧٤/٣/٧ مطابق با ٢٨/١٢/٤١٥

علاوہ ازیں، حضرات آیات: علامه سید محسن امیں عاملی ، محمد یزدی اور مسلم ملکوتی نے بھی اس دلیل (یعنی قمه زنی کے بدعت اور خرافه پرستانه ہونے اور اس کے لئے کسی شرعی سند کی عدم موجودگی) کی طرف اشارہ کیا ہے؛ اسی کتاب کے مختلف حصوں میں ان بزرگوں کے فتاوی کے متن کی طرف رجوع کریں۔

4۔ نقصان اور ایذا دہی

الف. مراجع تقلید کے فتاوی

حضرت آیت الله العظمی خوئی(رح)

اگر قمه زنی اور دہات کے کانٹوں سے زنجیر زنی. جو ماہ محرم میں انجام پاتی ہے. قابل توجه ضرر و زیاں کا موجب بنے یا دین اور مذہب کی ہتک و تمسخر اور توہین پر منتج ہو، تو جائز نہیں ہے۔ ([90])

حضرت آیت الله العظمی مکارم شیرازی

خامس آل عبا کے لئے عزاداری اہم ترین دینی شعائر اور بقائے تشیع کا راز ہے لیکن عزیز عزاداروں پر لازم ہے که ایسے اعمال سے پرہیز کریں جو ہتک مذہب کا سبب بنتے ہیں یا ان کے جسموں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ ([91])

ب. دوسرے علماء

آیت اللہ علامہ سید محسن امین عاملی(رح)

امام حسین (علیہ السلام) کی عزاداری میں قمہ‌زنی، زنجیر زنی اور اس طرح کے دیگر اعمال، عقل و شرع کے مطابق حرام ہیں اور سر یا پیٹھ کو زخمی کرنا نہ دنیاوی فائدے کا باعث ہے اور نہ ہی اخروی اجر و ثواب کا سبب؛ بلکہ اپنے آپ کو اذیت پہنچانے (خودآزاری) کے زمرے میں آتا ہے اور اپنے آپ کو اذیت دینا بذات خود شریعت مقدسہ میں حرام ہے اور اس عمل کی وجہ سے شیعیان اہل بیت (علیہ السلام) کی جگ ہنسائی کے اسباب فراہم ہوتے ہیں اور انہیں وحشی قرار دیا جاتا ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ یہ اعمال شیطانی وسوسوں سے جنم لیتے ہیں اور یہ اور خدا، رسول اور اہل بیت (علیہم صلوات اللہ و سلامہ) کی خوشنودی کا موجب نہیں ہیں اور البتہ ان اعمال کا نام یا اس کی شکل تبدیل کرنے سے ان پر مرتب ہونے والا "شرعی حرمت" کا حکم تبدیل نہیں ہوتا۔ ([92])

حضرت آیت اللہ شیخ محمد حسین کاشف الغطاء(رہ)

اگر ہم فقہی قواعد اور شرعی استنباط کے ضوابط اور اصولوں کے مطابق چہرے پر طمانچے رسید کرنا، قمہ زنی اور زنجیرزنی کرنا اور اس دور میں رائج و مرسوم ان جیسے دیگر اعمال کے بارے رائے دینا چاہیں تو ہمیں شریعت میں حرمت کے علاوہ ان اعمال کے لئے کوئی دوسرا حکم نظر نہیں آتا اور ان کی حرمت و ممنوعیت کا فتوی دینے کے سوا ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں ہے۔ کیونکہ: شریعت میں جسم انسان کو نقصان پہنچانے اور ایذا دہی نیز انسانی جان کو خطرے میں ڈالنے کا حکمِ عام، حرمت ہے اور اس کی عمومیت کے لئے کوئی مُخَصِّص موجود نہیں ہے (اور کوئی بھی ایسی دلیل موجود

نہیں ہے جو اس حکم میں استثناء کی بنیاد بن سکے) اور ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں ہے جس کی بنا پر قمه زنی اور زنجیر زنی کو حرمت کے حکم سے خارج کر سکیں... اور پھر اس قسم کے اعمال انجام دینے والے افراد کی اکثریت کا محرک یا نمود ونمائش اور دکھاوا ہے یا پھر یہ لوگ تعصب اور چاپلوسی کی بنا پر ان اعمال کا ارتکاب کرتے ہیں بغیر اس کے کہ ان کی نیت درست اور قصد و ارادہ نیک ہو۔ چنانچہ اس لحاظ سے بھی یہ اعمال بےعیب و اشکال نہیں ہیں بلکہ ان کی حرمت بعض عصری اور جغرافیائی دلائل اور تقاضوں کی بنا پر دو گنا ہوگی۔ ([93])

آیت اللہ سید محمود شاہرودی

بسمه تعالی

بےشک ائمۂ اطہار اور اہل بیت عصمت و طہارت (علیہم السلام) بالخصوص حضرت ابی عبداللہ الحسین (علیہ السلام) کی جانسوز مصیبت کی عزاداری اور سوگواری کے مراسمات کا انعقاد، ایک اہم امر بلکہ فرائض میں سے، اور واجب کفائی (واجب بالکفایہ) ہے، لیکن اس کے انعقاد کی کیفیت اور اس کی روشوں میں تین شرطوں کو مد نظر رکھنا چاہیئے:

1۔ یہ کہ عزاداری کرنے والے شخص اور دوسروں کو نقصان پہنچانے کا سبب نہ بنے اور اس شرط کی تشخیص و ادراک ہر مکلّف کے لئے ممکن ہے۔

2۔ یہ کہ یہ روشیں دین اسلام، مکتب تشیع یا مقدس اسلامی جمہوری نظام کی ہتک و توہین کے باعث نہ ہوں ؛ کیونکہ ان تینوں کی ہتک اور ان کی توہین اعظم مُحَرّمات و کبائر میں سے ہے اور اس امر کی تشخیص ولی امر مسلمین کے اختیارات

میں شامل ہے؛ یعنی یہ کہ اگر خاص حالات میں ولی امر مسلمین تشخیص دے کہ کوئی فعل یا کسی فعل کی کوئی روش اسلامی معاشرے کے لئے نقصان دہ یا دین اسلام یا مقدس اسلامی نظام کی ہتک و توہین کا باعث ہے اور اسی بنا پر اس کی ممنوعیت کا حکم صادر فرمائیں، آنجناب کی فرمانبرداری و اطاعت سب پر واجب ہے اور اس سلسلے میں مکلفین کا کوئی فرد اپنی ذاتی رائے کی پیروی نہیں کرسکتا۔

3۔ یہ کہ عزاداری کے اعمال اسلام کی روح اور مکتب اہل بیتِ عصمت و طہارت (علیہم السلام) کی اعلی اقدار سے مطابقت رکھتے ہوں اور ان کے احکام اور تعلیماتِ حقہ کے منافی نہ ہوں۔

قم، 4/محرم الحرام/ 1415

سید محمود شاہرودی

[تصویر نمبر 20]

5۔ اطاعت حکم ولی فقیہ کا لازم ہونا

الف . مراجع تقلید کے فتاوی

حضرت آیت اللہ العظمی اراکی(رح)

عزائے محرم میں خرافی اعمال کے سدّ باب سے متعلق ولی امر مسلمین کا حکم یقینی اور لازم الاطاعہ ہے۔ اس قسم کے خرافی اعمال کے سلسلے میں . جو دین اور مذہب کی ہتک و خفت اور دشمنان اسلام کا ناجائز فائدہ اٹھانے کا موجب بنتے ہیں . ان کے کلام کی اطاعت، ولی امر مسلمین کے اعلان کی رو سے . جو اسلام اور مملکت کے مفاد و مصلحت سے آگاہ ہیں . لازم اور ضروری ہے۔ ([94])

حضرت آیت اللہ سید کاظم حائری

اولاً ہم دیکھ رہے ہیں کہ قمہ زنی اور اس جیسے دیگر اعمال بذات خود اسلام اور تشیع کی ساکھ مخدوش ہونے کا باعث بھوئے ہیں اور کافر دشمن موجودہ زمانے میں ہم (شیعیان اہل بیت (علیہم السلام) اور امت اسلامی) کو نقصان پہنچانے کے لئے ہمارے اس قسم کے اعمال کا سہارا لے رہے ہیں تا کہ اس طرح وہ ہمارے دین کو خرافہ پرستی اور وحشی پن کا دین قرار دے کر دنیا والوں کو متعارف کرا دیں۔

ثانیا خواہ ہم اپنی تحقیقات میں قمہ زنی کے سلسلے میں اس نظریئے پر پہنچے ہوں یا نہ پہنچے ہوں، لازم ہے کہ ہم اس سلسلے میں ولی امر مسلمین، حضرت آیت‌اللہ خامنہ ای (حفظہ اللہ) کے اوامر کی اطاعت کریں جنہوں نے نہایت صاف و شفاف موقف اپنایا ہے اور ان کے اس موقف کے پیش نظر مخالفت کے لئے کوئی بھی عذر باقی نہیں رہتا اور تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کے اوامر و احکام کی پیروی کریں خواہ وہ فتوی میں ان کے موافق ہوں اور ان ہی کی تقلید کررہے ہوں خواہ وہ اس فتوی میں ان کی تقلید نہ کررہے ہوں اور کسی اور کے مقلد ہوں؛ بہرصورت تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ ولی امر مسلمیں کی حیثیت سے ان کی پیروی کریں۔ ([95])

حضرت آیت اللہ حسین مظاہری

سوال: قمہ زنی کا فقہی حکم کیا ہے؟

بسمہ تعالی

چونکہ ولی فقیہ نے اس عمل سے باز رکھا ہے لہذا سب کو اس عمل سے اجتناب کرنا چاہئے؛ خواہ وہ ایسے مرجع کے مقلد ہی کیوں نہ ہوں جو قمہ زنی کو جائز سمجھتے ہیں۔ ([96])

[تصویر نمبر 21]

بسمه تعالی

چون مقام معظم رهبری فرموده اند که در عزاداریها
قفل و قمه زدن و مانند اینها نباشد، پیروی
از امر ایشان بر همه واجب است

۴ محرم الحرام ۱۴۱۵

حوزه علمیه قم - حسین المظاهری

ب۔ سایر علما

حضرت آیت اللہ محمد مؤمن

بسمہ تعالی

ولی فقیہ کے احکام کی تعمیل واجب ہے۔

[تصویر نمبر 22]

بسمہ تعالی

اطاعت احکام ولی فقیہ واجب است

محمد مؤمن ۷۲/۳/۲۷

حضرت آیت الله راستی کاشانی

بسمه تعالی

حضرت ابی عبدللہ الحسین؛ سید الشہداء(علیہ‌السلام) کے لئے عزاداری افضلِ قُرُبات الی الله تعالی میں شامل اور اسلام و ایمان کی تجدید حیات کا سبب ہے اور مؤمنین پر لازم ہے که عزاداری کو شاندار ترین انداز سے منعقد کریں اور ان تمام امور سے اجتناب کریں جو اسلام کی ہتک و توہین کا باعث اور اسلام دشمن قوتوں کے ہاتھ میں دستاویز بن کر اسلام کے خلاف حربے کی طور پر استعمال کئے جاتے ہیں۔ آج کا دن، جو اسلام کی حاکمیت کا دن ہے اور اسلامی انقلاب کے رہبر عظیم الشان، ولی امر مسلمین؛ حضرت آیت الله خامنه ای (دام ظله العالی) نے مؤمنین کو قمه زنی اور اس جیسے دوسرے اعمال و افعال سے منع فرمایا ہے اور عالمی استکبار و استعمار اسلام اور اسلامی امت کے خلاف، اور مسلمانوں کی صفوں میں انتشار ڈالنے کی غرض سے، کسی بھی سازش سے فروگذاشت نہیں کررہا ہے؛ تمام مؤمنین پر واجب ہے که اس قسم کے اعمال (زنجیر و شمشیر و تیغ و تلوار کے ماتم) سے اجتناب کریں اور رہبر کی پیروی اور وحدت و اتحاد کی حفاظت کرتے ہوئے اسلام اور مسلمین کے دشمنوں کو مایوس و ناامید کردیں۔ خداوند متعال سب کو اہل بیت عصمت و طہارت (علیہم السلام) کے عزاداروں اور حضرت ولی الله اعظم؛ امام زمانه (عجل الله تعالی فرجه الشریف) کے اعوان و انصار میں قرار دے۔

[تصویر نمبر 23]

حضرت آیت اللہ محمد علی شرعی

بسمه تعالی

رہبرمعظم انقلاب حضرت آیت اللہ خامنه ای (مد ظله العالی) عاشورائے حسینی کے عظیم کارنامے کو شیعیان اہل بیت (علیہم السلام) کی خالصانہ جدوجہد کا قوی اور مؤثر پیمانہ سمجھتے ہیں اور کربلا کی ثبت ہونے والی صحیح و دقیق تاریخ سمیت معصومین (صلوات اللہ علیہم اجمعین) سے منقولہ روایات کے مطابق عزائے سید الشہداء (علیہ السلام) بہترین قربت و عبادت ہے اور رہبر معظم اس پر بہت زیادہ تاکید فرما تے ہیں۔ آنجناب فرما تے ہیں کہ لازم ہے کہ عاشورا کی روایتی رسومات جہاد، قربانی و ایثار اور شہادت کا پیغام بیان کریں اور اس پیغام کو تقویت پہنچائیں اور اسلام و مکتب کی ترجمانی کریں۔ قمہ زنی اور، زنجیر زنی، قفل زنی وغیرہ جیسے اعمال بنیادی اہداف اور عظیم اقدار سے مناسبت و مطابقت نہیں رکھتے اور ان سا ہماہنگ نہیں ہیں؛ نہ صرف یہ بلکہ یہ مکتب عاشورا کی قدر کم کرنے کا باعث ہوتے ہیں اور اس کی ہتک و توہین کا موجب بنتے ہیں۔ اس حوالے سے عزاداروں اور مکتب عاشورا کے پیروکاروں میں سے ہر فرد پر واجب ہے کہ ولی امر مسلمین کے حکم و فرمان کی اطاعت کریں۔ ظاہر ہے کہ اس فرمان کی اطاعت میں سستی یا عدم اطاعت حق تعالی کی بارگاہ میں مبغوض اور ناپسندیدہ ہے۔

[تصویر نمبر 24]

حضرت آیت اللہ سید محسن خرازی

بسمه تعالی

مذکورہ بالا امور میں ولی فقیہ اور اسلامی حاکم کی اطاعت و پیروی لازم الاتباع اور واجب الاطاعہ ہے۔

[تصویر نمبر 25]

حضرت آیت اللہ ابو القاسم خزعلی

جو کچھ مسلمانوں کے رئیس ارشاد فرماتے ہیں، لازم الاتباع ہے، کیونکہ وہ فقہ کے عالم اور عالمی حالات سے باخبر ہیں؛ چنانچہ ذاتی پسند کو چھوڑ دینا چاہئے۔ خداوند متعال سے مسلمانوں کی توفیق چاہتا ہوں۔ 1995/05/29

حضرت آیت اللہ محمد یزدی

بسمه تعالی

ولی امر مسلمین کے حکم کی تعمیل سر پر واجب ہیں اور اس کی خلاف ورزی معصیت اور گناہ ہے اور خلاف ورزی کرنے والا شخص لائق عِقاب ہے اور ان افعال میں سے بعض بدعت کے زمرے میں آتے ہیں؛ مذہب کی ہتک و توہین کا باعث ہیں اور اسلام کو کمزور کرتے ہیں اور کسی اور کی رائے ولی امر کے حکم کی خلاف ورزی کا جوز فراہم نہیں کرتا کیونکہ ولایتی حکم و فرمان، موجودہ ولی فقیه تک محدود و منحصر ہے اور فتوی، حکم کو نقض نہیں کرسکتا۔ خداوند متعال خدمت اور اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ ([97])

[تصویر نمبر 26]

حضرت آیه الله علی اکبر مسعودی خمینی

ولی فقیه کے اوامر لازم الاتباع اور ان کے صادرہ احکام واجب الاطاعه ہیں؛ لهذا تمام مؤمنین پر واجب ہے مذکورہ امور سے سختی سے اجتناب کریں۔ 27 ذی الحجه 1415 ([98])

حضرت آیت الله رضا استادی

رہبر معظم انقلاب (دامت برکاته) کے بیانات کے پیش نظر ابا عبدالله الحسین (علیه السلام) کے عقیدتمندوں پر لازم ہیں که آپ (علیه السلام) کی عزاداری میں ایسی شیووں اور روشوں سے استفادہ کریں جو شعائرالله کی تعظیم کے زمرے میں

آتے ہیں اور ان اعمال سے اجتناب کریں جو آنجناب کے ارشاد کے مطابق مذہب کی توہین کے زمرے میں شمار ہوتے ہیں، امید ہے کہ سیدالشہداء (علیہ السلام) کا لطف و عنایت ہم سے کے شامل حال ہو۔

[تصویر نمبر 27]

حضرت آیت اللہ محسن حرم پناہی

بسمہ تعالی
ولی فقیہ کے احکام کی اطاعت و پیروی واجب ہے۔

[تصویر نمبر 28]

حضرت آیت اللہ احمد جنتی:

ہم پر لازم ہے کہ تشیّع کی عزت و عظمت کا تحفظ ہم سب پر لازمی ہے۔ جو عمل دشمن کے ہاتھ میں بہانہ اور دستاویز دے دیتا ہو اور پیروان علی (علیہ السلام) کی ہتک و خفت کا سبب ہو، گناہ ہے۔ مقام ولایت کی اطاعت بھی واجب ہے۔ ولی امر مسلمین کی قوت کو کا تحفظ ہونا چاہئے تا کہ اسلام کی عزت محفوظ رہے۔ 1374/3/8

آیت اللہ احمد آذری قمی

بسمہ تعالی

جو کچھ آنجناب [رہبر معظم] نے ہتک مذہب کا موجب، تشخیص دیا ہے اور سوال میں بھی اس کی وضاحت ہوئی ہے، ولی فقیہ کے حکم کے طور پر، حرام اور رہبر معظم کی اطاعت سے سرتابی گناہ کبیرہ اور مقدس اسلامی حکومت کی تضعیف کا موجب بنتی ہے اور اس سلسلے میں مانی جانے والی سابقہ نذر و منت پر عملدرآمد نہ صرف واجب نہیں ہے، بلکہ حرام ہے۔

[تصویر نمبر 29]

حضرت آیت اللہ حسن تہرانی

بسمہ تعالی

موجودہ حالات میں مذکورہ امور میں سے وہ امور جو مذہب شیعہ کی ہتک و خفت کا باعث بنتے ہیں، جائز نہیں ہیں؛ اور رہبر مظم کے احکام کی پیروی اس سلسلے میں واجب و لازم ہے۔

[تصویر نمبر 30]

حضرت آیت اللہ عباس محفوظی

بسمہ تعالی

حسین بن علی (علیہما السلام) کی عزا کا انعقاد بہترین طاعات و عبادات میں شامل ہو اور ان اعمال سے اجتناب کرنا چاہئے جو خفت و توہین کا سبب بنتے ہیں اور ولی امر مسلمین کے حکم کی اطاعت واجب و لازم ہے۔

[تصویر نمبر 31]

حضرت آیت اللہ سید محمد ابطحی

بسمہ تعالی

سیدالمظلومین کی عزا کا انعقاد بہترین طاعتوں میں شامل ہے اور مذہب کی ہتک و توہین کا باعث بننے والے اعمال سے اجتناب واجب ہے اور جو کچھ بھی ولی فقیہ فرمان دیتے ہیں، واجب الاتباع ہیں۔

[تصویر نمبر 32]

حضرت آیت اللہ مرتضی بنی فضل(رہ)

کبھی کبھار اسلام اور مسلمانوں کے مفادات کا تقاضا ہوتا ہے کہ اہم ترین الہی فرائض. منجملہ حج .کو معطل کیا جائے؛ جیسا کہ مرحوم آیت اللہ العظمی آقائے سید ابوالحسن اصفہانی(رح) کی مرجعیت کے دور میں ایک شیعہ حاجی کو حجاز میں بلاوجہ قتل کیا گیا تو آقائے اصفہانی نے اس سال حج کا مقاطعہ کیا۔ یا [سنہ 1987ء میں] مکہ کے جمعۂ سیاہ و خونیں کے بعد، امام خمینی (قُدِّسَ سِرُہ) کے حکم کے مطابق حج کو معطل کردیا۔۔۔ اور عاشورا کے دن سر پر چھریاں اور قمہ مارنے کے سلسلے میں اولاً شرع مقدس میں کوئی دلیل .حتی کہ ایک حدیثِ ضعیف .بھی نہیں جو اس کے جواز کو ثابت کرسکے، اور ثانیاً اسلامی جمہوریہ کے عہد میں، اسلام کے تمام دشمن کمربستہ ہوئے ہیں کہ اس نظام کے اقدار اور خوبیوں اور مضبوط نقاط دنیا کو متعارف کرائے جائیں، وہ شب و روز کوشش کررہے ہیں کہ اسلامی نظام کا تعارف علم و معرفت کے پیاسوں سے .بالخصوص جامعات [یونیورسٹیوں] میں .تیغ بہ سر دستوں .کے ذریعے متعارف کرا دیں اور ان لوگوں کو .جو آثار اور نشانیوں سے حقیقت تک پہنچنے کے خواہاں ہیں .جتا دیں کہ یہ لوگ قیامِ عاشورا کے پیروکار ہیں! اسی اصول کی رو سے انقلاب اسلامی کے رہبر معظم حضرت آیت اللہ العظمی خامنہ ای (مدظلہ العالی) نے فیصلہ کن انداز سے اس کے بارے میں اپنے موقف کا اعلان کیا ہے اور قیام سیدالشہداء امام حسین (علیہ السلام) کی عظمت و تقدس کو عمدہ ترین روش سے بیان کرچکے ہیں۔ ([99])

علاوہ ازیں حضرات آیات مقتدائی، محمدی گیلانی، موسوی تبریزی، مہدی روحانی، علی احمدی، ابراہیم امینی، احمدی میانجی، سید محمود شاہرودی اور علی مشکینی نے بھی قمہ زنی کی حرمت پر مبنی فتاوی میں اس دلیل (حکم ولی فقیہ کی تعمیل کی ضرورت) کی طرف اشارہ کیا ہے؛ کتاب کے مختلف حصوں میں ان کے فتاوی سے رجوع کریں۔

پانچویں فصل. قمہ زنی سے متعلق رائج 25 سوالات اور علماء و صاحبان رائے بزرگوں کے جوابات

اشارہ: اس فصل میں کوشش ہوئی ہے علماء اور اس شعبے کے ماہرین کے بیانات میں سے سوال اور جواب کی صورت میں قمہ زنی کے بارے میں علمی اور ماہرانہ آراء کوبیاں کیا جائے۔ چنانچہ بعض جوابات در حقیقت علماء کی تقاریر یا ماہرین کے مقالات میں سے چن لئے گئے ہیں اور اکثر آراء ضروتاً کسے سوال کے جواب میں بھی بیان نہیں ہوئی تھیں لیکن بہتر ادراک کے لئے انہیں اس صورت میں پیش کیا جارہا ہے اور فرضے سوال کے جواب میں مأخوذہ اقتباسات در حقیقت ان سوالات کے صحیح جوابات ہی ہیں۔ ان سوالات کے جوابات میں جن حضرات کی آراء درج کی گئیں ہیں ان میں رہبر معظم انقلاب اسلامی، امام روح اللہ الموسوی الخمینی، حضرت آیت‌اللہ جوادی آملی، استاد شہید مرتضی مطہری، حضرت آیت‌اللہ العظمی مظاہری، حضرت آیت‌اللہ محمدہادی معرفت، حجت‌الاسلام والمسلمین استادفاطمی نیا، علامہ سیدمحسن امین عاملی، حجت‌الاسلام محسن قرائتی وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

سوال: بہت سی روایات میں عزاداری کی مجالس کی تأسیس کو ائمۂ طاہرین (علیہم السلام) سے منسوب کیا گیا ہے۔ عزاداری کے سلسلے میں ان بزرگ پیشواؤں کی روش کیا تھی؟ نیز ان برگزیدہ ہستیوں کی تعلیمات میں عزاداری کی کس روش کو زیادہ پسند کیا گیا ہے؟

جواب: جو کچھ ائمۂ معصومین (علیہم السلام) کی متواتر روایات کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے یا روایات کے معتبر منابع میں بیان ہؤا ہے؛ اہل بیت (علیہم السلام) کی مصیبت میں عزاداری، مرثیہ سرائی، گریہ و بکاء، جزع اور بےچینی سے عبارت ہے؛ ([100]) مثلاً امام رضا (علیہ السلام) عزاداری کے ایام میں اپنے والد ماجد امام موسی کاظم (علیہ السلام) کی روش کے بارے میں فرماتے ہیں:

بےشک یوم حسین (علیہ السلام) (یعنی روز عاشورا) نے ہماری بھنؤوں کو شدت بکاء سے زخمی کردیا اور ہمارے آنسو جاری کئے اور ہمارے عزیز کو مصائب و بلا کی سرزمین پر نقش خاک کیا اور ہمیں آخری روز تک مصائب اور بلا کا وارث بنایا؛ چنانچہ حسین (علیہ السلام) کی طرح کے فرد پر، رونے والے روتے رہیں کیونکہ آپ (علیہ السلام) کے لئے رونے سے گناہان کبیرہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ امام رضا (علیہ السلام) نے مزید فرمایا: جب محرم کا مہینہ ہوجاتا میرے والد ہنسنا

مسکرانا ترک کردیتے اور مسلسل محزون و مغموم رہتے اور جب دس محرم کا دن ہوتا تو وہ دن میرے والد کے غم و حزن و گریه و بکاء کا دن تھا اور فرمایا کرتے تھے: یہ وہی دن ہے جب امام حسین (علیه السلام) قتل کئے گئے۔ ([101])

ہم یہاں دیکھتے ہیں کہ امام رضا (علیه السلام) اپنے والد امام موسی کاظم (علیه السلام) کی شدت غم و الم بیان کررہے ہیں لیکن رونے اور مصیبت و غم منانے کے سوا کسی اور چیز کی طرف اشارہ نہیں فرما رہے ہیں۔

سوال: اس زمانے میں سر اور سینے پر ماتم، عزاداری کی عام اور رائج روشوں میں سے ایک ہے؛ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: سر پر ہاتھ مارنا عزاداری اور سوگ و غم کی نشانی ہے؛ آپ نے بارہا و بارہا دیکھا ہے کہ جن لوگوں پر مصیبت وارد ہوتی ہے تو وہ سینہ اور سر پیٹتے ہیں اور یہ معمول کی عزاداری کی ایک نشانی ہے۔ ([102])

سوال: کیا قمه زنی اور زنجیرزنی کو بھی ماتم امام حسین (علیه السلام) میں جزع ہی کا مصداق قرار نہیں دیا جاسکتا!۔

جواب: جزع اور بےچینی در حقیقت ہماری متعدد روایات و احادیث میں وارد ہوئی ہے۔ ابتدا میں کچھ مثالیں ملاحظہ ہوں:

امام صادق (علیه السلام) سے روایت ہے کہ آپ (علیه السلام) نے فرمایا:

بندگان خدا کے لئے ہر مصیبت پر جزع کرنا اور گریہ اور بےچینی کرنا مکروہ ہے سوائے اس جزع اور بےچینی کے جس کا اظہار امام حسین بن علی علیہما السلام کی مصیبت پر کیا جاتا ہے؛ پس بےشک بےچینی اور جزع کرنے والے کو اس صورت میں اجر و ثواب ملے گا۔ ([103])

امیرالمومنین (علیه السلام) نے رسول اللہ صلی اللہ علیه و آله کے جسم مبارک کو غسل دیتے وقت فرمایا:

اگر آپ نے ہمیں صبر کا حکم نہ دیا ہوتا اور بےتابی اور بےچینی سے ہمیں منع نہ کیا ہوتا تو اتنا گریہ و بکاء کرتا کہ میرے آنسو سوکھ جاتے اور یہ جان لیوا دکھ ہمیشہ کے لئے میرے وجود میں باقی رہتا اور میرا غم جاودانی ہوجاتا۔ ([104])

امام صادق (علیه السلام) خدا کے ساتھ راز و نیاز و مناجات کے وقت بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں:

اے وہ، جس نے ہمیں کرامت اور اپنے نبی(صلی اللہ علیه و آله) کی جانشینی کے لئے مخصوص کیا، ہمیں شفاعت کا وعدہ دیا اور گذشتہ اور آیندہ کا علم عطا فرمایا، لوگوں کے دلوں کو ہماری جانب مائل کیا! تو مجھے بخش دے نیز میرے

بھائیوں اور ابا عبداللہ الحسین (علیہ السلام) کی قبر کے زائرین کو ... ور ان آنکھوں پر، جن کے آنسو ہمارے ساتھ ہمدردی کی بنا پر رواں ہیں، اور ان دلوں پر جو ہمارے لئے بےچین ہوکر جلے ہیں اور اس آہ و فریاد پر جس کی صدا ہمارے لئے بلند ہوئی ہے!۔۔۔ ([105])

حتی جزع اور بےچینی کے مصادیق کو بھی اس باب میں وارد ہونے والی روایات سے سمجھا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر مسمع بن عبدالملک سے روایت ہے:

ایک دفعہ امام صادق (علیہ السلام) نے مجھ سے پوچھا: کیا تم امام حسین (علیہ السلام) کو کبھی یاد کرتے ہو اور آپ (علیہ السلام) پر وارد ہونے والے مصائب کو کبھی یاد کرتے ہو؟

میں نے عرض کیا: ہاں میرے مولا۔

فرمایا: کیا جزع اور بےچینی بھی کرتے ہو؟

میں نے عرض کیا: ہاں خدا کی قسم! اور میں آنسو بہاتا ہوں یہاں تک کہ میرے قریبی افراد اس کا اثر میرے چہرے پر دیکھ لیتے ہیں اور میں کھانا کھانا چھوڑ دیتا ہوں یہاں تک کہ اس کا اثر بھی میرے چہرے پر نمایاں ہوجاتا ہے۔

امام (علیہ السلام) نے فرمایا: خدا تم پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور تمہیں گریہ و بکاء کا اجر عطا فرمائے! جان لو کہ تم ان لوگوں میں سے ہو جو ہماری خوشی میں شادماں و مسرور اور ہمارے غم میں محزون ہیں۔ ([106])

امام (علیہ السلام) کی طرف سے اس کلام کا مطلب یہ ہے کہ امام (علیہ السلام) کا منظور نظر جزع و بےچینی اہل بیت (علیہم السلام) کے لئے رونا اور مغموم ہونا ہے اور اہل بیت (علیہم السلام) کے اصحاب بھی جزع سے یہی معنی لیا کرتے تھے۔

سوال: قمہ زنی اور اس کے مشابہ دوسرے اعمال کے حامی کربلا کی بعض مصیبت زدہ خواتین کی طرف سے لطمہ [طمانچہ] رسید کرنے کے سلسلے میں بعض روایات سے استناد کرتے اور ان روایات کو اپنے اعمال کے جائز ہونے کی دلیل سمجھتے ہیں۔

جواب: وہ لوگ جس روایت سے استنادکرتے ہیں وہ خالد بن سدیر کی روایت ہے۔ اس روایت کا مکمل متن کچھ یوں ہے:

خالد بن سدیر کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق (علیہ السلام) سے اس مرد کے بارے میں سوال کیا جو اپنے والد یا والدہ یا بھائی یا کسی قریبی رشتہ دار کی مصیبت میں اپنا لباس پھاڑ دیتا ہے؛ اور میں نے پوچھا کہ کیا اس مرد کا یہ عمل صحیح ہے؟

امام (علیہ السلام) نے فرمایا:

لباس پھاڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ موسی (علیہ السلام) نے اپنے بھائی ہارون کے لئے اپنا لباس پھاڑ لیا۔ البتہ باپ کو اپنے بیٹے اور شوہر اپنی بیوی کی موت پر قمیص پھاڑنے کی اجازت نہیں ہے؛ جبکہ بیوی اپنے شوہر کی موت پر لباس پھاڑ سکتی ہے اور اگر باپ اپنے بیٹے کے غم میں اور مرد اپنی بیوی کے سوگ میں لباس پھاڑ ڈالے تو اس کا کفارہ، قسم توڑنے کا کفارہ، ہے۔ اور ان دو کی نماز قابل قبول نہیں ہے جب تک کہ کفارہ ادا نہیں کرتے۔ جب عورت اپنے چہرے کو ناخنوں سے خراش دے یا اپنے بالوں کو کاٹ دے یا نوچ لے تو بال کاٹنے کے عوض اس کو ایک غلام آزاد کرنا پڑے گا یا دو ماہ تک مسلسل روزہ رکھنا پڑے گا یا پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا پڑے گا۔ اگر چہرے کو خراش دے اور خون نکلے اور اسی طرح اگر اپنے بال نوچ لے تو اس کا کفارہ قسم توڑنے کا کفارہ ہے لیکن اگر وہ چہرے پر لطمہ (طمانچہ) مارے تو اس کو استغفار کرنا چاہئے۔ اور لطم کا کوئی کفارہ نہیں ہے۔ اور بےشک بنی ہاشم کی سیدانیوں (فاطمیات) نے امام حسین (علیہ السلام) پر

کپڑے پھاڑ ڈالے اور اپنے چہروں پر طمانچے رسید کئے اور امام حسین (علیہ السلام) کی مانند شخصیات پر منہ پر طمانچے رسید کئے جاتے ہیں اور گریباں چاک کئے جاتے ہیں۔ ([107])

تجزیہ:

پہلی بات تو یہ ہے کہ بہت سے علماء کے نزدیک یہ روایت سند کے لحاظ سے بہت ضعیف ہے۔ ([108])

دوسری بات یہ ہے کہ مفہوم اور دلیل کے لحاظ سے اس روایت اور دیگر مستند اور صحیح روایات کے درمیان تضاد اور تصادم پایا جاتا ہے۔ ([109])

اور پھر حتی اگر ہم مذکورہ دو نقائص کو نظر انداز کرکے اس روایت کو صحیح سمجھ بھی لیں، اس سے جو نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ صحرائے کربلا میں سیدانیوں نے اپنے چہروں اور بدن پر طمانچے رسید کئے ہیں اور لطم (طمانچے) کے معنی بالکل واضح اور روشن ہیں جیسا کہ بعد کی سطور میں بیان ہوگا اور لطم کا قمہ زنی یا زنجیرزنی اور دیگر مشابہ اعمال سے کوئی بھی ربط و تعلق نہیں ہے۔

سوال: لطم کے معنی کیا ہیں اور قمه زنی یا زنجیرزنی یا تیغ زنی (بلیڈوں کے ماتم) پر اس کی دلالت کے بارے میں عربی لغت اور شریعت کیا کہتی ہے؟ ([110])

جواب: لطم ثُلاثی مجرد کا مصدر ہے جس کے ماضی کا صیغه لَطَمَ بنتا ہے؛ عربی لغات کی کتابوں میں لطم کے بارے میں آیا ہے که اس کے معنی "ضرب الخدّ وصَفَحاتِ الجسمِ بِبَسطِ الید، ([111]) او ضرب الخدّ وصفحات الجسد بالکفّ مَفتوحةً" ([112]) ہیں اور فارسی میں اس کا ترجمه یوں ہؤا ہے: "لطمه یعنی ہاتھ کی ہتھیلی سے گالوں اور جسم پر ضرب رسید کرنا یا طمانچه مارنا جبکه ہاتھ کھلا ہوا ہو ([113])؛ اور اس کا مفہوم قمه اور چاقو یا زنجیر کے ذریعے سر، سینے اور بدن کو خراشنا اور زخمی کرنا ہرگز نہیں ہے!

اس معنی و مفہوم کو ابن سدیر کی روایت سے بھی سمجھا جاسکتا ہے کیوں که روایت کی ابتدا میں چہرے پر خراش کے لئے کفاره مقرر کیا گیا ہے۔ اس روایت میں چہرے یا بدن پر طمانچے مارنے کے عمل کو کفارے کے دائرے سے خارج کردیا گیا ہے اور اس کے لئے استغفار کا حکم ہے۔ اس سے مراد یه ہے که لطمه یا طمانچه خدش سے بالکل مختلف ہے۔ اور لغت عرب میں خدش کی تشریح میں آیا ہے که "خدش یعنی، خراش ڈالنا، پاره پاره کرنا، پھاڑنا، مخدوش کرنا اور زخمی کرنا۔ ([114]) چنانچه اگر ان اعمال کے حامی افراد اپنے اعمال کے لئے سند و حدیث میں کوئی دلیل ڈھونڈنا چاہیں تو انہیں لطم کی بجائے خدش کے موضوع پر وارد ہونے والی روایات

ڈھونڈنا ہوں گے۔ گو کہ عزاداری اور مصیبت و الم و ماتم کے اظہار پر دلالت کرنے والی کوئی بھی روایت قمہ زنی، زنجیرزنی اور اس قسم کے دوسرے کسی فعل و عمل کے اثبات کے لئے بروئے کار نہیں لائی جاسکتی اور ان اعمال کو ثابت نہیں کرتی۔ اس کی وجہ بھی بالکل واضح ہے اور وہ یہ ہے کہ تاریخ اسلام میں اس قسم کے افعال کے لئے کوئی نمونہ نہیں ملتا اور ہماری دینی روایات و احادیث میں ان کا کوئی بھی ثبوت میسر نہیں ہے۔

سوال: ایسا بھی نہیں ہے کہ قمہ زنی اور زنجیرزنی کی کوئی بھی مستند دلیل نہ ہو؛ دیکھئے ہم نے عزاداری کی تاریخی کتابوں میں بھی پڑھا ہے اور پھر خطیبوں اور ذاکریں سے بھی تسلسل کے ساتھ سنتے آئے ہیں کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اپنا سر محمل پہ مارا اور ان(س) کے سرمبارک سے خون جاری ہؤا؛ اس روایت کے بارے میں کیا کہیں گے؟!

جواب: یہ داستان کسی بھی شیعہ عالم، مؤرخ یا محدث نے نقل نہیں کی ہے اور اس کا راوی "مسلم جصاص" [جصاص: چونا کار یا سفیدی پھیرنے والا] نامی شخص ہے۔ اس شخص نے کہا ہے:

میں شہر کوفہ کے مرکزی دروازے کی تعمیر نو میں مصروف تھا کہ دریں اثناء شور و غل سنائی دینے لگا؛ میں اسی جانب چلا گیا اور میں نے دیکھا کہ عاشورا کے قیدی کجاؤوں اور محملوں میں ہیں۔ جب یزیدیوں نے امام حسین (علیہ السلام) کا

سر مبارک نوک سناں پر اٹھایا تو حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے یہ حالت دیکھ کر شدت غم سے اپنا سر کجاوے کی لکڑی پر دے مارا اور خون آپ(س) کے مقنع کے نیچے سے جاری ہؤا اور آپ(س) اشکبار آنکھوں کے ساتھ اشعار پڑھ رہی تھیں--- ([115])

اولاً: یہ روایت سند کے لحاظ سے بہت ہی ضعیف ہے؛ یہ داستان "نور العین فی مشهد الحسین (علیه السلام)" نامی کتاب سے نقل ہوئی ہے اور اس کتاب کا مؤلف نامعلوم ہے اور صرف بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کتاب کے مؤلف کا نام ابراہیم بن محمد نیشابوری اسفراینی ہے جن کا مسلک اشعری ہے اور مذہب شافعی۔

اکثر علماء نے اس کتاب کے نامعتبر ہونے کی تصدیق کی ہے؛ جیسا کہ عالم بزرگوار جناب آیت اللہ حاج میرزا محمد ارباب (رحمة اللہ علیہ) نے نور العین نامی کتاب اور مسلم جصاص کی داستان کو غیر معتبر اور ناقابل اعتماد قرار دیا ہے۔ ([116]) اسی طرح منتہی الآمال، سفینة البحار اور مفاتیح الجنان کے مؤلف، محدث عظیم شیخ عباس قمی رحمة اللہ علیہ اس روایت کو نقل کرکے اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو اپنا سر توڑنے کی نسبت بعید از قیاس ہے کیونکہ وہ عقیلۂ بنی ہاشم اور مقام رضا و تسلیم کے درجے پر فائز ہیں۔ (117)

محدث قمی بعدازاں معتبر تاریخی کتب کے حوالےسے ثابت کرتے ہیں کہ اسرائے کربلا کو ننگے اونٹوں پر بٹھایا گیا تھا اور محمل اور ہودج کا نام و نشاں تک نہ تھا، کہ جناب زینب(س) اپنا سر اس پر مار کر زخمی کرتیں؛ [اور مسلم جصاص کے سوا کسی نے بھی نہیں کہا ہے کہ اونٹوں پر کجاوے تھے!۔۔۔]

ثانیاً: جیسا کہ مندرجہ بالا روایات میں بیان ہوا ہے، حضرات معصومین (علیہم السلام) نے اس قسم کے اعمال سے باز رہنے کا حکم دیا ہے؛ بالخصوص امام حسین (علیہ السلام) نے کربلا کے مصیبت زدگان کو ان اعمال سے باز رکھا تھا۔

جو سوال یہاں درپیش ہے، یہ ہے کہ امام حسین (علیہ السلام) نے اپنی ہمشیرہ کو قسم دی اور یادآوری فرمائی کہ "کہیں شیطان آپ کے صبر کا پیمانہ لبریز نہ کردے"، (118) تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ حضرت زینب(س) نے اپنا سر توڑ دیا ہو؟ کیا ثانی زہراء(س) شب عاشور کو امام (علیہ السلام) کا حکم بھول گئی تھیں؟! یقیناً سیدہ زینب سلام اللہ علیہا، اللہ کے خاص اولیاء میں شامل ہیں

اور علم لدنی کی مالک ہیں (عالِمه غیر مُعَلَّمَه ہیں) اور یہ ہرگز ممکن نہیں ہے کہ امام (علیہ السلام) کے حکم کو نظر انداز کر کے اس عمل کی مرتکب ہوئی ہوں.

چنانچہ ان روایات کے مطابق . جن میں حضرت زینب(س) کو صبر و رضا اور تحمل و ضبطِ نفس کی مثال قرار دیا گیا ہے . یہ بات قبول کرنا بہت ہی مشکل ہے۔

ثالثاً: اس روایت کا مضمون ضعیف ہے اور اس سے استناد نہیں کیا جاسکتا اور ہماری اس بات کے اثبات کے لئے یہی کافی ہے کہ جو اشعار اس روایت میں حضرت زینب(س) سے منسوب کئے گئے ہیں ان میں امام حسین (علیہ السلام) پر (معاذ اللہ) سنگدلی کا الزام لگایا گیا ہے۔ ([119]) فطری امر ہے کہ عقیلہ بنی ہاشم جیسی بے مثل شخصیت امام عالی مقام کی توہین کا تصور تک نہیں کرسکتیں خواہ یہ توہین ادبی صنائع و بدائع کے عنوان سے ہی کیوں نہ ہو۔

رابعاً: حتی اگر ہم فرض کریں کہ یہ داستان درست ہو اور حضرت زینب(س) نے اس بحرانی کیفیت میں - جبکہ آپ(س) اپنے بھائی کا سر مبارک پہلی مرتبہ نوک سناں پر دیکھ رہی تھیں - اپنا سر محمل پر مارا ہو، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیدہ(س) شدید غم و الم میں مبتلا تھیں اور ثابت نہیں ہوتا کہ آپ(س) نے اپنا سر توڑنے کی نیت سے، محمل پر مارا ہوگا۔ اور پھر وہ ایک نہایت بحرانی

کیفیت تھی اور عام حالت میں بدن پر زخم لگانے کے جواز کی دلیل نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر کسی پر ایسی حالت طاری ہوئی اور اس نے شدت جذبات میں اپنے آپ کو زخمی کردیا تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے (البتہ ایسا نہ ہو کہ پہلے سے اس نے اپنے قریب زخمی کردینے والا آلہ تیار کرکے رکھا ہو اور پہلے سے اس کے لئے منصوبہ بندی کی ہو) اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ سیدہ زینب(س) اور حرم اہل بیت (علیہم السلام) کی دیگر سیدانیوں نے امام (علیہ السلام) کی شہادت کی برسی کے مواقع پر کبھی بھی ایسا عمل نہیں کیا اور تاریخ و روایات میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس کے علاوہ امام سجاد اور دیگر ائمۂ ہدایت (علیہم السلام) نے امام حسین (علیہ السلام) کی عزاداری میں خدش اور زخم وارد کرنے کا کبھی بھی کوئی حکم نہیں دیا ہے۔ حالانکہ تمام ائمۂ ہدایت نے اپنے زمانے میں عزاداری اور سوگواری اور گریہ اور ندبہ کا بھرپور اہتمام کیا ہے۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ امام سجاد (علیہ السلام) سیدانیوں کے ہمراہ تھے اور اگر ان کا فعل صحیح نہ ہوتا تو امام (علیہ السلام) انہیں روک لیتے!

جواب: شہید اول کتاب "الفوائد" میں لکھتے ہیں کہ معصوم (علیہ السلام) کا قول، فعل اور معصوم کی تقریر (سامنے انجام پانے والا فعل جو معصوم کی طرف سے مورد تأئید ٹھہرے) حجت ہے۔

فرماتے ہیں: فعل معصوم میں کئی احتمالات ہیں؛ یا تو جو فعل وہ انجام دے رہے ہیں وہ "شرع مبین کا حکم ہے" اور یہ فعل ایسی ہی صورت میں ہمارے لئے دلیل اور حجت اور نمونۂ عمل ہے اور ایسی ہی صورت میں ہمیں معصوم کا فعل "شرعی قانون" کے عنوان سے قبول کرنا پڑے گا۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ امام حالات حاضرہ کے پیش نظر کوئی فعل انجام دیتا ہے جو درحقیقت "حکومتی فرمان" کے زمرے میں آتا ہے اور لازم العمل ہے لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی فعل معصوم (علیہ السلام) کا ذاتی اور شخصی عمل ہے یعنی مثلاً رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے ایک ہفتہ وار غذائی میزان ترتیب دی ہے کہ بطور مثال ہفتے کے روز ایک خاص قسم کی غذا تناول فرمائیں؛ ایک معصوم نے اپنا ذاتی اور گھریلو ٹائم ٹیبل اس طرح رکھا ہے تو میں بعنوان فقیہ ہفتے کے روز وہی غذا کھانا مستحب قرار نہیں دے سکتا؛ کیوں؟ کیوں کہ یہ شخصی اور ذاتی اعمال ہیں۔ خوب توجہ کریں! شہید اول کہنا چاہتے ہیں کہ اگر یہ احتمال ہو کہ یہ ایک شخصی عمل تھا تو ایسی صورت میں یہ عمل شرعی حکم قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اب اس مسئلے میں اگر حضرت زینب(س) یا حضرت ابوالفضل العباس (علیہ السلام) یا دیگر انصار و بنو ہاشم نے یہ اعمال انجام دیئے ہوں تو کیا ہم ان کے اعمال سے استناد کرسکتے ہیں؟ اب اگر بےچینی اور بدحالی میں لاشعوری طور پر حضرت زینب(س) کا سر محمل کو لگا ہو، تو ہم اس کو فقہی لحاظ سے ایک شرعی دلیل یا ثبوت قرار نہیں دے سکتے۔

بہرحال، میں کہنا چاہتا ہوں کہ "جعلی شعائر" کے انعقاد میں . وہ بھی زیادہ روی کی حد تک . قطعی طور پر "بدعت" کا شائبہ آتا ہے- ([120])

سوال: کیا اس کو غم و مصیبت کی اس گھڑی میں بھی جائز قرار نہیں دے سکتا جس سے سیدانیاں گذر رہی تھیں؟

جواب: اگر بفرض محال، یہ روایت درست ہو بھی تو قمه زنوں اور زنجیر زنوں کا عمل حضرت زینب(س) کے عمل سے کلی طور پر مختلف ہے- ([121]) اپنے اختیار اور مرضی سے قمه زنی اور زنجیرزنی کا یہ عمل - اس زمانے میں جبکہ دنیا والے مسلمانوں کو دہشت گرد، خونریز اور تشدد پسند کی حیثیت سے متعارف کرانے پر بضد ہیں - خاص حالت میں اضطرار شدید اور سخت دباؤ کی حالت میں سر محمل پر مار کر زخمی کرنے جیسے عمل سے قطعی مطابقت نہیں رکھتا- ([122]) اگرچہ مندرجہ بالا سطور میں واضح کیا گیا کہ اس ضعیف روایت کی بنیاد پر اس عمل کو حضرت زینب(س) سے منسوب کرنا سیدہ(س) کے حق میں جفا سے کم نہیں ہے-

سوال: تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قسم کے اعمال پر اہل بیت (علیہم السلام) کی جانب سے کسی قسم کی تأئید و تصدیق موجود نہیں ہے؟

جواب: ہمارے کسی بھی امام سے ایسی کوئی روایت وارد نہیں ہوئی جس میں انھوں نے اپنے پیروکاروں کو ان اعمال کی اجازت دی ہو یا انھوں نے خود ایسے اعمال سرانجام دیئے ہوں یا ان کے زمانے میں کسی نے خفیہ یا اعلانیہ طور پر ان کا اہتمام کیا ہو اور لوگوں نے جلوس نکال کر اسلام اور تشیع کی حرمت و آبرو کو مخدوش کیا ہو۔ ہرگز! ہرگز! حتی شیعیان اہل بیت (علیه السلام) کی آزادی، اور تقیه کے عوامل و اسباب کے خاتمے، کے دور میں بھی . جبکه (بنوعباس کے ابتدائی دور میں اور مأمون کی سلطنت کے دوران) اہل تشیع کو اپنے اعمال و عبادات کی بجا آوری میں کسی رکاوٹ کا سامنا نه تھا . ایسے اعمال دیکھنے میں نہیں آئے ہیں۔

اگر فرض کریں که یه اعمال حرام بھی نه ہوں بلا شبه ان چیزوں میں سے ہیں جو مذہب کے لئے باعث شرم و خفت ہیں، دنیا والوں کو دین اسلام سے بیزار کرتے ہیں اور قطعی طور پر دین اسلام کے خلاف، مخالفین کی بدگوئی اور بدزبانی کے اسباب فراہم کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے که لوگوں کے مجمع کے سامنے [اور اس زمانے میں دنیا کی آنکھوں کے سامنے] ان اعمال، ان جلوسوں، سروں پر ضربیں لگانے، یا قمه کشیاں کرنے پر خدا اور پیغمبر اسلام(صلی الله علیه و آله) اور ائمۂ طاہرین (علیہم السلام) ہرگز راضی نہیں ہیں؛ اور ان سب سے بدتر ان امور کا ان بزرگ ہستیوں سے انتساب ہے جو بدترین گناہوں اور شدید ترین خیانتوں اور سخت ترین عذاب و عِقاب کا سبب بننے والی معصیتوں کے زمرے میں آتے ہیں۔ ([123])

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس قسم کے اعمال عشق و معرفت سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کا عقل سے تعلق نہیں ہے!؟ کیا "عشق و محبت" اور "عقل و معرفت" کی کارکردگی کی تشریح کی جاسکتی ہے؟

جواب: محبت، خدا تک پہنچنے کا سب سے قریبی راستہ ہے، ہمارے پاس محبت سے زیادہ قریبی کوئی بھی راستہ نہیں ہے۔ جتنا ایمان زیادہ قوی ہوگا محبت کی شدت میں بھی اتنا ہی اضافہ ہوتا ہے۔ خداوند متعال کا ارشاد ہے کہ "والّذینَ آمَنوا اَشدُّ حُبّاً لله"۔ ([124])

بنیادی طور پر یہ خدا کی محبت والی بحث بہت ہی عظیم بحث ہے۔۔۔ اگر کسی دل میں خدا کی محبت قرار پائے وہ دل کسی بھی دوسری طرف نہیں دیکھ سکتا۔ "اَلمُحَبّةُ نارٌ تُحرِقُ ما سِوَی المَحبُوب" ([125])؛ محبت وہ آگ ہے جو محبوب کے سوا دیگر تمام چیزوں کو جلاکر راکھ کردیتی ہے؛ محبوب کے سوا اور کوئی بھی دوسری چیز باقی نہیں رہتی۔۔۔ اگر ہم چاہیں کہ ہماری محبت اللہ کے ساتھ بڑھ جائے تو ہمیں اس کی معرفت میں اضافہ کرنا پڑے گا۔ اب ہم کیا کریں کہ ہماری معرفت میں اضافہ ہو اور اس معرفت کے نتیجے میں خدا کے ساتھ ہماری محبت بڑھ جائے؟ حضرت امام صادق (علیہ السلام) فرماتے ہیں: "لا یَقبَلُ اللہُ عَمَلاً إلا

بِمَعرِفَةٍ"؛ ([126]) لہذا یہ گمان کرنا درست نہیں ہے کہ تو جو بھی کام کرے خدا کی بارگاہ میں قبول ہوتا ہے؛ نہیں! بلکہ انسان کو عقلمند ہونا چاہئے۔

اسحاق بن عمار نے امام صادق (علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزند رسول خدا(صلی اللہ علیہ و آلہ)! ہمارا ایک ہمسایہ ہے جو بہت زیادہ نماز پڑھتا ہے، بہت زیادہ صدقہ دیتا ہے اور کثیر الحج ہے اور بہت زیادہ پیسے خرچ کرتا ہے - بعض لوگ یہ سارے کام بجا لاتے ہیں اور ان اعمال کے ساتھ ساتھ دوسرے اعمال بھی انجام دیتے ہیں مگر یہ آدمی دیگر اعمال سے بھی دور تھا - عرض کیا کہ اس آدمی میں کوئی عیب نہیں ہے۔ پوچھنے والے صحابی کو توقع تھی کہ امام (علیہ السلام) اس شخص کی تعریف کریں گے اور اس کا نام و نشان پوچھیں گے اور فرمائیں گے کہ چلئے اس شخص کے گھر جاکر داخلے کی اجازت مانگتے ہیں اور اس سے مل آتے ہیں! مگر امام (علیہ السلام) نے فرمایا: "یا اسحاق کیف عقلہ؛ اس شخص کی عقل کیسی ہے؟" [صرف مقدس نما ہے یا اس نے اسلام کا ادراک بھی کیا ہے؟]

اسحاق کہتے ہیں: میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان جاؤں جس عقل کی آپ بات کررہے ہیں وہ اس شخص میں نہیں ہے۔

امام (علیہ السلام) نے فرمایا: اس شخص کو اپنی بے عقلی کی وجہ سے، اپنے اعمال کوئی فائدہ نہیں ملے گا۔

یہ حدیث الکافی میں ہے اور ہمیں اس حدیث کا کئی زبانوں میں ترجمہ کرنا چاہئے تاکہ دنیا میں ہماری سربلندی کا باعث بنے اور دنیا والے دیکھیں کہ دین اسلام کی گہرائی کتنی ہے ! بعض لوگ گماں کرتے ہیں کہ اگر ظاہری صورت کو درست کرلیں تو بس ان کا فرض مکمل ہؤا۔ نہیں جناب! دین بہت ہی زیادہ گہرا ہے۔ ([127]) "لا یقبَلُ اللہ عَمَلاً الّا بِمَعرِفَةِ"؛ خدا کسی عمل کو معرفت کے بغیر قبول نہیں فرماتا۔ جو ہدایت خدا نے سب کو عنایت فرمائی ہے اس کے مقدمات اس نے انسان کے وجود میں ودیعت رکھے ہیں اور ان مقدمات کا نام "عقل" ہے؛ خدا نے اگر عقل کی تخلیق نہ فرمائی ہوتی تو وہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ کو ہی نہ بھیجتا اور قرآن نازل نہ ہوتا۔ ([128])

ما کجا بودیم کان دیان دین

عقل می‌کارید اندر ماء و طین ([129])

ہم کہاں تھے جب دین کا مالک و دیّان

عقل کو پانی اور مٹی کے درمیان کاشت کررہا تھا

خداوند متعال نے عقل کی نعمت عظمی مرحمت فرمائی ہے اور اس کے بدلے اس نے ہم سے فرائض پر عملدرآمد کا تقاضا کیا ہے--

خدا نے پہلے عقل ہمارے اندر ودیعت رکھی ہے اور اس کے بعد فرائض پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس نے پیغمبر بھیجا ہے اور امام منصوب کیا ہے اور کتاب نازل فرمائی ہے "إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا"؛ ([130]) ہم نے اس (انسان) کو راستہ دکھا دیا اب وہ چاہے تو شاکر ہو (اور اس راستے کو قبول کر کے اس پر گامزن ہو) چاہے ناشکری اور کفران نعمت کردے! یہ ہدایت سب کو پیش کی گئی ہے۔ ([131])

سوال: تو کیا جو افعال عشق کی وجہ سے ہم سے سرزد ہوتے ہیں اگر عقلی دلیل کے بغیر ہوں تو کیا دین ان کی تأئید نہیں کرتا؟

جواب:۔ گو کہ اسلام میں دل قابل قبول ہے، عشق اور سیر و سلوک قابل قبول تاہم عقل و فکر اور استدلال و منطق کو حقیر نہیں سمجھتا بلکہ عقل و فکر اور استدلال و تعقل کے لئے بہت زیادہ احترام کا قائل ہے۔ ([132]) اسلام کہتا ہے گو کہ تم خدا کے وجود اور وحدانیت و یکتائی کے معتقد ہی ہوں مگر اگر اس اعتقاد کی جڑ مثلاً ایک "خواب" ہو یا ماں باپ کی تقلید ہو یا ماحول کے اثرات ہوں، یہ یکتا پرستی قابل قبول نہیں ہے۔ ([133])

وہ یکتا پرستی قابل قبول ہے جو تحقیقی ہو اور تمہاری عقل نے دلیل و برہان کے ذریعے اسے قبول کیا ہو ورنہ اس کے سوا (اصول دین کی حد تک) کوئی چیزبھی ہمارے (شیعہ کے) نزدیک قابل قبول نہیں ہے۔ قرآن مجید بارہا تعقّل اور سوچ سمجھ پر تأکید کرتا ہے؛ ([134]) اس کے علاوہ جب آپ حدیث کی کتابیں کھولتے ہیں تو سب سے پہلا باب جو نظر آتا ہے "باب العقل" ہے۔ امام موسی کاظم (علیه السلام) اس بارے میں فرماتے ہیں که خدا کی دو حجتیں ہیں، اس کے دو پیغمبر ہیں ایک پیغمبر اندرونی ہے جو انسان کی عقل ہے اور ایک پیغمبر بیرونی ہے جو ہر زمانے میں خدا کا بھیجا ہؤا ہوتا ہے اور یہ بیرونی پیغمبر انسان ہیں اور ہر زمانے میں انھوں نے لوگوں کو یکتا پرستی اور فلاح کی دعوت دی ہے۔ خدا کی دو حجتیں ہیں اور اگر انبیاء (علیہم السلام) ہوں مگر انسان کے پاس عقل نہ ہو تو پھر بھی انسان سعادت کی راہ پر گامزن نہیں ہوسکتا۔ ([135])

سوال: ہوسکتا ہے که عشق و محبت کی یه کیفیت ، امام حسین (علیه السلام) کی عزاداری کے دوران اچانک کسی عزادار پر طاری ہوجائے اور اس قسم کے اعمال کا باعث ہوجائے؛ اسی عشق کی مانند جو روز عاشور امام حسین (علیه السلام) سے میدان کربلا میں متجلی ہؤا!

جواب: "محبت" جس سے مراد ہے رغبت پیدا کرنا اور کسی ایسی چیز کی طرف راغب ہونا جو انسان کی لذت و آسائش کا باعث ہو، یہ رغبت اس چیز کی معرفت و پہچان اور اس کا ادراک کرنے کے باعث معرض وجود میں آتی ہے۔ چنانچہ عالم فطرت اور جمادات کی دنیا میں قوت جاذبہ اور کشش یا میلان کی جو مثالیں ملتی ہیں - جیسے مقناطیس جو لوہے کو کھینچتا ہے (اور اگر لوہے کا حجم اور وزن مقناطیس سے زیادہ ہو تو مقناطیس خود لوہے کی طرف کھنچ جاتا ہے) یا زمین کی کشش ثقل - چونکہ معرفت (اور حق ارادے) پر استوار نہیں ہے، اس کو محبت کا نام نہیں دیا جاتا۔ نیز معرفت اور شناخت میں جتنا اضافہ ہوگا، محبت میں بھی اسی تناسب سے اضافہ ہوگا جیسا کہ محبوب کے وجود میں کمال اور اسباب لذت کا جتنا اضافہ ہوگا، محبت کی عظمت میں بھی اسی حساب سے اضافہ ہوگا؛ "والّذینَ آمَنوا اَشدُّ حُبّاً لله = اور ایمان والی خدا سے بہت شدت سے محبت کرتے ہیں"۔ ()

جس چیز نے امام حسین (علیہ السلام) کو عاشورا کے روز ہرچیز سے گذرجانے اور اسیرالکربات (بلاؤں اور مصیبتوں کے پنجے میں اسیر) ہونے، اور تمام مصائب و غموم و ہموم کو برداشت کرنے پر آمادہ کیا، فقط عشق الٰہی تھا اور یہ عشق کوئی ایسی چیز نہ تھا جو اچانک کربلا کے سفر کے دوران امام حسین (علیہ السلام) پر طاری ہؤا ہو؛ بلکہ امام (علیہ السلام) کی زندگی کے تمام ایام اور تمام مراحل میں یہ عشق موجود تھا اور عاشورا کا حادثہ درحقیقت اسی عشق اور عقیدت (و عقیدے) کا ثمرہ تھا۔ امام (علیہ السلام) سے منقولہ مناجاتیں اور دعائیں خاص طور پر دعائے عرفہ جو ہماری دسترس میں ہے، آپ (علیہ السلام) کے وجود کی اتھاہ گہرائیوں میں

نفوذ و رسوخ کرنے والے عشق و عقیدت کو ثابت کرتی ہے۔ ([136]) اور پھر امام محمد باقر (علیه السلام) فرماتے ہیں: جو اللہ کا فرمانبردار ہوگا وہ ہمارا دوست اور حبدار ہے اور جو خدا کی نافرمانی کرے وہ ہمارا دشمن ہے، ہم اہل بیت کی ولایت اللہ کے احکام پر عمل اور گناہ سے پرہیز کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ ([137])

سوال: بعض لوگ قمه زنی اور زنجیرزنی کے مسائل بیان کرنے سے اجتناب کرتے ہیں اور ان مسائل کو شرعی مسائل کی حدود سے خارج قرار دیتے ہیں، اس کا سبب کیا ہے؟

جواب:۔ جو قمه زن اور زنجیر زن کہتے ہیں که "یه اعمال عقل اور عشق کے درمیان نزاع کے زمرے میں آتے ہیں" یا "یه امور فقه کے احاطے سے خارج ہیں" ان کے جواب میں حضرت آیت اللہ مظاہری (حفظه اللہ) فرماتے ہیں:

اس طرح کی باتیں. جن کی مثال میں نے اپنی کتاب "جہاد با نفس" میں بھی بیان کی ہے. درحقیقت جواب سے بھاگ جانے کے لئے کہی جاتی ہیں اور چونکه یه مسئله ایک فقہی مسئله ہے لہذا اس کا جواب فقیه کو دینا چاہئے۔ ([138])

سوال: بعض فقہاء نے قمہ زنی اور زنجیرزنی کو اس بنا پر غیرشرعی فعل قرار دیا ہے کہ اس کی وجہ سے دین کی توہین ہوتی ہے اور یہ اعمال دین کے وہن و ہتک کا باعث بنتے ہیں؛ کیا ہمارے پاس ایسی روایات ہیں جن میں اجنبیوں کے خیال میں کسی فعل کی توہین آمیز ہونے کے باعث کوئی حکم تبدیل ہؤا ہو؟

جواب: (جی ہاں؛) میں یہاں اس کی دو تین مثالیں عرض کرتا ہوں؛ حدود، دیات اور قصاص کے اجراء میں جب ہتک اسلام کی بات آتی ہے۔۔۔ یا جو بحث ذمّی کفار کے بارے میں ہوئی ہے۔

اہل کتاب کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم کے اہل کتاب "ذمی" ہیں؛ جنہیں اسلام نے تسلیم کیا ہے اور اجازت دی ہے کہ وہ اسلامی ممالک میں زندگی بسر کریں۔ کچھ اہل کتاب "معاہد" ہیں جو غیر اسلامی ممالک میں رہ رہے ہیں لیکن ان کا ہمارے ساتھ عہد و میثاق ہے۔ اب اگر مسلمان ان میں سے کسی ایک کو قتل کردے وہ جو مسئلہ ہماری روایات میں آیا ہے کہ اہل کتاب کی دیت 800 درہم ہے ان لوگوں (اہل ذمہ) کے بارے میں ہی ہے اور ان لوگوں کے بارے میں نہیں ہے جو غیر اسلامی ممالک میں سکونت پذیر ہیں۔ روایت میں ہے کہ اگر یہ امر اسلام کے بعیدالعھد ہتک کا باعث ہو۔ یعنی اگر یہ عمل اسلام کے بارے میں ان کی بدگمانی کا باعث بنتا ہو اور اس کے نتیجے میں وہ اسلام کے خلاف منفی تشہیری مہم چلائیں تو مکمل دیت ادا کرنا پڑے گی۔

دوسری مثال یه کہ تمام علماء نے کہا ہے اور متعدد روایات بھی موجود ہیں کہ اگر ایک مسلمان کفار کے مسکن میں حدود کا حقدار ٹھہرا تو اس کے خلاف حدود کا اجراء نہ کریں کیونکہ یہ عمل اسلام کی ہتک کا باعث بن سکتا ہے۔ چنانچہ اجنبیوں کی نگاہ میں وہنِ اسلام اور اسلام کی خفت کا مسئلہ بنیادی اور نہایت اہم مسئلہ ہے اور ایک تنبیہ ہے ہمارے لئے۔۔۔ خیال رکھیں کہ ہمیں صرف اپنی اندرونی صورت حال ہی کا لحاظ نہیں رکھنا بلکہ عالمی رائے عامہ کا بھی لحاظ رکھنا ہے کیونکہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کو پوری دنیا میں فروغ دے۔

ہم مسلمان ہیں اور ممکن ہے کہ بعض امور اور اعمال ہمارے لئے معمول بن گئے ہوں اور ہم ان کے عادی ہوچکے ہوں اور یہ امور ہمارے خیال میں باعث وہن و ہتک نہ ہوں یا ہم ان امور کی حکمت سے آگاہ ہوں مگر جو شخص ہمارے معاشرے سے باہر ہے، شاید ان امور کی حکمت سے آگاہ نہ ہو اور اس کے خیال میں یہ امور خفت آمیز تصور کئے جائیں۔

یہ مسئلہ کہ کوئی بھی ایسا عمل انجام نہیں دینا چاہئے جس کی وجہ سے اسلام، قرآن اور ائمہ (علیہم السلام) دوسروں کی نظر میں موہون قرار پائیں۔ یہ ایک اصول ہے؛ یہاں میں نے دو تین مثالیں پیش کردیں ورنہ ہماری فقہ کی روح اور روحِ اسلام نے اس اصول کو مسلّمہ اصول گردانا ہے۔

میں یہاں یہ نکتہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ اب اگر اس قسم کے اعمال ہمارے لئے قابل برداشت ہیں مگر دنیا والوں کے نزدیک یہی اعمال ہمارے دین اور اسلام و تشیع کے لئے باعث بدنامی بن رہے ہیں تو ہمارے پاس کوئی بھی ایسی دلیل نہیں ہے کہ ان اعمال کو دنیا والوں کے سامنے انجام دیں۔ ([139])

سوال: کیا اس کا مطلب یہی ہے کہ ہمارے اعمال کی طرف دیگر ادیان کے پیروکاروں کی نظر، اسلام میں ایک بنیادی عنصر ہے؟

جواب: یہاں ہم جواب کے طور پر حجت الاسلام والمسلمین قرائتی کے ساتھ پیش آنے والا ایک واقعہ قارئین کی خدمت میں پیش کرنا چاہیں گے۔ جناب قرائتی کہتے ہیں:

ایک شہر میں مبلغین کی کوششوں کے باوجود لوگ قمہ زنی چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہورہے تھے۔ وہ اس کو اپنے عقائد کا حصہ سمجھتے تھے۔۔۔ ہمیں کہا گیا کہ جاؤ اور لوگوں کو اس عمل سے روک لو۔

محرم کے ایام تھے۔ مذکورہ شہر میں اعلان ہؤا تھا کہ قرائتی آرہے ہیں اور لوگوں نے مجھے ٹیلی ویژن پر دیکھا تھا چنانچہ وہ مسجد میں میرا انتظار کررہے تھے۔ میں پہنچا تو کہنے لگے: کیا آپ قمہ زنی کے بارے میں بولنے کے لئے آئے ہیں؟ میں نے کہا: میرا پیشہ کیا ہے؟

کہنے لگے: آپ معلم قرآن ہیں؟ میں نے کہا: کیا آپ لوگ مانتے ہیں کہ میں معلم قرآن ہوں؟ کہنے لگے: جی ہاں! ہم مانتے ہیں مگر قمه زنی کے بارے میں بات نہ کریں اور صرف قرآن کے بارے میں بولیں۔ میں اٹھا اور تختہ سیاہ کے اوپر لکھا:

"بسم الله الرحمن الرحیم - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَقُولُواْ رَاعِنَا وَقُولُواْ "انظُرْنَا"۔ ([140])

اے ایمان والو! (جب تم قرآنی آیات کے ادراک کے لئے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) سے مہلت کی درخواست کرتے ہو) "رَاعِنَا" (مہلت دیں) مت کہو بلکہ کہہ دو "اُنْظُرْنَا"۔ (ہماری طرف توجہ کریں یا نگاہ ڈالیں کیونکہ راعنا کے دو معانی ہیں 1- ہمیں مہلت دیں 2- ہمیں بےوقوف بنائیں اور یہ دشمنوں کے لئے ایک دستاویز ہے۔)

میں نے آیت کی وضاحت کی کہ: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا" یعنی: اے مؤمنو!، "لاَ تَقُولُواْ رَاعِنَا وَقُولُواْ "انْظُرْنَا" یعنی: "رَاعِنَا" مت کہو بلکہ کہو "اُنْظُرْنَا"، "رَاعِنَا" مت کہو! سے کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ اس بات سے وابستہ قصہ سنئے:

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ اصحاب سے خطاب فرمارہے تھے۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا: "رَاعِنَا"! یعنی ہماری بھی رعایت کریں یعنی آرام سے بات کریں یا دائیں بائیں بھی نظر ڈالا کریں۔

یہ "رَاعِنَا" کا لفظ "رعی" سے بھی مشتق ہوسکتا ہے اور "رعن" سے بھی مشتق ہوسکتا ہے۔

اگر رعی سے مشتق ہو تو اس کا مطلب ہوگا: ہماری رعایت کریں اور اگر رعن سے مشتق ہو تو رعونت سے مراد بےوقوف بنانا ہے یعنی ہمیں بے وقوف بناؤ۔

مسلمانوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ) سے "رَاعِنَا" کہا تو ان کا مقصد درست اور مقدس تھا مگر یہودیوں نے اس لفظ کا غلط فائدہ اٹھایا اور کہنے لگے: مسلمان اپنے پیغمبر سے کہتے ہیں کہ "ہمیں بے وقوف بنائیں"۔ اللہ تعالی کو یہ بات پسند نہ آئی چنانچہ آیت نازل ہوئی کہ :

اے ایمان والو! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ) سے رعایت حال کی درخواست کرتے ہوئے "رَاعِنَا" مت کہو بلکہ کہو : "اُنْظُرْنَا" یعنی ہماری طرف بھی نگاہ ڈالیں اور ہمارا بھی لحاظ رکھیں۔

یعنی یہ کہ یہ ایک ایسا لفظ تھا جس سے مسلمانوں کا مقصد بالکل صحیح تھا مگر چونکہ ذو معنی لفظ تھا اور دشمن اس کا غلط فائدہ اٹھا رہے تھے چنانچہ خدا نے اس لفظ کے استعمال سے مؤمنیں کو منع فرمایا۔

میں نے اس آیت کی تفسیر بیان کی اور ان سے پوچھا:

آپ لوگ جو قمه زنی کرتے ہیں؛ یقیناً آپ کا ہدف مقدس ہے اور امام حسین (علیه السلام) کے عشق میں یه عمل سرانجام دیتے ہیں مگر یورپی ممالک کے ٹیلی ویژن چینلز نے آپ کے اس عمل کی ویڈیو بارہ مرتبه نشر کی ہے اور کہا ہے که شیعه لذتِ جلّادی یا Sadism کے مرض میں مبتلا ہیں۔ دشمن آپ کے اس عمل کا ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے۔ آج آپ کا یه عمل اسی "رَاعِنَا" کی مانند ہے جو صدر اول کے مسلمان کہا کرتے تھے اور دشمنان اسلام اس کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے تھے اور قرآن کریم نے مذکورہ بالا آیت کے ذریعے اُس دور کے مسلمانوں کو بھی اور آج کے دور کے مسلمانوں کو بھی متنبه کیا ہے که جس عمل کو دشمن دستاویز بنا کر اسلام کے خلاف استعمال کرتا ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ پس چونکه دشمن آپ کے اس عمل کا دشمن ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے لہذا آپ قمه زنی نه کریں۔ سب نے کہا: ہم اب سمجھے اور اس کے بعد قمه زنی نہیں کریں گے۔

ہم اس کے بعد واپس آگئے اور بعد میں معلوم ہؤا که اس سال معدود افراد نے قمه زنی کی رسم پر عمل کیا اور مطلق اکثریت نے اس عمل کو ترک کردیا۔ ([141])

سوال: اس بات کی کیا ضرورت ہے کہ شیعیان اہل بیت (علیہم السلام) کے تمام افعال و اعمال معقول و منطقی ہوں اور عقلی و دینی استدلال پر مبنی ہوں؟

جواب: اسلام اور اہل بیت کے شیدائیوں کو اس امر کی طرف توجہ دینا ضروری ہے کہ اسلام اور قرآن منطق اور منطقی استدلال کے ساتھ ہے۔ اگر قرآن اور اسلام سے استدلال کو الگ کردیا جائے اور استدلال کی بجائے خدا نخواستہ کوئی اور چیز اس میں داخل کی جائے جو منطق اور عقل سے دور ہو اور خرافات و توہمات کا پہلو اس میں نمایاں ہو تو یقیناً یہ استدلال کے بالکل متضاد ہوگی۔ چنانچہ اسلام کے پاس دیگر ادیان اور اقوام و جماعات و ممالک پر غلبے کا ایک نہایت اہم اوزار منطقی استدلال ہے۔ ([142])

سوال: خرافہ کیا ہے اور ہم خرافات کے مصادیق کو کیونکر پہچان سکتے ہیں؟

جواب:۔ جو کچھ کتاب اللہ اور یقینی اور مسلّمہ سنت سے ثابت ہو اس کا تعلق دین سے ہے - خواہ عقلیں اس کو پسند کریں خواہ پسند نہ کریں - اس کی حمایت کرو اور اس کا دفاع کرو۔ جو چیز معتبر دلیل (قرآن و سنت) سے ثابت نہ ہو لیکن دین کے اصولوں سے بھی متصادم نہ ہو؛ اس کے بارے میں خاموشی اختیار کرو؛ جو کچھ (دینی متون سے ثابت نہ ہو اور) دینی اصولوں میں سے کسی

ایک اصول کے ساتھ متصادم ہو اور دین میں بھی اس کے لئے کوئی معتبر ثبوت و سند نہ ہو اس کو مسترد کرو؛ یہی خرافہ ہے اور خرافہ کا معیار یہی ہے۔ ([143])

سوال: ممکن ہے کہا جائے کہ امام حسین (علیہ السلام) کے لئے جذبات کے اظہار اور آپ (علیہ السلام) کے غم میں عزاداری کی مختلف روشیں اور ان ہی روشوں میں سے ایک قمہ اور زنجیر کا ماتم ہے---

جواب: امام حسین (علیہ السلام) کے نام پر بپا ہونے والی مجالس اور عزاداری میں، ہم سمیت کوئی بھی دیندار شخص یہ نہیں کہتا کہ ان مراسمات میں جو بھی شخص جو بھی عمل سرانجام دے؛ درست ہے۔ علماء اور دانشوران دین کی بڑی تعداد نے ان امور کو ناروا اور ناجائز قرار دیتے ہوئے ان کا سدّ باب کیا ہے۔ ([144])

بعض افراد قمہ (یا زنجیر) اٹھاتے ہیں تاکہ اسے اپنے سر یا پیٹھ پر مارکر خون بہائیں! وہ ایسا کرکے کیا نتیجہ حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ اس حرکت کا کونسا حصہ عزاداری ہے؟ البتہ سر پر ہاتھ مارنا عزاداری کی علامت ہے۔ آپ نے بارہا دیکھا ہے کہ جن لوگوں پر کوئی مصیبت وارد ہوتی ہے وہ ہاتھ سے سر و سینہ پیٹتے ہیں۔ یہ معمول کی عزاداری کی علامت ہے۔ لیکن آپ نے اب تک کہاں دیکھا ہے

که کوئی شخص اپنے عزیزترین عزیز کی مصیبت واقع ہونے پر شمشیر اٹھا کر اپنے سر پر دے مارے اور اپنے سر سے خون جاری کرے؟ یہ عمل کہاں عزاداری کے زمرے میں آتا ہے؟! ([145])

قمہ زنی اور زنجیرزنی ایک جعلی روایت ہے اور ان امور میں شامل ہے جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے اور بےشک خدا بھی ان سے راضی نہیں ہے۔ ([146])

سوال: اگر یہ موضوع اتنا ہی اہم ہے تو قدیم علماء نے ان کا مقابلہ کیوں نہیں کیا؟

جواب: سابقہ علماء کے ہاتھ اس سلسلے میں بندھے ہوئے تھے اور وہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ یہ کام غلط اور خلاف اسلام ہے۔ ([147])

آیت اللہ العظمی بروجردی، نے شہر قم میں عزاداری کے نام پر رائج بعض اعمال کی مذمت کی۔ ([148]) اس کا رد عمل یہ ہؤا کہ یہ لوگ (ماتمی انجمنوں) کے سربراہ آقائے بروجردی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: "ہم اس عشرے میں آپ کے مقلد نہیں ہیں"۔ میں کہتا ہوں کہ اگر وہ لوگ اپنی باتوں کے معنی و مفہوم کا ادراک رکھتے اور انہیں معلوم ہوتا کہ ان کی ان باتوں کے نتائج کتنے برے ہوسکتے ہیں، تو (امام (علیہ السلام) کے اس قول) "الرادّ علینا کالرادّ علی اللہ" کا مصداق نہ ٹھرتے ([149]) میں اگر آقائے بروجردی کی

جگه ہوتا تو ان لوگوں کو شدت کے ساتھ بھگا دیتا که انهوں نے یه جرأت کیسے کی که ایک جامع الشرائط مرجع تقلید کی اس طرح بے حرمتی کر بیٹھیں؟ جو در حقیقت امام معصوم (علیه السلام) کی بے احترامی شمار ہوتی ہے۔

مرحوم آقا سید ابوالحسن اصفهانی نے لوگوں کو ان امور سے منع فرمایا؛ جانتے ہیں ان لوگوں نے کیا کیا؟ اہل نجف نے اپنے یہی مشعل آقا سیدابوالحسن اصفهانی ره کے گھر کے دروازے پر خالی کردیئے اور آقا ناراض ہوکر کربلا چلے گئے۔ اہل کربلا نے ان کے لئے "شیر و فضَه" نامی گلی میں ایک گھر لے لیا اور وہاں محافظ تعینات کیا که کہیں نجفی انہیں زد و کوب نه کردیں!!

تو اب کیا ہم ان جاہلوں کے اعمال کی تأئید کرلیں؟! یه جاہلین جو اس طرح اپنے دور کے مجتہدین کے خلاف طغیان و بغاوت کرتے ہیں جبکه وہ مذہب شیعه کی ریاست کے عہدے پر فائز ہیں؛ آقائے بروجردی رئیس مذہب تھے؛ آقا سیدابوالحسن اصفهانی مذہب کے رئیس تھے۔ کیا آپ امام صادق (علیه السلام) کے ساتھ بھی یہی رویه اپنائیں گے؟ اگر وہ امام صادق (علیه السلام) کے ساتھ یہی سلوک کریں تو سب کافر ہوجائیں گے؛ آقائے بروجردی "ینطِقُ عَلی لِسانِ صادق علیه السلام" (امام صادق (علیه السلام) کی زبان بولتے ہیں اور ان ہی کی منطق کو مد نظر رکھ کر بات کرتے ہیں)۔ ([150]) آقا سید ابوالحسن ینطِقُ عَلی لِسانِ باقر (علیه السلام) (امام باقر (علیه السلام) کی زبان بولتے ہیں)۔

اے شیعۂ علی (علیه السلام)! تم تو کہتے ہو که "میں امام حسین (علیه السلام) کا دوست ہوں" اس سید کی توہین کیونکر کررہے ہو؟! یه ہمارے لئے دکھ کی بات ہے۔ ([151])

سوال: بعض قدیم علماء نے قمه اور زنجیر کے ماتم کی اجازت کیوں دی تھی؟

جواب: گذشته زمانوں کے مراجع سے جو نقل ہؤا ہے وہ اس سے زیادہ نہیں ہے که "اگر یه عمل قابل توجه حد تک نقصان اور ضرر و زیاں کا باعث نه بنتا ہو تو اس میں حرج نہیں ہے۔ اب ہم پوچھتے ہیں که اگر ہمارا کوئی عمل عالمی رائے عامه میں ہمارے مذہب کی ہتک حرمت کا باعث بنے تو کیا یه "قابل توجه نقصان" نہیں ہے؟ کیا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیه و آله کے مظلوم خاندان کے ساتھ شیعیان اہل بیت (علیہم السلام) کے عشق و محبت کو مخدوش کرنا، اور خاص طور پر سیدالشہداء (علیه السلام) کے ساتھ ان کی بے پناہ محبت و اشتیاق کا چہرہ مسخ کرنا اور اس کی شکل بگاڑنا، بے انتہا ضرر و زیاں کے زمرے میں نہیں آتا؟ اس سے بڑھ کر کونسا نقصان ہوسکتا ہے؟ ([152])

اگر قمه زنی اور زنجیرزنی انفرادی طور پر یا کسی بند چاردیواری کے اندر انجام پاتی تو اس کی حرمت کا سبب صرف جسمانی نقصان ہوتا لیکن جب یه کام ہزاروں عینی شاہدین کے سامنے انجام پاتا ہے، اور دشمنوں اور اجنبیوں کی آنکھوں اور کیمروں کے سامنے

بجالایا جاتا ہے، تو ایسی صورت میں اس کی حرمت کا معیار محض جسمانی ضرر و زیاں نہیں بلکه عظیم تبلیغی نقصانات - جو مذہب تشیع کی عزت و آبرو سے تعلق رکھتے ہیں - بھی پیش نظر ہوتے ہیں۔ ([153])

آج کے زمانے میں یه نقصان بہت عظیم ہے جو مذہب کے پیکر پر کاری ضرب کے مترادف ہے چنانچه اعلانیه اور نمائش کے ساتھ قمه زنی اور زنجیرزنی حرام اور ممنوع ہے۔ ([154])

کسی زمانے میں کسی گوشے میں کچھ لوگ اکٹھے ہوجاتے تھے اور لوگوں کی نظروں سے دور قمه زنی کیا کرتے تھے اور ان کا کام . موجودہ زمانے میں رائج دکھاوے کی مانند . ریاکاری کے زمرے میں نہیں آتا تھا۔ ان کے اس عمل کی اچھائی اور برائی سے کوئی سروکار نہیں رکھتا تھا کیوں که وہ یه عمل ایک محدود دائرے میں انجام دیتے تھے۔ لیکن کسی وقت منصوبه یه ہے که کئی ہزار افراد تہران، قم، صوبه آذربائی‌جان یا خراسان کے شہروں میں سڑکوں پر آئیں اور اپنے سروں پر قمه اور شمشیر برسائیں؛ یه عمل قطعی طور پر غلط ہے۔ امام حسین (علیه السلام) اس عمل سے راضی نہیں ہیں۔ میں نہیں جانتا که کس طرز فکر کے تحت اور کہاں سے ان غلط اعمال اور عجیب بدعتوں کو اسلامی معاشروں اور ہمارے انقلابی معاشرے میں داخل کیا جاتا ہے؟! ([155])

سوال: کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ جنہوں نے ماضی میں قمہ زنی اور زنجیرزنی کے جواز کے فتوے دیئے ہیں، خطا کے مرتکب ہوئے ہیں؟!

جواب: یہ لوگ کہتے ہیں کہ مراجع تقلید نے کہا ہے کہ قمہ زنی جائز ہے، گذشتہ زمانے کے مراجع نے اجازت دی ہے، لیکن کیا آپ جانتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک یورپی ملک کے ٹیلی ویژن نے 12 مرتبہ ایرانیوں کی قمہ زنی کی تصاویر دکھائی ہیں اور پھر ایک ماہر نفسیات ڈاکٹر کو ٹیلی ویژن اسکرین پر دکھایا گیا ہے جو کہہ رہا تھا:

"اہل تشیع میں ایک قسم کی خاص بیماری ہے جو خودکشی کی مانند اپنے آپ کو آزار و اذیت دیتے ہیں۔ اہل تشیع ایک نفسیاتی مرض کا شکار ہیں جس کا نام "خود آزاری" ہے"۔

اور اس طرح یورپ نے تشیع کا مذاق اڑایا! آپ (جب ایک مرجع تقلید سے سوال پوچھتے ہیں تو) یوں پوچھیں کہ: اے مرجع تقلید! کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ ہم اس طرح سے عزاداری کریں کہ یورپ والے تشیع کا مذاق اڑائیں اور شیعہ کے اوپر ہنس دیں؟! ایسی صورت میں حتی ایک مرجع تقلید بھی اس کی اجازت نہیں دے گا۔ خطا آپ کے سوال میں ہے؛ آپ نے پوچھا ہے کہ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ امام حسین (علیہ السلام) کی عزداری میں چند قطرے خون بہہ جائے؟ مرجع تقلید نے بھی کہا کہ جائز ہے۔ یوں

پوچھیں: کہ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ ہم اس طرح سے عزاداری کریں کہ یورپ والے تشیع کا مذاق اڑائیں؟! یقیناً ایک مرجع تقلید بھی اس کی اجازت نہیں دے گا۔ ([156])

یہ صحیح ہے کہ گذشتہ زمانے میں بعض فقہائے سابقین (قدّس اللہ اسرارہم) نے اپنے زمانے اور خاص حالات میں ان میں سے بعض امور کی اجازت دی ہے لیکن اگر وہ بھی ہمارے زمانے میں ہوتے اور انہیں ہمارے جیسے حالات کا سامنا ہوتا تو یقیناً ان کے فتاوی مختلف ہوتے۔ ([157])

"مسائل شرعی کے حکم کی تبدیلی میں "زمانی و مکانی حالات کی تبدیلی" کے کردار ([158]) کے سلسلے میں امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے قابل توجہ ہے:

زمان و مکان اجتہاد کے دو فیصلہ کن عناصر ہیں۔ گذشتہ زمانے میں جس مسئلے کا کوئی حکم تھا، ایک نظام کی سیاست، معاشرے اور اقتصاد پر حکم فرما حالات میں ہوسکتا ہے اسی مسئلے کے لئے نیا حکم آجائے؛ بایں معنی کہ معاشی، سماجی اور سیاسی روابط کی صحیح شناخت کے ساتھ وہی پرانا موضوع - جو بظاہر اس قدیمی موضوع سے بالکل مختلف نہیں ہے - در حقیقت ایک نیا

موضوع بن جاتا ہے۔ اور اس کے لئے نیا حکم صادر ہونا ناگزیر ہوجاتا ہے۔ مجتہد کو چاہئے کہ اپنے زمانے کے حالات و مسائل کا احاطہ رکھتا ہو۔۔۔"(159)

سوال: قمہ زنی اور زنجیرزنی پر بضد افراد سے جب کہا جاتا ہے کہ ہمیں دنیا کی سطح پر اپنے اعمال کے رد عمل اور اثرات کی طرف توجہ دینی چاہئے تو وہ کہتے ہیں کہ "مخالفین اور مغربی دنیا والے ہمارے بعض دینی واجبات کا بھی مذاق اڑاتے ہیں؛ تو کیا ہمیں اپنے دینی واجبات کو بھی ترک کردینا چاہئے؟!"

جواب: یہاں جس نکتے سے غفلت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ انبیاء عظام علی نبینا و آلہ و (علیہم السلام) میں سے کسی ایک نبی کو بھی اپنے بنائے ہوئے اعمال و عادات کی بنا پر مذاق اور اذیت و آزار کا سامنا نہیں کرنا پڑا ہے بلکہ انہیں تبلیغ دین اور احکام خداوندی کی تبلیغ و ترویج کی بنا پر کفار اور ظالمین کی جانب سے تمسخر اور آزار و اذیت کا دچار ہونا پڑا ہے جبکہ ہم اپنی بنائی ہوئی من گھڑت عادات و رسوم کی وجہ سے تمسخر کا نشانہ بن رہے ہیں۔

ہاں اگر دشمن ہمارے عقائد اور دینی اعمال کی بنا پر ہمارا تمسخر اڑائیں تو ہم ڈٹ جائیں گے ان کے مد مقابل کھڑے ہوں گے اور ان کے تمسخر کی پروا نہیں کریں گے لیکن قمه زنی اور زنجیرزنی جیسے اعمال کو ہماری کسی ایک روایت میں بھی تأئید حاصل نہیں ہے بلکه ایسی رسم و عادت ہے جو لوگوں نے خود گھڑ لیا ہے۔ اسی بنا پر اس کو دین کا حصه قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اگر دشمن ہمیں سیدالشہداء (علیه السلام) کے لئے رونے پر تمسخر کا نشانه بنائیں تو ہم پروا نہیں کریں گے کیونکه امام حسین (علیه السلام) کے لئے گریه و بکاء اور عزاداری کا تعلق دین سے ہے اور دین کے متن میں اس کی تلقین ہوئی ہے۔ ہم دشمن کے تمسخر سے خائف نہیں ہوتے بلکه دنیا کی ملتوں کے سامنے اسلام کے بدنما ہونے سے خائف ہیں۔ ہمیں ڈر ہے که بعض بے بنیاد اعمال پر ہمار ا اصرار، دشمن کے ہاتھوں میں ایک مؤثر دستاویز کے عنوان سے دنیا کی ملتوں کو اسلام سے بیزار کرنے کی غرض سے، بروئے کار لایا جائے اور اسلام کے لئے تشنه قومیں اسلام سے بیزار ہوجائیں۔ ([160])

اسلامی انقلاب کے رہبر معظم نے بھی اس نکتے کی طرف اشاره کرتے ہوئے فرمایا ہے:

اگر قمه زنی میں کوئی حرج نه بھی ہو، واجب بھی تو نہیں ہے!۔۔۔ یه اعمال و افعال آج کی دنیا میں، آج کی دنیا کی رائج ثقافت میں، ہمارے گھروں میں اور ہمارے نوجوان بچوں اور بچیوں کے درمیان رائج معقولات میں، نامناسب رد عمل کا باعث بنیں گے۔ یه

شرع مبین کے بیّنات نہیں ہیں کہ ہم کہتے پھریں کہ ہمیں یہ سب کرنا اور کہنا چاہئے خواہ دنیا والے اسے پسندکریں خواہ ناپسند کریں۔ یہ اعمال وہ ہیں جن کا کم از کم نقص یہ ہے کہ ان میں شک و تردد پایا جاتا ہے۔ ([161])

سوال: اگر ان حالات میں شیعیان اہل بیت (علیہم السلام) کا ایک گروہ یہ اعمال سرانجام بھی دے تو کیا مشکل پیش آسکتی ہے؟

جواب: [پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک گروہ یا دستے کا عمل پورے عالم تشیع کے کھاتے میں ڈالا جاتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ] ہمیں ایسا کوئی بھی عمل سرانجام نہیں دینا چاہئے جس سے برتر اسلامی معاشرے - یعنی اہل بیت (علیہم السلام) کے محبین، جنہیں حضرت ولیِّ عصر ارواحنا فداہ، حضرت حسین بن علی (علیہ السلام) اور حضرت امیرالمؤمنین علیہ‌الصّلاۃ والسّلام کی پیروی کا اعزاز حاصل ہے - دنیا کے مسلمانوں اور غیر مسلموں کی نظر میں خرافہ پرست، توہم پرست اور نامعقول و بےمنطق انسانوں کے عنوان سے متعارف ہوں۔ ([162])

ہم آج دیکھ رہے ہیں کہ سیدالشہداء (علیہ السلام) سے شیعیان اہل بیت (علیہم السلام) کی بےلوث محبت و مودت، کس طرح دنیا والوں کی قضاوتوں اور فیصلوں میں جفا کا شکار ہورہی ہے؟ کس طرح اہل بیت (علیہم السلام) کے حوالے سے شیعیان اہل

بیت (علیہم السلام) کا حقیقت پسندانہ ادراک - بعض جاہلانہ اعمال کی وجہ سے - ایسے امور میں شمار ہوتا ہے جو شیعیان اہل بیت (علیہم السلام) اور ان کے ائمۂ طاہرین (علیہم السلام) کی رفیع منزلت سے کوسوں دور ہیں؟

ہم دیکھ رہے ہیں کہ حضرت بتول عذرا سلام اللہ علیہا کے جگر گوشوں کے لئے شیعیان اہل بیت (علیہم السلام) کی عزاداری متعصب دشمنوں اور سامراجی شیطان ڈھنڈورچیوں کی منفی تشہیری مہمات کا نشانہ بن رہی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کینہ پرور دشمن بعض اعمال کو - جن کی کوئی بھی دینی اساس نہیں ہے - کس طرح حربے کے عنوان سے بروئے کار لاکر ان ہی اعمال کی رو سے - معاذ اللہ - اسلام اور تشیع کو مکتبِ توہمات کے عنوان سے متعارف کرار ہے ہیں۔۔۔ ([163])

محب اور مخلص شیعہ - جو روز عاشور قمہ اور زنجیر اٹھا کر اپنے جسم کو لہولہاں کرتے ہیں اور حتی اپنے کم سن بچوں تک کو لہولہاں کرتے ہیں - کیونکر اس بات پر آمادہ ہوتا ہے کہ اپنے اس عمل سے ہزاروں عیبجو آنکھوں اور ہزاروں بدگو زبانوں کو دستاویز فراہم کرے - جو اسلام اور تشیع کو منفی انداز میں دنیا والوں کے سامنے پیش کرنے کے درپے ہیں؟- کیا ایک شیعہ راضی ہے کہ اس عمل کا مظاہرہ کرکے اسلام و تشیع کی عزت و آبرو اور۔۔ کے لئے زمین پر جاری ہونے والے لاکھوں نوجوانوں اور بڑوں بوڑھوں کے خون کو ضائع اور پامال کردے؟ ([164])

کیا سفینة النجاة اور مصباح الھدی کا مطلب یہی ہے کہ ہم ایسا عمل بجا لائیں کہ بےشک شرعی لحاظ سے حرج و اشکال سے بھرپور ہے اور ثانوی عنوان سے بھی مسلمہ طور پر حرامِ آشکار ہے؟۔ ([165])-([166])

سوال: یہ درست ہے کہ امام خمینی (رہ) سے بھی ان اعمال کی مخالفت پر مبنی بعض فرامین نقل ہوئے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ امام (رہ) نے ان اعمال کا سنجیدہ مقابلہ کیوں نہیں کیا؟

جواب: جس طرح جنگ کے بعد کے چار پانچ سالوں میں قمہ زنی کو ترویج دی گئی اور اب بھی ترویج دی جا رہی ہے اگر امام (رضوان‌اللّٰہ‌علیہ) کی حیات مبارک کے دوران ترویج دی جاتی، قطعی طور پر امام بھی اس مسئلے کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے۔ ([167])

سوال: اگر ہم قمہ زنی جیسے اعمال کی مخالفت کرنا چاہیں تو ہم پر امام حسین (علیہ السلام) کی عزاداری کی مخالفت کا الزام لگایا جاتا ہے!

جواب:۔ نہیں! یہ عزاداری کی مخالفت نہیں ہے بلکہ یہ امام حسین (علیہ السلام) کی عزاداری کو ضائع کرنے کی مخالفت ہے۔ ([168])

سوال: لگتا ہے کہ امام حسین (علیہ السلام) کی عزاداری میں اس طرح کے اعمال کی ترویج معمول کے مطابق نہیں ہے؛ شیعہ معاشروں میں ان کی ترویج میں کون سی چیز زیادہ کردار ادا کرتی ہی؟

جواب:۔ عزاداری کے مراسمات سی متعلق بعض امور دیکھے گئے ہیں جو بعض ہاتھوں نے ہمارے معاشروں میں غلط انداز سے رائج کئے ہیں۔ وہ ایسے امور کو رواج دیتے ہیں جن کی اگر کوئی نگرانی کرے تو اس کے سامنے متعدد سوالات اٹھیں گے۔ مثال کے طور پر گذشتہ ادوار میں عوام الناس کے طبقے میں معمول تھا کہ عزاداری کے ایام میں بدن کو تالے لگایا کرتے تھے! البتہ کچھ عرصہ بعد بزرگوں اور علماء نے اس فعل کو ممنوع کیا اور یہ غلط رسم ختم ہوئی۔۔۔ قمہ زنی بھی اسی قسم کے افعال میں سے ہے۔ ([169])

شہید مطہری بھی اس قسم کے افعال کو عوامی جذبات کا شاخسانہ قرار دیتے ہیں اور اس سلسلے میں فرماتے ہیں: ڈھول اور طبل اور بوق یا بگل اٹھانے کی رسم قفقاز کے عیسائیوں سے ایران میں سرایت کرگئی اور چونکہ عوامی جذبات انہیں قبول کرنے کے لئے تیار تھے، بجلی کی سی تیزی سے ہر جگہ پہنچ گئی۔ ([170])

سوال: کیا آپ کہنا چاہتے ہیں کہ دشمن قمہ زنی اور زنجیرزنی کو تشیع کے خلاف استعمال کرتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو اس کی کوئی عملی مثال بھی ہوگی!

جواب: مجھے یہاں اسلامی ممالک میں اس قسم کے اعمال کی ترویج پر مأمور خفیہ ہاتھوں کے حوالے سے عالم اسلام کے بعض علماء اور مفکریں کی بیان کردہ مثالیں پیش کرنے دیجئے:

1۔ عراق

عراق کی بزرگ عالم دین علامہ محمد جواد مغنیہ، نے ایک کتاب تألیف کی ہے جس کا نام انھوں نے "التجارب" رکھا ہے۔ اس کتاب کے ایک باب کا عنوان ہے "کفن؛ زندوں کے لئے"!

لکھتے ہیں: بےشک مسلمانوں کے درمیان اختلاف کا اصلی سبب استعمار اور استعماری ایجنٹ ہیں؛ وہ ہر ممکن وسائل کو بروئے کار لاکر مسلمانوں کو مسلح کرتے ہیں اور انہیں وسائل دیتے ہیں اور ایک دوسرے کے مد مقابل لاکھڑا کرتے ہیں۔ ان راستوں میں سے ایک یہ تھا کہ برطانوی حکومت ماہ محرم الحرام میں ایک ہزار کفن قمہ زنوں کو بطور تحفہ دے دیا کرتی تھی اور جب امریکی حکومت کو اس چال کی خبر ہوئی تو برطانویوں سے پیچھے نہ رہنے کی غرض سے اس نے قمہ زنوں کو دو ہزار کفن کا تحفہ دیا۔ ([171])

متعدد دستاویزات شائع ہوئی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ استعماری قوتوں کے سفارتخانوں نے ان اعمال و افعال کو اسلامی ممالک بالخصوص عراق . میں درآمد کرنے کے سلسلے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ یہاں ہم اس دستاویز کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو مشہور عراقی محقق و ماہر عمرانیات اور "تراجیدیا کربلا" کے مؤلف ابراہیم الحیدری نے اپنی کتاب (Zur Soziologie des schiitischen) میں درج کی ہے۔

لکھتے ہیں: بغداد میں برطانوی سفیر نے دوسری عالمی جنگ کے بعد اور اشیائے خورد و نوش کی شدید قلت اور مہنگائی کے دور میں ماتمی انجمنوں اور عزاداری کی انجمنوں کی ضرورت کے مطابق چائے اور سیگریٹ کی ایک بڑی مقدار خرید کر ایک تیسرے شخص کے ذریعے بعض انجمنوں کے سربراہوں کو بطور تحفہ دے دی۔ اور زیادہ دلچسپ امر یہ تھا کہ سفیر نے ان اشیاء کے ہمراہ بڑی مقدار میں سفید رنگ کا کپڑا بھی خریدا اور انجمنوں کے لئے بجھوایا تا کہ اس کپڑے سے قمہ زنی میں [کفن بنا کر] استفادہ کیا جائے۔ ([172])

اسی سلسلے میں ڈاکٹر تیجانی سماوی اپنی کتاب "اہل بیت(علیہم السلام)؛ کلید مشکلات" میں رقمطراز ہیں: قدیم زمانے کے ایک عالم دین نے فرمایا: وہ تلواریں جو ماضی میں شیعیان اہل بیت (علیہم السلام) ظالموں اور ستمگروں کے مقابلے میں کھڑے ہوکر

اٹھایا کرتے تھے آج ان کے اپنے سروں پر ضربیں لگانے کے لئے استعمال ہورہی ہیں۔ حتی کہ برطانوی سرکار کے نمائندے بڑی تعداد میں تلواریں تیار کرواکر عاشورا کے دن کربلا کے عزاداروں میں بانٹ دیتے تھے۔ ([173])

2۔ جمہوریہ آذربائیجان

سابق سوویت روس اور سوویت روس کی شیعہ اکثریتی جمہوریہ آذربائیجان کے مسائل سے آگاہ ایک شخص نے مجھے بتایا کہ جب شمالی آذربائیجان سوویت روس کے قبضے میں تھا اور وہاں کمیونسٹوں کا تسلط تھا تو انھوں نے تمام اسلامی آثار اور علامتوں کو مٹا دیا؛ مثلاً مساجد کو گوداموں میں تبدیل کیا؛ دینی ہالوں اور امامبارگاہوں کو دوسری چیزوں میں تبدیل کیا اور اسلام اور تشیع کی کوئی نشانی باقی نہ رہنے دی؛ البتہ انھوں نے صرف ایک چیز کی اجازت دی اور وہ چیز "قمہ زنی" تھی!

شیوعی (Communist)، حکمرانوں نے اپنے ماتحتوں کو ہدایت کی کہ مسلمانوں کو نماز ادا کرنے کی اجازت نہیں ہے؛ وہ نماز با جماعت نہیں پڑھ سکتے؛ قرآن کی تلاوت نہیں کرسکتے؛ انہیں عزاداری کا حق حاصل نہیں ہے؛ وہ کسی بھی دینی سرگرمی کا حق نہیں رکھتے مگر قمہ زنی کی انہیں پوری اجازت ہے!!! کیوں؟ اس لئے کہ وہ دین کے مخالف تھے اور قمہ زنی دین اور تشیع کے خلاف ایک

قابل اعتماد تبلیغی حربہ تھا۔ دشمنان دین و تشیع ان چیزوں کو دین کے خلاف استعمال کیا کرتے ہیں کیونکہ جہاں خرافات ہوں گے وہاں دین خالص بدنام ہوجاتا ہے۔ ([174])

3۔ بنگلہ دیش

بنگلہ دیش کے ایک عالم و مجتہد - جو کسی زمانے میں ہمارے شاگرد تھے - نے مجھے بتایا: بنگلادیش کی پاکستان سے جدائی کا [ایک] سبب یہ [بھی] تھا کہ بنگلہ دیش پورا سنی تھا جبکہ پاکستان میں شیعہ ثقافت غلبہ رکھتا ہے لیکن اس کے باوجود بنگلہ دیش میں بھی رفتہ رفتہ مذہب تشیع کو رواج ملا۔

وہ کہہ رہے تھے کہ تشیع نے بنگلہ دیش میں عروج کا سفر شروع کیا۔ ایک خاص گروہ پاکستان سے (؟!) بنگلہ دیش آیا؛ کہ مثلاً اس ملک میں تشیع ترقی کررہا ہے تو حسینی شعائر بھی مکمل طور پر بجا لائے جائیں! بعض پاکستانی وہاں ان زنجیروں کا ماتم کررہے تھے جن کے سروں پر چھریاں ہیں۔ وہ بنگلہ دیشی عالم کہہ رہے تھے کہ ہم نے کچھ عرصہ بعد دیکھا کہ تشیع کا فروغ رک گیا ہے اور ہمیں معلوم ہؤا کہ یہی اعمال پیشرفت کے توقف کا باعث ہوئے ہیں۔ ([175])

4۔ ایران

میں ایسے ہی نہیں کہہ رہا ہوں کی اجنبیوں کا ہاتھ ہے ان مسائل میں۔ ایک معتبر شخص نے نقل کیا کہ ایک سال محرم میں ہم نے دیکھا کہ ایک بیرونی سفارتخانے کے لوگ آئے اور انھوں نے نئے خنجر اور قمے عزاداروں میں بانٹ دیئے! سارے نئے، سفید، چمکدار اور شکل و رنگ کے لحاظ سے بالکل ایک جیسے تھے! اب ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا اس بیرونی سفارتخانے کا دل ہمارے لئے جلا تھا کہ ہم عزاداری کریں؟ یا نہیں بلکہ وہ سفارتخانہ دکھانا چاہتا تھا کہ یہ لوگ سب وحشی ہیں؟! اجنبی قوتیں اسلام کو توہمات و خرافات کا مجموعہ قرار دینے اور تعلیم یافتہ نسلوں کو اسلام سے دور کرنے کی غرض سے خرافات کو دین میں ملا دیتے ہیں؛ ان مسائل کو جزء دین بنادیتے ہیں جو دین کا جزء نہیں ہیں؛ عزاداریوں میں مداخلت کرتے ہیں؛ عزاداری کی شکل کو تبدیل کرتے ہیں۔۔ یہ لوگ آتے ہیں اور قمہ زنی اور زنجیرزنی کو ۔ جو کسی بھی زمانے میں دائر نہیں تھے اور ائمۂ معصومین (علیہم السلام) کے دور میں ان کا نام و نشان تک نہیں تھا ۔ رائج کرتے ہیں تا کہ شیعہ عوام کو دنیا والوں کے سامنے خرافہ پرست کے عنوان سے متعارف کرائیں۔ انھوں نے "فتنہ" کے نام سے ایک فلم بنائی ہے یورپ کے ایک ملک میں جسے انھوں نے مختلف ممالک میں دکھایا اور کہا کہ آؤ دیکھو کہ یہ مسلمان کون ہیں اور کیا ہیں؟ دیکھو یہ لوگ قاتل ہیں؛ اپنے آپ کو لہولہاں کرتے ہیں! فلم تین حصوں پر مشتمل تھی۔ اور اس کا

تیسرا حصه قمه زنی سے تعلق رکھتا تھا۔ اس حصے میں قمه زنی کی تصویریں دکھائی گئی ہیں؛ ایک شخص اپنے بچے کے سر پر قمه پھیرتا دکھایا گیا ہے جو خود بھی قمه زنی کرتا ہے؛ ان کا سفید لباس پورا خون میں ڈوبا ہؤا ہے؛ اور وہ اسے دکھا رہے ہیں!

سیدالشہداء (علیه السلام) کی عزاداری افضل القربات میں سے ہے [ان اعمال میں سب سے افضل عمل ہے جن کے ذریعے انسان خدا کی قربت حاصل کرتا ہے]؛ کیمیا ہے؛ حلّ مشکلات کا وسیله ہے؛ مگر ایسے اعمال نہیں جو لوگوں کو اسلام سے دور کردیں۔۔۔ ([176])

چھٹی فصل . زنجیر زنی کے سلسلے میں چند دلچسپ کتب کا تعارف

علماء اور مراجع کی نظر میں چند جدید مسائل

[تصویر نمبر 33]

شیعه معاشروں کے متدینین اور عزاداروں کے درمیان اختلاف کا ایک سبب یه ہے که انہیں علماء اور مراجع تقلید کی فقہی آراء تک رسائی حاصل نہیں ہے۔ شیعیان اہل بیت (علیہم السلام) .جن کی اصل فکرمندی دینی شعائر کی برپائی، بالخصوص عزاداری کی برپائی ہے .کچھ اس طرح سے ہے که جب وہ مرجع تقلید کی رائے سے آگہی پاتے ہیں تو پوری عقیدت و احترام کے ساتھ اس کے پابند ہوجاتے ہیں۔

معاشروں اور دنیا کی سطح پر نئے تقاضوں کی بنیاد پر عزاداری کی مجالس اور انجمنوں میں نئے مسائل سامنے آئے ہیں مراجع تقلید کی طرف سے نئے مسائل سامنے آئے ہیں چنانچہ ان سے عمومی آگہی کی ضرورت میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے اور اسی بنا پر حجت الاسلام والمسلمین سید محسن محمودی نے جدید مسائل پر مشتمل نئی کتاب کی تالیف کا اہتمام کیا ہے جس میں عزاداران حسینی کے بہت سے مسائل کا جواب موجود ہے۔ یہ مسائل 10 آیات عظام یعنی " آیات عظام: امام خمینی، امام خامنه ای، اراکی، محمد رضا گلپایگانی، سیستانی، فاضل لنکرانی، تبریزی، بہجت، مکارم شیرازی اور صافی گلپایگانی کے رسالوں اور استفتائات سے ماخوذ ہیں۔ اس کتاب کو "انتشارات علمی - فرہنگی صاحب الزمان(عج)" نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب میں درج ذیل موضوعات کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے:

عید غدیر، محرم اور صفر کی تکریم کی ضرورت، سیاہ لباس کا استعمال، جھوٹے مصائب و مجالس کا شرعی حکم، اہل بیت (علیہم السلام) کے لئے عزاداری کی روش، مذہب کی ہتک و خفت کے سدّ باب کی ضرورت، عزاداری میں آلات کا استعمال، چھریوں والی زنجیر کا ماتم، عزاداریوں میں قمیص اتارنے کا حکم، ائمہ (علیہم السلام) سے منسوب تصاویر کا حکم، حضرت زہراء(س) کا علامتی جنازہ، وغیرہ۔

امید ہے کہ اس قسم کے معتبر مآخذ کی اشاعت ان لوگوں کی ریشہ دوانیوں کا راستہ بند کردے جو تحریف شدہ فتاوی یا علماء کے سابقہ استفتائات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مذہبی اور معتقد طبقوں میں شک و شبہہ پھیلانے کے درپے ہیں اور مختصر سے عرصے میں

عزاداران امام حسین (علیه السلام) کے درمیان ہرگونہ اتحاد و یگانگت معرض وجود میں آئے۔

هیئت؛ فضیلت و آیین مجالس ذکر اہل بیت(علیهم السلام)

[تصویر نمبر 34]

اس کتاب کی ابتداء میں مجالس عزا، ذکر اور اہل بیت (علیہم السلام) سے توسل کو ان ذوات مقدسہ کے وجود کے فلسفے، تاریخ اور سیرت کی روشنی میں زیر بحث و جائزہ، لایا گیا ہے۔ ابتدائی فصل میں ائمۂ ہدایت (علیہم السلام) کی سیرت سے استفادہ کرتے ہوئے اہل بیت (علیہم السلام) کے نزدیک .جو خود ہی ان مجالس کے مؤسس اور بانی تھے .عزاداری کی پسندیدہ صورتوں کی تشریح کی گئی ہے۔

دوسری فصل، مجالس حسینی میں وعظ و منبر کی حیثیت کو امام خمینی (قُدِّسَ سِرُہ) اور امام خامنہ ای (مد ظلہ العالی) کے کلام کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ منبر کے ادارے کی افادیت، سامعین و حاضرین کے آگے اہل منبر کے فرائض، اور اس ادارے کو منظم اور منضبط بنانے کے لئے مناسب انتظام۔۔۔ اس فصل کا دوسرا اہم موضوع ہے۔

پانچویں اور آخری فصل .اہل بیت (علیہم السلام) کی ذکر و مدح کا کردار، (جو فن، شعر، لفظ، مضمون، دھن، اچھی آواز وغیرہ سے کا آمیزہ ہے)، ذاکرین اہل بیت (علیہم السلام) کی ذمہ داریاں، اور مداحی اور ذاکری کی آفات و انحرافات، .پر مشتمل ہے۔

اس فصل میں ذاکرین اور مداحوں سے کہا گیا ہے:

آپ یہاں بیٹھے ہیں اور تصور کرتے ہیں کہ زندگی ایسے ہی گذر رہی ہے! نہیں جناب! ایک جنگ ہے، ایک حقیقی جنگ ہے۔ اس وقت اس [شیعہ] معاشرے اور اس نظام کے مفکرین، مختلف سطحوں پر معاشرے کے سرگرم افراد، یہاں تک کہ آپ خود، جو اس ملک

کے مداح اور ذاکر ہیں، دوسرے فریق کے ساتھ؛ جو لوگ اس مقدس مٹی سے اور ان پاک دلوں سے اس ایمان کی جڑوں کو اکھاڑنے کے درپے ہیں ۔۔۔ وہ توحیدی فکر، ولایت کی فکر، اہل بیت (علیہم السلام) کی محبت، قرآن کی محبت، دینی اصولوں کی نسبت غیرت اور ظالموں، برائیوں اور ستم پذیری کے خلاف جدوجہد کے عقیدے کو ان لوگوں کے دلوں سے نکال باہر کرنا چاہتے ہیں؛ ان اعمال کی مختلف قسموں کو انجام دے رہے ہیں اور بیان بھی کررہے ہیں۔

۔۔۔ لہذا یک ایک جنگ ہے۔ اس جنگ میں . وہ طبقہ جس کا سروکار لوگوں کے ایمان، معارف و تعلیمات اور ائمہ اور اہل بیت (علیہم السلام) کے نام مبارک سے سروکار رکھتے ہیں، ان کی ذمہ داریاں بہت بھاری ہیں۔ میرے عزیز بھائی اس فریضے کو پہچان لیں اور اس سے صحیح انداز سے بروئے کار لائیں۔ ([177])

از عاشورای حسینی تا عاشورای شیعه

[تصویر نمبر 35]

از عاشورای حسین تا عاشورای شیعه
محمد اسفندیاری
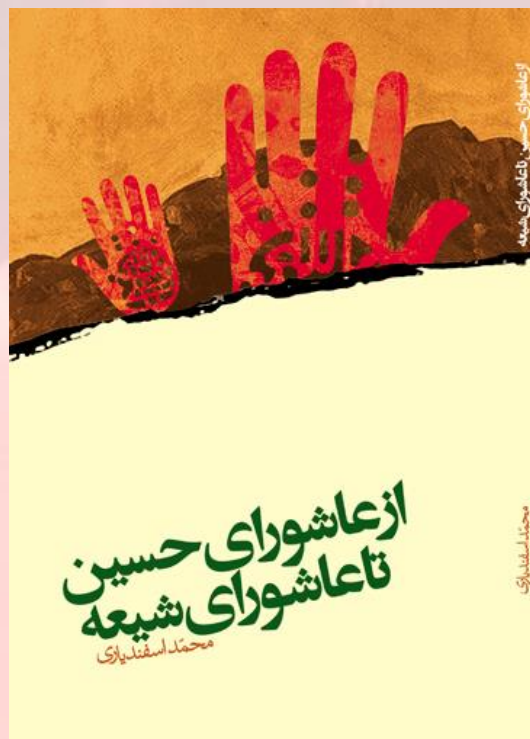
مصنف "محمد اسفندیاری" نے اس کتاب کے آغاز پر، تاریخی نقطۂ نگاہ پر مبنی "عمرانیاتی" جائزے کے ضمن میں، عاشورا کے "رزمیه" یا "المیه" ہونے کے بارے میں اختلاف آراء کا جائزہ لیا ہے اور آخر میں واقعۂ عاشورا کو محض "المیه" قرار دینے والے افراد کے تفکرات اور تصورات کو ہی، عزاداری کے تمام تر انحرافات کی جڑ قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

عوام الناس، جس چیز کو زیادہ عجیب و غریب اور زیادہ مبالغه آمیز اور خرافی پاتے ہیں، اسی کو دین سمجھنے لگتے ہیں --- خرافات کے سب سے پہلے خریدار عوام الناس ہی ہوتے ہیں؛ یہی نہیں بلکه وہ خود ہی خرافات و توہمات کی فراہمی کے خواہاں ہیں۔

"عوامی جماعتیں ایسے دین کے خواہاں ہوتے ہیں جو اعجاز، اسرار اور افسانے کے لحاظ سے مالامال ہو"۔

کبھی بھی احکام دین کی کیفیت کا کام عوام الناس کے سپرد نہیں کیا گیا اور انھوں نے معین نہیں کیا که ہم کس طرح نماز پڑھیں اور کس طرح روزہ رکھیں اور حج بجا لائیں؛ لیکن چونکه عزاداری کی کی کوئی معینه اور دقیق شکل متعین نہیں ہوئی، لہذا میدان عوامی پسند اور ناپسند کے لئے کھل گیا اور انھوں نے عزاداری کو وہ صورتیں دے دیں، جو بعض امور میں خرافات اور بدعتوں کے ساتھ مخلوط ہوئی ہیں۔

اس تجزیاتی نقطۂ نظر کے علاوہ، مصنف نے نہایت عمدہ نثر کے ساتھ، اپنے مدعا کے اثبات کے لئے قابل توجہ تاریخی ثبوت بھی فراہم کئے ہیں اور. شکل و صورت کے لحاظ سے بھی اور محتویات و مضامین کے لحاظ سے بھی. قمہ زنی اور زنجیر زنی سمیت عزاداری کے گوناگوں انحرافات کا تقریبا باریک بینانہ جائزہ لیا ہے۔

96 صفحات پر مشتمل کتاب 1384ھ ش میں قم سے شائع ہوئی ہے۔

عزاداری ہائے نا مشروع (ترجمہ رسالہ التنزیہ لأعمال الشبیہ؛ بقلم علامہ سید محسن امین العاملی)

[تصویر نمبر 36]

[تصویر نمبر 37]

رسالة

التنزيه لاعمال الشبيه

تأليف العلامة

السيد محسن الامين الحسيني العاملي

تتضمن الكلام على ما يدخل في عمل الشبيه وإقامة العزاء للإمام الحسين الشهيد عليه السلام من المحرمات والتحذير منها

-(الطبعة الأولى)-

(حقوق اعادة الطبع محفوظة)

مطبعة العرفان : صيدا عام ١٣٤٧
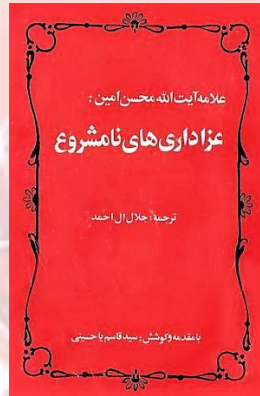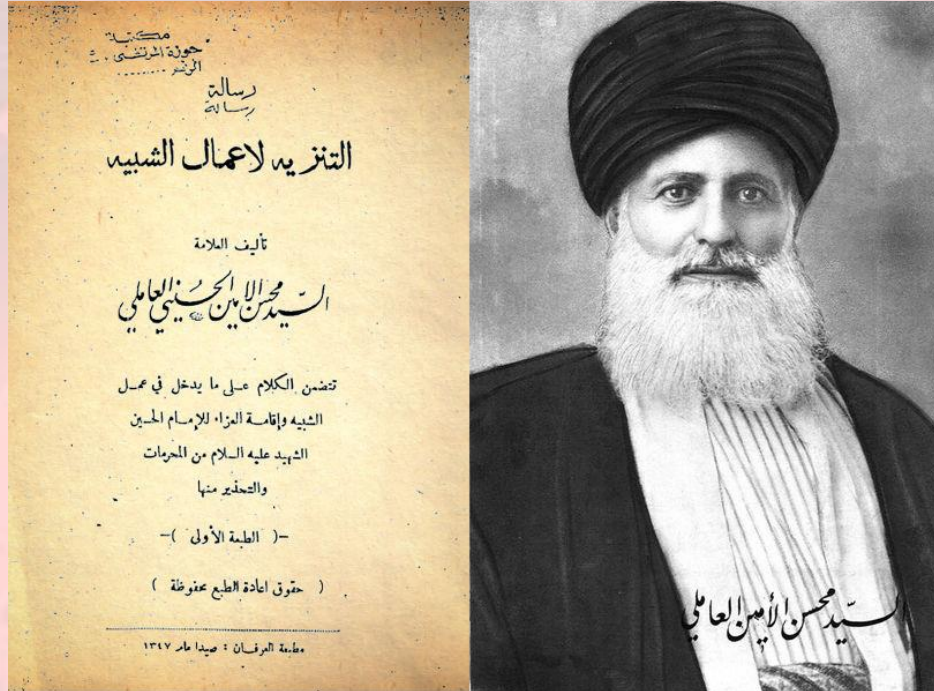
اس کتاب کے مؤلف سید محسن امین العاملی اور مترجم مرحوم سید جلال آل احمد ہیں۔

کتاب کے دیباچے میں مؤلف کا یوں تعارف کرایا گیا ہے:

لبنان کے بزرگ شیعہ عالم دین اور عظیم شیعہ دائرۃ المعارف "اعیان الشیعہ"، کے مؤلف علامۂ بزرگوار آیت اللہ سید محسن امین العاملی، بےشک ہمارے زمانے کے تشیع کے مفاخر اور مشہور اور صادق و مخلص مصلحین، میں شامل ہیں، عزائے حسینی کی خرافات اور بدعات سے پاک کرنے کے مسئلے میں پیشرو اکابرین میں سے ایک ہیں۔

علامہ امین العاملی خود اس بارے میں رقمطراز ہیں:

یہ عمل [قمہ‌زنی، زنجیر زنی وغیرہ]، رائے عامہ میں شیعیان اہل بیت (علیہم السلام) کے تمسخر کا سبب بنتا ہے اور لوگ ان اعمال کے بموجب انہیں وحشی قرار دیتے ہیں اور اس میں شک نہیں ہے کہ یہ اعمال شیطانی وسوسوں سے جنم لیتے ہیں اور اللہ، پیغمبر(صلی اللہ علیہ و آلہ) اور اہل بیت اطہار (علیہم السلام) کی رضا اور خوشنودی کا سبب نہیں ہیں۔ ۔۔۔ اسی بنا پر میں رسالہ "التنزیہ" لکھنے کا اہتمام کیا جو شائع ہوا اور اس کا ترجمہ فارسی میں بھی شائع ہوا۔ اس رسالے کا مقصد یہ تھا کہ بعض تنگ نظر افراد اور بعض وہ افراد جو اپنے آپ کو دین سے منتسب کرتے ہیں، اٹھ کھڑے ہوئے اور شور مچایا اور حتی کہ عوام کے درمیان تشہیر کرائی کہ فلاں شخص [العاملی] نے عزائے حسینی کو حرام قرار دیا ہے اور انھوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مجھ پر دین سے خارج ہونے کا بہتان تک لگایا! ([178])

علامه العاملی رساله التنزیه میں لکھتے ہیں:

اگر یہ امور [قمه زنی، زنجیر زنی وغیرہ] حقیقتاً ثواب کا سبب ہوتے اور دنیا اور اخرت کے لئے مضرّ نہ ہوتے، تو مناسب تھا کہ علماء اور فقہاء خود بھی ان کا اہتمام کرتے اور ان پھیل کرتے! ۔۔۔ کیونکہ علماء اور فقہاء کار ثواب کے زیادہ لائق ہیں! اور اب جو وہ یہ سارے کام خود انجام نہیں دیتے، تو بہتر تھا کہ علماء میں سے کم از کام دو افراد یہ اعمال انجام دیتے!

اور آخرکار، اور بعض افراد کے بےبنیاد اور حالیہ برسوں کے بعض عالم نما افراد کے بےسند و ثبوت دعؤوں کے برعکس . اس عالم دین نے لکھا ہے:

مرحوم آیت اللہ میرزا شیرازی نے ماضی میں اور نجف کے تمام علماء نے حال ہی میں . آج تک . ان اعمال کی حرمت پر مبنی فتاوی دیئے اور مفصل اعلامئے جاری کئے، اور ماضی میں بھی کسی بھی عالم دی، فقیہ اور مجتہد نے اس طرح کے اعمال کا حکم یا ان کے جواز پر مبنی کوئی فتوی نہیں دیا ہے، بلکہ انہیں باضابطہ طور پر حرام کیا ہے۔ اور میں نے خود بھی نجف کے اکابر علماء کی قلمی تحریروں کا مطالعہ کیا ہے، اور یہ قلمی تحریریں اس وقت کتاب "مفتاح الکرامہ" کے مؤلف کے کمرے میں سکونت پذیر "حاج باقر صحاف" (جنہوں نے خود علماء سے استفتاء کیا تھا اور یہ سب ان ہی کے استفتاء کے جوابات ہیں) کے پاس محفوظ ہیں۔ یہ کتاب بذات خود، جلال آل احمد کی منور الفکری اور دور معاصر کے مذہبی دانشوروں کی دین سے ہمدردی کی علامت ہے۔

قمہ زنی؛ سنت یا بدعت؟

[صفحہ نمبر 38]

اس کتاب کو، اس موضوع میں مقبول ترین کتاب کا عنوان دیا جاسکتا ہے کیونکه بہت مختصر عرصے میں اس کی چھٹی اشاعت منظر عام پر آئی۔ علاوہ ازیں، اس کتاب کے موضوعات مختلف ویب لاگوں اور ویب سائٹوں پر بھی شائع ہوئے جس کی وجه سے یه کتاب وسیع سطح پر متعارف ہوئی اور اس کی مانگ بڑھ گئی۔

اس کتاب کے مؤلف جناب مہدی مسائلی ہیں جنھوں نے قمه زنی کے حامیوں کے دلائل کا تنقیدی جائزہ لیا ہے اور ان کے شبہات کے جوابات دیئے ہیں۔ علاوہ ازیں، انھوں نے قمه زنی کی حرمت کے دلائل اور اس سلسلے میں علماء اور مراجع کے فتاوی کا جامع سطح پر جمع کیا ہے۔

جناب مسائلی کتاب کے ایک حصے میں "قمه زنی کی حرمت کا پس منظر" کے تحت لکھتے ہیں:

تصور کیا جاتا ہے که گویا قمه زنی کی حرمت حالیه برسوں میں انقلاب اسلامی کے رہبر معظم کے فتوی کے بعد سامنے آئی ہے، جبکه حقیقت یه ہے که رہبر معظم سے قبل .حتی که انقلاب اسلامی سے قبل .کے زمانے میں کئی بزرگ فقہاء اور علماء گذرے ہیں جنھوں نے قمه زنی کی حرمت کے فتاوی دیئے ہیں؛ جن میں سے بعض علماء و فقہاء کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

* آیت الله العظمی سید محمد حسن شیرازی مشهور به میرزای شیرازی

* آیت الله العظمی حاج شیخ عبدالکریم حائری یزدی (مؤسس حوزه علمیه قم)

* عالم تشیع کر زعیم عظیم الشان، آیت الله العظمی سید ابوالحسن اصفهانی

* شیعه عالم شہیر آیت اللہ العظمی علامه سید محسن امیں عاملی

* فقیه نامدار، آیت اللہ العظمی سید محسن حکیم

* علامه شیخ محمدجواد مغنیه

* فقیه مجاہد آیت اللہ العظمی شیخ عبدالکریم جزائری

* آیت اللہ العظمی شیخ محمد حسین کاشف الغطاء

* آیت اللہ محمد باقر بیرجندی

* آِیت اللہ سید محمد مہدی قزوینی

* آیت اللہ سید ہبۃ الدین حسینی شہرستانی

* آیت اللہ شیخ جعفر بدیری

* علامه شیخ محسن شراره

* آیت اللہ شیخ محمد خالصی

* معروف زاہد و عالم آیت اللہ شیخ علی قمی

* آیت اللہ شیخ غلام حسین تبریزی

* آیت اللہ شہید مرتضی مطہری اور

* آیت اللہ شہید سید محمد باقر صدر۔

اس کتاب کی چھٹی اشاعت اصفہان سے انجام پائی۔

از شور تا شعور حسینی

[تصویر نمبر 39]

از شور تا شعور حسینی
قمه زنی
حقیقت یا افسانه
محمد تقی اکبر نژاد
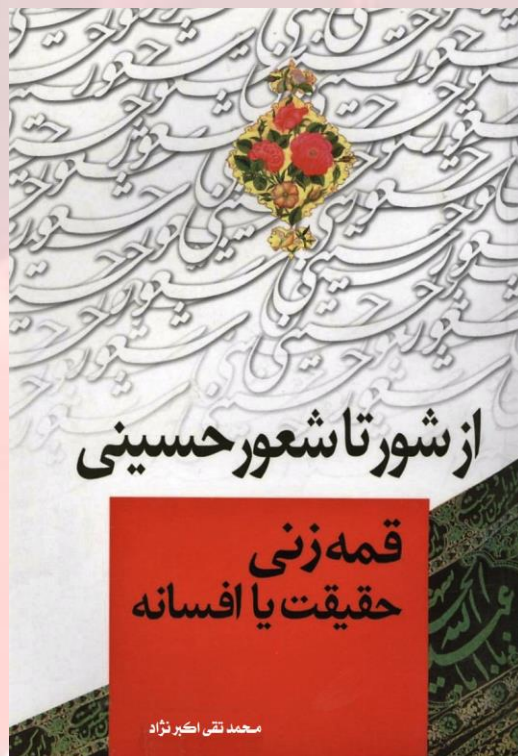
محمد تقی اکبر نژاد نے اس کتاب میں ۔جو عزاداری کے فقہی مباحث اور شرعی حدود کا جامع جائزہ ہے ۔عزاداری کی حقیقت اور اہل بیت (علیہم السلام) کے لئے عزاداری کی ضرورت اور عزاداری کی روشوں میں تنوّع کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

دوسرے حصے میں عزاداری کے خلاف ہونے والی کوششوں کا جائزہ لیا گیا ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ میکانیکی اور جسمانی کوششیں ناکام پہلے ہی سے شکست خوردہ تھیں اور دشمنان دین کی کوشش یہ ہے کہ اس بار عزاداری کو محتویات و مندرجات و مضامین نیز شکل و صورت کے لحاظ سے تحریف کا نشانہ بنا دیں۔

انھوں نے بعدازاں، خودزنی ۔اور بطور خاص زنجیر زنی اور قمہ زنی ۔کو موضوع سخن بنایا ہے اور اس کو عصری تقاضوں کے ساتھ نا ہمآہنگ قرار دیتے ہوئے، ثابت کیا ہے کہ یہ اعمال کسی صورت میں بھی آیات و روایات کی رو سے قابل اثبات نہیں ہیں؛ بلکہ کثیر دلائل اس کی حرمت کا ثبوت دیتے ہیں۔

علاوہ ازیں، اس کتاب میں بعض شبہات کے جوابات دیئے گئے ہیں؛ اور بطوربیان ہوا ہے کہ بعض علماء کے کچھ ذاتی مکاشفات، قمہ زنی کے حامیوں کے ہاتھوں کی دستاویز بنے ہوئے ہیں؛ اور لکھتے ہیں:

مکاشفہ اگر صاحب مکاشفہ کے لئے یقین پر منتج ہو، تو اس کے لئے ذاتی طور پر حجت ہے اور اگر یقین پر منتج نہ ہو یا احادیث سے متصادم ہو تو اس کی ذات کے لئے بھی حجت نہیں ہے چہ جائیکہ اسے ایک شرعی حکم کی بنیاد بنایا جائے؛ کیونکہ وہ روایات حجتب ہے جو ایک شخص امام معصوم (علیہ السلام) سے نقل کرتا ہے۔

وہ مزید لکھتے ہیں:

بالفرض، اگر یہ مکاشفات درست نقل ہوئے ہوں اور شائبوں سے خالی ہو، تو ان امور سے ہرگز متصادم نہ ہوگا جن کی طرف ہم نے اشارہ کیا؛ کیونکہ جس زمانے میں ان کے لئے یہ مکاشفات پیش آئے ہیں، وہ زمانہ تھا جب قمہ زنی ممنوع نہیں ہوئی تھی---

بطور مثال، جب تک کہ قبلہ بدلا نہیں تھا، نماز کے تمام آثار و برکات اس نماز کے لئے مختص تھیں جو بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھی جاتی تھیں؛ لیکن اگر تبدیل قبلہ کے بعد کوئی 10 مسلسل بیت المقدس کی جانب نماز ادا کرے، اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا! اور یہ کہنا ممکن نہ ہوگا کہ "جناب! شہدائے بدر فلاں درجات پر فائز تھے، اور انھوں نے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھ کر یہ درجات حاصل کئے ہیں!

کتاب کے آخری حصے میں قمہ زنی کے بارے میں موجودہ مراجع تقلید کے فتاوی درج کئے گئے ہیں۔ 388 صفحات پر مشتمل یہ کتاب "پاسدار اسلام" نے سنہ 1385ھ ش میں شائع کی ہے۔

خون موعود

[تصویر نمبر 40]

اس کتاب کی دو ابتدائی فصلیں آیت اللہ میرجہانی طباطبائی کی بیش بہاء کاوش "البکاء للحسین" سے اقتباس ہوئی ہیں؛ تیسری فصل، حالات حاضرہ سے متعلق 130 سوالات اور ان کے جوابات پر مشتمل ہے اور ان کا تعلق، امام حسین (علیہ السلام) کی شخصیت،

کربلا کے واقعات اور عزاداری سے متعلق نوجوانوں کو درپیش فقہی، کلامی، عرفانی اور تاریخی مسائل سے ہے، جو حضرت آیت اللہ العظمی حسین مظاہری نے تحریر کئے ہیں۔

اس کتاب کے ایک حصے میں بیان ہوا ہے:

سوال: کیا ائمۂ ہدایت (علیہم السلام) اور امام حسین (علیہ السلام) کے لئے عزاداری اور سوگواری کو اصولی طور پر شرع مقدس کی تائید حاصل ہے یا نہیں؟

جواب: حضرت سید الشہداء (ارواحنا فداہ) کی عزاداری افضل اعمال اور قربات الہیہ میں سے ہے بلکہ واجب کفائی ہے اور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) اور حضرات ائمہ ہدایت (علیہم السلام) نے اس کی تائید فرمائی ہے۔

سوال: کیا عزاداری کی مجالس . موجودہ شکل و صورت میں ، زنجیرزنی، سینہ زنی، جلوس عزاداری، وغیرہ دین محمدی (صلی اللہ علیہ و آلہ) میں بدعت کے مترادف نہیں ہے؟

جواب: نہیں، بدعت نہیں ہے؛ عزاداری اپنی معمول کی شکل میں . اور ہمارے استاد بزرگوار حضرت امام خمینی(قُدِّسَ سِرُّہ) کے بقول "سنتی شکل کی عزاداری" افضل اعمال اور قربات الہی میں شامل ہے اور اس پر پیغمبر عظیم الشان (صلی اللہ علیہ و آلہ) اور حضرات ائمہ ہدی (علیہم السلام) نے تاکید فرمائی ہے۔

سوال: کیا قمہ زنی (یا سر اور بدن پر تیغ مار کر خون جاری کرنا) کو بنفسہ شرع مقدس کی طرف کا جواز حاصل ہے؟

جواب: یہ روش بظاہر عزاداری کا مصداق نہیں ہے؛ لیکن موجودہ حالات میں یہ عمل جائز نہیں ہے۔
اس قسم کے سوالات کے علاوہ، "امام حسین (علیہ السلام) کے قیام و انقلاب کے اہداف و کیفیت، زیارت عاشورا پڑھنے کی کیفیت، تربت سیدالشہداء (علیہ السلام) کے برکات"، اور مجالس عزاداری کے متفرقہ مسائل. منجملہ: مجلس عزا میں مجالس کے مہتممین اور شرکاء کی ذمہ داریاں، سینہ زنی کے دوران ہرولہ کرنا (دلکی چال چلنا) اور قمیص اتارنا، مجالس اہل بیت (علیہم السلام) میں آلات موسیقی استعمال کرنا، بے سند و ثبوت کی مجلسیں پڑھنا، خواتین کی مخصوص مجالس وغیرہ ۔۔۔ . کے جوابات حضرت آیت اللہ العظمی مظاہری کے زبانی، دیئے گئے ہیں۔
اس کتاب کی دوسری اشاعت بسال 1384ھ ش، اصفہان سے انجام پائی۔

تراژدی کربلا، مطالعه جامعه شناختی گفتمان شیعه

[تصویر نمبر 41]

یہ کتاب جس کا اصل نام "تراجیدیا کربلاء، سوسیولوجیا الخطاب الشیعی" ہے، جو نامور عراقی محقق و ماہر عمرانیات ڈاکٹر ابراہیم الحیدری کی تصنیف ہے اور دارالکتب الاسلامی نے شائع کی ہے۔ یہ کتاب بطور خاص عراقی معاشرے میں عزاداری کی تاریخی اور عمرانیاتی پہلؤوں کا جامع انداز میں جائزہ لیتی ہے۔ الحیدری کتاب کے حصے میں رقمطراز ہیں:

روایتی عادات و رسوم . علم النفس کے لحاظ سے . ایک قسم کے جذبے اور صوفیانی وجد پیدا ہونے کا سبب بنتی ہیں، جو لاشعوری طور شدید دباؤ اور گھنے گھاڑے جبر و دباؤ کی شدت اور گناہ و خطاکاری کے احساس سے انسانی روح کا تصفیہ کردیتی ہے۔ تصفیے کا یہ عمل، تسلسل کے ساتھ ایک اجتماعی سلوک اور ایک مشترکہ لاشعوری احساس کے ضمن میں، عملی صورت اختیار کرتا ہے۔
ایک اندرونی انتقام، جو کبھی تو ارادی طور پر عمل میں آتا ہے جو ایک قسم کا جھوٹا اور غیر واقعی احساس ہے۔ ظلم و ذلت کا احساس بھی کبھی کبھار انسان کو . طاقتور ظالم کے بجائے . اپنے آپ سے انتقام لینے پر آمادہ کرتا ہے؛ اس معکوس عمل (Reverse Process) کا سبب ظلم کے آگے انسان کی اندرونی کمزوری اور بےبسی ہے---

کتاب کے ایک حصے میں بیان ہوا ہے:
امام حسین کی تحریک انقلابی اہداف، اعلی مفاہیم اور انسانی پہلؤوں پر استوار ہے۔ یہ عظیم تحریک بعض لوگوں کے ہاتھوں اندر سے کھوکھلی ہوچکی ہے اور صرف بعض غم و الم سے مالامال مراسمات اور مجالس تک محدود ہوچکی ہے۔ نہایت پسماندہ اور ضرر و زیاں سے بھرپور انداز سے اپنے بدن کو ایذاء رسانی اور اپنے اوپر تشدد کرنا، ان ہی مراسمات میں شامل ہے۔ عراقی قوم، اندرونی معاشرتی دراڑوں، بے بسی اور پسماندگی کی وجہ سے بدترین حالات اور شدید ترین مصیبت سے گذر رہی ہے۔

چنانچه اگر ہم واقعی امام حسین کی راہ پر گامزن ہوکر آن جناب کے اعلی انقلابی اہداف و مقاصد کی پیروی کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں ان ہی کی طرح انسانی تشخص کا احترام اور انسانی عظمت و کرامت کا تحفظ کرنا پڑے گا اور ہر قسم کی ذلت، خواری، پسماندگی اور ماضی کی طرف پلٹنے کے عمل کے خلاف جدوجہد کا راستہ اپنا پڑے گا۔

اس کتاب کی ممتاز خصوصیات میں سے ایک .جس کی طرف قبل ازیں بھی اشارہ ہوا .عزاداری میں انحرافات کے رواج کے تاریخی سفر کا جائزہ ہے اس کتاب (خفیہ ہاتھ) نے میں اس سے استفادہ ہوا ہے۔

عاشورا، عزاداری، تحریفات

[تصویر نمبر 42]

یہ کتاب. جو در حقیقت معاصر علماء کی کتب اور اہلیان نظر کے مضامین و مقالات سے ماخوذ ہے. ان لوگوں کے لئے ایک غنیمت ہے جو عزائے حسینی میں رائج تحریفات کے سلسلے میں ماہرانہ دینی آراء سے آگہی پانا چاہتے ہیں۔ اس کتاب میں تحریفات کی جڑوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ کتاب درج ذیل کتب و مقالات سے ماخوذہ اقتباسات و حوالہ جات سے تشکیل پائی ہے:

شہید مطہری کی کتب و آثار "بعنوان تحریفات و عوامل آن"، محمد رضا حکیمی کی "عاشورا، مظلومیتی مضاعف"، میرزا حسین مازندرانی کی "صدق در مقتل خوانی"، علامہ محسن امین العاملی کی "التنزیہ فی اعمال الشبیہ"، شیخ عباس قمی کی "اصلاح سوگواری" اور دوسرے دینی ماہرین و علماء کی کاوشوں، نیز ڈاکٹر سید محمد ثقفی کا سلسلۂ مقالات بعنوان "نقش مصلح دینی در خرافہ زدائی"، محمد صحتی سردرودی کی تحریر "دستاویز قمہ زنی و خرافہ زدائی از عاشورا"، غلام رضا گلی زوارہ "از مرثیہ تا تعزیہ"، ناصر باقری بیدہندی کی "باید ہا و نباید ہای عاشورا" وغیرہ۔۔ ابراہیم الحیدری کی کتاب "تراجیدیا کربلا" سے ماخوذہ مقالہ "سوء استفادہ از عزاداری" بھی اس کتاب میں شامل ہے جس کے ایک حصے میں لکھا گیا ہے:

"بعض لوگ غیر صحیح عادات و رسوم اور رسم عزا کو ایک دوسرے سے تمیز نہیں دے سکے ہیں چنانچہ وہ رسم عزا کی اصلاح کی فکر سے فارغ ہوئے اور نئی دنیا سے ہمآہنگ اور جدید تقاضوں کے ساتھ سازگار رسوم کو متعارف نہیں کراسکے؛ لیکن کچھ لوگ وہ بھی تھے جو نامعقول رسوم و عادات کے مخالف تھے، چنانچہ انہیں عوام الناس کی طرف سے شدید دباؤ کا سامنا کرنا پڑا اور انہیں یقین تھا کہ اپنا موقف ظاہر کرنے کی صورت میں وہ اپنی سماجی حیثیت و مقبولیت کھو جائیں گے؛ کیونکہ عوام الناس کی ہنگامہ آرائی کے نتیجے میں، مختصر سی مدت میں مصلحین پر ولایت سے دوری اور اہل بیت دشمنی جیسے الزامات دھرنا شروع ہوجاتے تھے ۔۔ اسی بنا پر، فقہاء غالبان ان مسائل کو فقہ کے عمومی عناوین کے زاویئے سے دیکھتے تھے اور عواقب اور منفی نتائج کی طرف کم ہی توجہ

دیتے تھے جو ان عادات و رسوم کی بنا پر، معاشرے اور رائے عامه میں، دین اور مذہب کے چہرے کو مخدوش کردیتے تھے ۔۔۔ اسی بنا پر وہ اس کے جواز کا حکم دے دیتے تھے"۔

مؤلف نے "المجالس الحسینیه، احیاء امر الاسلام فی خط اہل البیت" ([179]) کے عنوان سے شائع ہونے والے ایک مضمون کا ایک اقتباس نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

"شیخ مرتضی انصاری جیسے اکابر فقہاء بھی اپنے بدن کو زنجیر اور قمے سے زخمی کرنا، یا اپنے آپ کو شدت سے زد و کوب کرنے کو حرام سمجھتے ہوئے اس کو "ایذائے نفس" کا مصداق قراد دیتے تھے۔

اس کتاب کے دوسرے حصے میں علماء اور دینی ماہرین کے ساتھ 5 مفصل مکالمات انجام پائے ہیں اور ان مکالمات کے ضمن میں عزاداری کے انحرافات کے خفیه زاویوں اور اس حوالے سے شرعی حدود کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس حصے میں آیات عظام و حجج اسلام محمدہادی معرفت، یوسفی غروی، سید ضیاء مرتضوی، نظری منفرد وغیرہ کے ساتھ انجام پائے والے مکالمات کتاب کے اس حصے میں مندرج ہیں۔

یه کتاب 641 صفحات پر مشتمل ہے اور "صحیفه خرد" نامی دارلاشاعت سے شائع ہوئی ہے۔

ساتویں فصل. قمه زنی شیعه دشمنوں کے ہاتھوں میں دو دھاری تلوار

قمه اور زنجیر اٹھاؤ اپنے بدن کو جتنا ہوسکے زخمی کرو اور اپنے مذہب پر بھی گھرے گھاؤ لگاؤ؛ مذہب تشیع کے دشمنوں کو اور کیا چاہئے؟!

1۔ فلم فتنه "fitna" ایک مختصر سی فلم کا نام ہے بظاہر ولندیزی رکن پارلمان "گریٹ ویلڈر" نے بنائی ہے۔ یہ فلم مورخه 27 مارچ 2008ء کو "liveleak" نامی ویب سائٹ پر درج کی گئی۔ یہ ویب سائٹ اگرچه دو روز بعد وسیع اعتراضات کی بنا پر اسے ہٹانے پر مجبور ہوئی، لیکن اس کے باوجود اس کا ولندیزی نسخه دو گھنٹوں کے دوران 1600000 مرتبه اور انگریزی نسخه پانچ گھنٹوں میں 1200000 مرتبه دیکھا گیا۔ اس فلم میں. جو محض اسلام کو عالمی رائے عامه کے نزدیک، بدنام کرنے اور اس کو بدصورت بنا کر دکھانے کے سوا کچھ نه تھا، دنیا بھر میں بہت سی فتنه انگیزیوں اور خونریزیوں کی ذمه داری مسلمانوں پر ڈال دی ہے۔

2۔ اس فلم میں قرآن کو ان تمام شدت پسندیوں اور تشدد پسند اقدامات کی جڑ قرار دیا گیا ہے جن کا الزام مسلمانوں پر لگایا گیا ہے؛ اور ناظرین کو جتایا جاتا ہے که اگر وہ دنیا سے تشدد کی بیخ کنی چاہتے ہیں تو انہیں قرآن کو نیست و نابود کرنا پڑے گا، جیسا که فلم قرآن کے اوراق پھاڑنے کی صدا پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔

3۔ اس فلم کے خلاف پوری دنیا میں مسلمانوں کا احتجاج مظاہروں، جلسے جلوسوں اور انٹرنیٹ پر لوگوں کی رائے لینے کی صورت میں، کئی مہینوں تک جاری رہا، یہاں تک که یورپی اتحاد نے بھی عالم اسلام میں بدنام ہونے سے بچنے کے لئے اور اپنے رکن ممالک کو اس حوالےسے ایسا موقف اپنانے سے باز رکھا جو مسلمانوں کا غیظ و غضب مشتعل ہونے کا سبب ہورہا ہو۔

4- اس فلم میں مسلمانوں کو تشدد پسند ثابت کرنے کی غرض سے صرف ایک نکته .جس کو اس کے بنانے والے تشیع سے منسوب کرسکے ہیں . یه ہے که وہ عزاداری کی مجالس میں قمه زنی کرتے ہیں اور فلم میں قمه زنی کے بعض دل خراش مناظر بھی دکھائی گئے ہیں۔

5- عیسائیت کی ایک فعالترین ویب سائٹ www.jusus-us-savior.com (بمعنی: مسیح نجات دہندہ) ہے۔ اس ویب سائٹ نے "جھوٹے مذاہب" کے زمرے میں "مذہب تشیع" کا جائزہ لیتے ہوئے ذیل کی تصاویر کو اس کی عدم حقانیت کے ثبوت کے طور پر درج کیا ہے۔

www.jusus-us-savior.com/false%20religions/islamic%20muslim/this_is_shiite_islam.htm

6- لبیک! لبیک! ∆ خداوند متعال ان والدین سے محبت کرتا ہے جو آگاہانه اور دانشمندانه طور پر اپنے بچوں کے سروں پر چمکتی دمکتی چھریوں سے شگاف ڈالتے ہیں! یه ہے ہے شیعوں کی روش! کس قدر قابل قدر ہے یه دین! اب ان شیعوں سے محبت بھی کرو! مسلمانوں کا خدا مہربان ہے!

7- بچوں کے سر شگافته کرنا (چھری پھیرنا یا تیغ زنی) ∆

یہ تصویر مسلمان ماؤں کی تہذیب یافتگی کے عروج کو واضح کرتی ہے جو خنجر اٹھا کر اپنے بچوں کے سروں پر شگاف ڈالتی ہیں تا کہ امام حسین انہیں اس کام کی جزا دیں!

8۔ گوکہ اکابرین علمائے شیعہ نے قمہ زنی کی مخالفت کا اعلان کیا ہے؛ عیسائی تشہیری اور مشنری ویب سائٹس، یہ ثابت کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں کہ قمہ زنی کا عمل شیعہ علماء کے احکامات کا نتیجہ ہے۔

9۔ ڈرے سہمے بچے ← بچوں کے ظریف و لطیف چہروں پر نظر ڈالئے! اس سے کہیں زیادہ لطیف ہیں کہ پڑھی لکھی، اہل دانش اور تہذیب یافتہ ماؤں کے ہاتھوں چیر پھاڑ کا نشانہ بنیں! مستقبل میں ان بچوں کو کن مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا؟ وہ بڑے ہوجائیں کے تا کہ متعصب خودکش بمبار بنیں! یہ وہ چیز ہے جو ان بچوں کا انتظار کررہی ہے۔

10۔ شیعہ والدین کس طرح اپنا فرض نبھاتے ہیں ← اس بچے کا چہرہ دیکھئے، وہ یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ اس کے سر کو شگاف ڈال کر دو حصوں میں بانٹ دیا جائے؟ یہ مسلمانوں کے درمیان والدین کی ایک تربیتی روش ہے! جو ہندوستانی مسلمانوں نے تخلیق کی ہے! میں اس بچے کی آنکھوں میں خدا کا عشق دیکھ رہا ہوں؛ کیا آپ بھی دیکھ رہے ہیں؟

11- آؤ یہاں بیٹا! ∆

باپ: بیٹا آؤ یہاں!

ایک مرد کی طرح پکڑ لو اس کو!

امام تیرا شکریہ ادا کرتے ہیں!

بیٹا آؤ تھوڑا سا خون بہاؤ۔

بیٹا: میری مدد کو آؤ مجھے ان پاگلوں کے چنگل سے چھڑا دو!

باپ: اور ہاں! یہ قمہ زنی کے جواز کا فتوی دینے والے اپنا سر کیوں زخمی نہیں کرتے؟

12- سر پر شگاف ڈالنا ∆

مسلم شیعه والدین، جو پڑھے لکھے اور عقلمند ہیں، اپنے بچوں کے سروں پر شگاف ڈال کر انہیں دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔
امام حسین(روز عاشور ان کا شکریه ادا کریں گے! اسلام امن کا دین ہے!

13۔ اس مسیحی ویب سائٹ میں بچوں کے ساتھ حیوانات کے طرز سلوک کا شیعوں کے بچوں سے ان کے سللوک کا موازنہ کرایا گیا ہے جس کا مقصد اسلام کو نقصان پہنچانے کے علاوہ کچھ نہیں ہوسکتا۔

14۔ شیعه والدن اپنے بچوں کے ساتھ کیا سلوک روا رکھتے ہیں؟ Δ

ایک لبنانی شیعه مسلمان، اپے خوفزده بچے کو پکڑے ہوئے ہے اور نوعمر بچے کے ساتھ ایک بڑی عمر کے متعصب دینی شخص کا سا سلوک کرتا ہے، عاشور کے دن اس کے سر کو تیز دھار چھرے سے زخمی کرتا ہے اور سر پر لگائے ہوئے گھاؤ کی وجه سے اس کے سر اور چھرے پر خون رواں ہوجاتا ہے۔

15۔ حیوانات کس طرح اپنے بچوں کو پیار کرتے ہیں Δ

16۔ ایک بوسه قمه زنی کے بعد ←

اکبر! اصغر! ایک بوسه تو دے دو، تم نے واقعی بہت چوڑا شگاف ڈال دیا ہے اپنے سر پر! کس قدر دلیر مرد ہو تم! کس قدر دلیر مرد ہو تم! مرنے کے بعد تم براہ راست امام حسین کے پاس پہنچوگے جنت میں ۔۔۔ یا حسین!

17۔ یا حسین ←

خدا کا پیارا! سادہ لوح! یا حسین! مجھے اجازت دیں، کہ آپ کی جگہ شہادت کا دکھ درد برداشت کروں، مجھے شہادت طلب بنا دیں تا کہ بعد میں شہید ہوجاؤں۔۔۔ یا سید الشہداء کیا آپ میری آواز سن رہے ہیں؟

18۔ خداوندا تیرا شکر!

میں ایک مہذب انسان ہوں! ایک شیعہ مسلمان ہوں! دانشور اور عالم دین ہوں!

19۔ آزاد کھوپڑی

عراق کی بعث پارٹی نے 30 برسوں سے شیعوں کو لگام دے رکھی تھی، لیکن امریکہ نے انہیں آزادی دلائی تو سب سے پہلے وہ کربلا کی طرف دوڑے تا کہ وہاں اجتماعی زیارت، اجتماعی خودزنی، اجتماعی خونریزی، اجتماعی بربریت اور اجتماعی وحشی پن کا مظاہرہ کریں! اس کھوپڑی کو لگام دینے کی ضرورت ہے!!!

20۔ یا حسین! میں نے اس کو محسوس کیا

اے حسین! میں آپ کا دکھ درد سمجھتا ہوں! مجھے خون جاری کرنے دیجئے! یا حسین ---

21۔ قمہ زنی کے بعد! ∆

اچھے لبنانی نوجوانوں میں سے حیوانات کا ایک ریوڑ، عاشورا کے دن اپنے سروں پر خنجر برسانے کے بعد

22۔ علی علی! حسین حسین! یا علی یا حسین ∆

23۔ بہت سی مغربی ویب سائٹوں میں، عراق کے مقدس شہروں میں قمه زنی کی تصاویر پیش کرکے، یادآوری کرائی جاتی ہے کہ یہ اعمال صدام کے زمانے میں ممنوع تھے، اور یہ شیعوں کے ذاتی وحشی پن کا ثبوت ہیں، اور انہیں عسکری طاقت سے لگام دینے کی ضرورت پر زور دیا جاتا ہے۔

24۔ یہ صفحہ دیکھنے کے لئے رجوع کریں:

http://www.magnumphotos.com/archive/C.aspx?vp=XSecific...MAG.PhotographerDtail...Vpage&pid=2K7o3R14JP6U&nm==Thomas%20Dworzak

25۔ وہابیوں سے وابستہ "الفرقان" نامی ویب سائٹ، قمه زنی کے تشدد آمیز مناظر پیش کرکے کہا گیا ہے که یه "عاشورا کے دن شیعه شعائر" ہیں اور اس طرح مذہب شیعه کے سلسلے میں شکوک و شبہات پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، وہی وہابی جو کسی بھی بات پر کسی کا سر قلم کرتے یا جگر چبھانے میں قباحت محسوس نہیں کرتے۔

http://www.frqan.com/shows.php?showid=162

25۔ طریق الاسلام islamway وہابیوں کی ایک اور سرگرم ویب سائٹ ہے، جس کا ایک صفحه ماہ محرم کے لئے مختص کیا گیا ہے جس کا عنوان ہے "ماہ محرم تبعیت اور بدعت کے درمیان"۔

وہابی کئی برسوں سے محرم الحرام کو "آغاز سال" کے بہانے جشن و سرور اور رقص و آواز کے مہینے کے طور پر متعارف کرانے کی کوشش کررہے ہیں اور اس مقصد کے لئے انھوں نے پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیه و آله) سے کئی جھوٹی حدیثیں بھی منسوب کی ہیں که "روز عاشور ایک مبارک دن ہے اور اس دن کو عید منانا چاہئے"۔

اس ویب سائٹ نے شیعه عزاداری کو اسلام میں ایک بدعت کے طور پر متعارف کرایا ہے اور اہل تشیّع کی غیر منطقی اور نامعقول عزاداریوں کے کچھ مناظر کی تصویریں شائع کرکے قارئین و صارفین کی تائید حاصل کرنے کے درپے ہیں۔ اگلے صفحے پر اس ویب سائٹ کی شائع کردہ بعض تصاویر دیکھی جاسکتی ہیں۔

http://www.islamway.com/SF/mhrm.htm

26۔ دائیں جانب کی تصویر کی وضاحت

عاشورا کے دن ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چلنا

ویب سائٹ "طریق الاسلام"

عمامہ باندھے ہوئے روافض (شیعہ) روز عاشور ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چوپایوں کی مانند، اپنے بیچارے پیروکاروں کے لئے "خوبصورتی" تخلیق کرتے ہوئے؛ یہ ایک قسم کی تذلیل نفس ہے جو وہ قتل حسین (رضي الله عنه) پر اپنے اوپر ملامت کرنے کے طور پر انجام دیتے ہیں (یعنی وہ خود قاتل ہیں اور اب اپنے اوپر ملامت کرتے ہیں!!)

یہ تشہیری مہم ایسے حال میں تشیع کے خلاف چلائی جارہی ہے کہ شیعہ علماء نے عوام الناس کو اس قسم کی عزاداریوں سے منع کررکھا ہے۔ [گوکہ وہابیوں کی مانند یہاں بھی کچھ لوگ ہیں جو وہابیوں کو کنٹرول کرنے والے کمانڈ روم ہی سے احکامات وصول کرتے ہیں اور ان کا ذاتی طور پر وہابیوں سے کسی قسم کا کوئی اختلاف بھی نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں اسلام کو زک پہنچانے پر مامور ہیں لیکن روشیں الگ الگ ہیں)۔

اس تصویر میں ایک عمامه بسر شخص کو بھی دکھایا گیا ہے جو درحقیقت کسی قبیلے کا عراقی شیخ ہے ۔۔۔ نه که کوئی شیعه عالم!

30۔ اگر آپ گوگل سرچ انجن پر اور اس سے وابسته بصری ویب سائٹ youtube پر لفظ شیعه shia کو [ویڈیوز میں] تلاش کریں تو آپ کو پانچ ویڈیو فلموں میں سے پہلی فلم جو نظر آتی ہے اس کو اس تصویر میں دیکھ سکتے ہیں۔

31۔ اس ویڈیو کے آغاز پر یورپ کی تاریخی تہذیب کے کچھ نمونے دکھائے جاتے ہیں اور پھر اچانک موٹے لفظوں میں موٹے حروف میں یه الفاظ ابھر کر سامنے آتے ہیں: WAKE UP EUROPE = جاگ جاؤ یورپ!

32۔ مذکورہ مناظر میں یورپ کو بیدار باش دینے کے بعد، یورپ ہی کے کسی شہر میں انجام پانے والی قمه زنی کے دستے کو کچھ مناظر دکھائے جاتے ہیں، اور فلم کے آخر تک اسکرین کے نچلے حصے میں یه الفاظ مسلسل دکھائی دیتے ہیں:

Soon at your favorite city

یعنی بہت جلد آپ کے پسندیده شہر میں بھی یه مناظر دہرائے جانے والے ہیں!

33۔ اس کلپ کے مناظر کے بیچوں بیچ، بچوں کی تیغ زنی کے نہایت دل دہلا دینے والے مناظر پیش کئے جاتے ہیں، جو ہر ناظر کے جذبات کو مشتعل کردیتے ہیں۔

یہ ویڈیو فلم قمہ زنوں کی موزون حرکتوں پر اختتام پذیر ہوتی ہے (اور آخر میں یوں نظر آتا ہے کہ یہ افراد اپنا جسمانی توازن کھو بیٹھے ہیں)۔

34۔ ایک کلپ کا عنوان ہے "قمہ زنی اور لطمہ زنی کے بعد"۔ اس کے دو مناظر بائیں جانب مندرجہ تصاویر میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس کلپ میں زنجیر زنوں کی ہولناک تصویریں دکھائی جاتی ہیں چھریوں والی زنجیر کے استعمال کے بعد، طبی امداد فراہم کی جارہی ہے۔

35۔ اس کلپ میں دکھائے جانے والے مناظر اس قدر دلدوز ہیں کہ کلپ کو آخر تک بمشکل دیکھا جاسکتا ہے۔

36۔ اے شیعہ تیری عقل کہاں ہے؟

اگر حماقت انسان کی شکل میں مجسم ہوتی تو یہ انسان رافضی ہی ہوتا!!!

[یہ ہے دنیا کی جاہل ترین فرقے کے نظریات عاقل ترین مذہب کے پیروکاروں کے بارے میں جنہوں نے عقل و ہوش کا راستہ چھوڑ کر جاہلوں کو بولنے اور لکھنے کا موقع فراہم کیا ہے]۔

37۔ صفحہ دیکھنے کے لئے اس لنک سے رجوع کیجئے:

http://www.vb.roro.com/67742-2.html

38۔ یوٹیوب پر "شیعوں کے قمہ زنی دستہ جات" کے عنوان سے ایک ویڈیو کلپ دو حصوں میں مندرج ہے۔

39۔ اس کلپ میں شیعہ عالم دین ڈاکٹر سید محمد تیجانی سماوی کا ایک مناظرہ، ایک بظاہر اور درحقیقت وہابی مولوی کے ساتھ، دکھایا گیا ہے۔ اس مناظر میں شیعہ عالم کی استدلالی قوت ناقابل انکار ہے لیکن کلپ کو نہایت شیطانی اندازی سے تدوین کیا گیا ہے اور ناظرین کو لاشعوری طور پر جتایا جاتا ہے کہ "شیعہ ایک خرافی مذہب ہے جس کے پاس اپنے اثبات کے لئے کوئی دلیل و منطق نہیں ہے، کیونکہ فلم کے پس منظر میں بارہا شیعوں کی قمہ زنی کے مناظر دکھائے جاتے ہیں۔

40۔ بطور مثال کئی مرتبہ مناظرہ کرنے والے فریقوں کی تصویر قمہ زنی . اور بالخصوص بچوں کی تیغ زنی . کی تصویروں میں محو ہوجاتی ہیں۔ تدوین کی شیطانی روش کے نمونے ان تصاویر میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

42۔ مناظرے کے ان دو حصوں کے دوران قمہ زنی کے دلخراش اور جنون آمیز مناظر کو تشیع کے اثبات کا ثبوت قرار دینے اور یوں مذہب حقہ کی حقانیت کو شکوک و شبہات سے دوچار کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

43۔ جب شیعہ کا تعارف لمبی لمبی تلواروں سے سروں کو زخمی کرنے اور سر سے پاؤں تک خون جاری کرنے یا چھریوں والی زنجیروں سے بدن کو پارہ پارہ کرنے سے کرایا جارہا ہو تو کیا ان مناظر کے دیکھنے والوں کو یہ موقع ملے گا کہ وہ نجات دہندہ اور مدلل شیعہ مذہب کا صحیح طریقے سے مطالعہ کریں؟ اور اہم سوال یہ کہ "کیا ان شمشیروں، زنجیروں اور چھریوں سے لوگوں کے جسموں پر لگنے والے زخم زیادہ گہرے ہوتے ہیں یا پھر وہ عظیم گھاؤ جو دین خدا کے پیکر پر لگتا ہے؟!

44۔ ایک منٹ کے اس کلپ میں. جو تکفیری جگرخواروں نے تیار کیا ہے. شیعوں کی قمه زنی کے نہایت ہولناک مناظر دکھائے جاتے ہیں اور ذیل کی آیات کریمه کی نہایت خوبصورت تلاوت پس منظر میں نشر کی جاتی ہے:

أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِن دُونِي أَوْلِيَاء إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلاً

تو کیا انہوں نے کہ جو کافر ہیں ایسا ہی سمجھا ہے کہ وہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو سرپرست بنائیں؟ بلاشبہ ہم نے کافروں کی مہمانی کے لیے دوزخ کو تیار کر رکھا ہے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالاً

کہئے کیا ہم تم لوگوں کو بتائیں کہ اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ گھاٹے میں کون ہیں؟

الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعاً

وہ لوگ جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں اکارت گئی حالاں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اچھے اعمال کر رہے ہیں۔

أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْناً

یہ وہ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں اور اس کی بارگاہ میں حاضری کا انکار کیا تو ان کے اعمال اکارت گئے۔ اب ہم روز قیامت ان کا کوئی وزن نہ سمجھیں گے۔

[سورہ کہف، آیات 103 تا 105]

اللہ کے فضل و مرحمت اور چہاردہ معصومین (علیہم السلام) کی عنایت خاصہ سے، کتاب کا ترجمہ صبح 2:23 بجے مورخہ 23 جولائی سنہ 2016 کو مکمل ہوا۔ حقیر سراپا تقصیر فرحت حسین مہدوی، بعنوان مترجم، والدین کے ایصال ثواب کے لئے آپ سے ایک سورہ فاتحہ اور تین مرتبہ سورہ اخلاص کی تلاوت کی درخواست کرتا ہے۔

مآخذ:

- قرآن کریم.
- علامہ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار۔
- النوري الطبرسي، خاتمۃ المحدثين الحاج ميرزا حسين، مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل.

- آیت اللہ سید حسین میرجہانی، البکاء للحسین علیہ السلام۔
- امام خمینی، سید روح اللہ (قدس سرہ)، کشف الاسرار۔
- امام خمینی، سید روح اللہ (قدس سرہ)، صحیفہ نور۔
- سید علی ابن طاؤس، اللہوف علی قتلی الطفوف۔
- محرم کی آمد پر صوبہ "کہگیلویہ و بویراحمد" کے علماء سے رہبر مسلمین امام سید علی خامنہ ای کا خطاب 7 جون 1994۔
- محسن حسام مظاہری، مقالہ "رسانہ شیعہ، مروری بر تاریخ تکوین مجالس و آیین ہای عزاداری در ایران"۔
- عبداللہ مستوفی، شرح زندگانی من یا تاریخ اجتماعی و اداری دوران قاجاریہ۔
- ابراہیم الحیدری، تراژدی کربلا، ترجمہ علی معموری۔
- کاظم دجیلی، عاشوراء فی النجف و کربلا۔
- محمود درّہ جیات عراقی من وراء البوابہ السوداء۔
- گفتگو با ڈاکٹر شاکر لطیف، 1996/4/12۔
- سفرنامہ پیٹرو ڈولاوالے (Pietro Della Valle)، ترجمہ شجاع الدین شفا، انتشارات علمی فرہنگی۔
- اسحاق نقاش؛ استاد تاریخ خاورمیانہ، دانشگاہ بزندیز بوستون
- Great Britain.269 -Administration Report of The Shamiyya Division, P
- گفتگو با سید محمد بحرالعلوم پیرامون عزاداری حسینی، مجلہ النور، شمارہ 74، جولائی 1997م۔

- طالب علی شرقی، النجف الاشرف عاداتہا و تالیدہا۔
- مہدی مسائلی، قمہ زنی، سنت یا بدعت؟
- سفرنامہ پیڑرو ڈولاوالے (Pietro Della Valle)، ترجمہ شجاع الدین شفا، انتشارات علمی فرہنگی۔
- جاسم حسن شبر، ارشادالخطیب۔
- بنجامن، س۔ ج۔ و۔، ایران و ایرانیان، ترجمہ محمدحسین کردبچہ۔
- مصاحبہ با ڈاکٹر یوسفی غروی، بہ آدرسhttp://www.tebyan.net/index.aspx?pid=15281 :
- المجالس الحسينية، احياء امر الإسلام في خط اہل البيت، چاپ شدہ در مجلہ النور، ش 75، لندن، 1997 میلادی۔
- ملا آخوند بن عابد شیروانی (فاضل دربندی)، اکسیرالعبادات فی اسرار الشہادات۔
- شہید مطہری، حماسہ حسینی،
- عبداللہ مستوفی، شرح زندگانی من یا تاریخ اجتماعی و اداری دورہ قاجاریہ، ج1، ص276۔
- مہدی بامداد، شرح رجال ایران در قرن 12 و 13 و 14 ہجری۔
- علامہ سید محسن امین عاملی، المجالس السنیہ۔
- مضمون بعنوان "قمہزنی؛ توطئہ تاریخی استعمار انگلیس و سیاhttp://alef.ir/vdcc1sq0.2bqs08laa2.html?41143 "
- روزنامہ جمہوری اسلامی، تاریخ 83/3/5ھ ش؛ الہی مکاتب کی جدائی کا منصوبہ، امریکہ میں شائع ہوا، سی آئی اے کے سابق معاون ڈاکٹر مایکل برانٹ کا مکالمہ۔

- محمد بن یعقوب کلینی، اصول کافی،
- سید محسن امین العاملی، اعیان الشیعہ،
- پژوہشکدہ علمی-کاربردی باقرالعلوم قم وابستہ بہ سازمان تبلیغات اسلامی، گلشن ابرار۔
- محمد مہدی جعفری، دائرۃ المعارف تشیع،
- استاد حسن شبر، تاریخ سیاسی عراق معاصر،
- آیت اللہ سید مہدی قزوینی، دولۃ الشجرۃ الملعونۃ، ص136۔
- سید حسن امین العاملی، مستدرکات أعیان الشیعہ۔
- جعفر الخلیلی، ہکذا عرفتہم۔
- ڈاکٹر تیجانی، کل الحلول عند آل الرسول۔
- شہید مرتضی مطہری، جاذبہ و دافعہ علی علیہ السلام۔
- شہید مرتضی مطہری، حوزہ و روحانیت۔
- شہید ہاشمی نژاد، درسی کہ حسین علیہ السلام بہ انسانہا آموخت۔
- آیت اللہ العظمی سید محمد کاظم یزدی (رح)،العروۃ الوثقی۔
- آیت اللہ العظمی شیخ مرتضی انصاری، المکاسب، کتاب قضا و شہادات، ط کنگرہ۔
- دفتر تبلیغات اسلامی حوزہ علمیہ قم، پیرامون عزاداری عاشورا۔

- رسول جعفریان، برگہایی از تاریخ حوزہ علمیہ قم۔
- شیخ محمود الغریفی، شعائر الحسینیہ بین الوعی و الخرافۃ،
- شہید محمد باقر حکیم، الحوارات۔
- آیت اللہ العظمی سید ابوالقاسم الخوئی مع حواشی التبریزی، صراط النجاۃ۔
- سید محسن محمودی، مسائل جدید از دیدگاہ علما و مراجع تقلید۔
- امام خامنہ ای حفظہ اللہ تعالی، اجوبۃ الاستفتائات۔
- الطریحی، فخرالدین بن محمد، مجمع البحرین ومطلع النیرین۔
- شیخ حر عاملی، وسائل الشیعہ۔
- ملا محسن فیض کاشانی، الوافی۔
- حسن بن آقا بزرگ موسوی بجنوردی، القوائد الفقہیہ۔
- سید عبد الفتاح بن علی حسینی مراغی، العناوین الفقہیہ۔
- جمعی از پژوہشگران زیر نظر ہاشمی شاہرودی، سید محمود، فرہنگ فقہ مطابق مذہب اہل بیت(علیہم السلام)، مؤسسہ دائرۃ المعارف فقہ اسلامی، قم، چاپ اول، 1426ھ ق۔
- احمد بن محمد مہدی نراقی، عوائد الایام فی بیان قواعد الاحکام و مہمات مسائل الحلال و الحرام۔
- سعدی، ابو جیب، القاموس الفقہی لغۃ واصطلاحا، دار الفکر، دمشق، چاپ دوم، 1408ھ ق۔

- آیت اللہ العظمی فاضل لنکرانی، جامع‌المسائل، ج1، سوال 2173۔
- آیت اللہ العظمی نوری ہمدانی، استفتائات، ج2، سوال 597۔
- سید محسن محمودی، مسائل جدید از دیدگاہ علما و مراجع تقلید۔
- آیت اللہ العظمی سید ابوالفاسم الخوئی، استفتاءات المسائل الشرعیۃ، العبادات۔
- آیت اللہ العظمی سید ابوالفاسم الخوئی، صراط النجاۃ۔
- ذیل لفظ " زنجیر زنی با زنجیر تیغ دار (چھریوں والی زنجیر کے ساتھ زنجیر زنی) [احکام عزاداری]"
http://makarem.ir/main.aspx?more=1&catid=737&typeinfo=21&lid=0&pageindex=2
- الشیخ محمد حسین کاشف الغطاء، الفردوس الأعلی۔
- سید ابن طاؤس، کامل الزیارات۔
- امیرالمؤمنین علیہ السلام، نہج البلاغہ۔
- شیخ محمد بن حسن طوسی، تہذیب الاحکام۔
- شہید ثانی مسالک الافہام۔
- آقا رضا ہمدانی، مصباح الفقیہ۔
- شیخ طوسی، الفہرست۔
- سید احمد خوانساری، جامع المدارک۔

- آیت الله العظمی سید محمد رضا گلپایگانی، کتاب الطہارہ الاول۔
- محمد بن حسن نحفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام۔
- خلیل بن احمد الفراہیدی، کتاب العین۔
- فیروز آبادی، القاموس المحیط۔
- ابن منظور، لسان‌العرب۔
- فرہنگ فارسی عمید۔
- آذرتاش آذرنوش، فرہنگ معاصر عربی - فارسی، نشر نی، چاپ چہارم، 1383۔
- میرزا محمد ارباب، الاربعین الحسینیہ، چاپ اسوہ۔
- شیخ عباس قمی، منتہی الآمال۔
- ابن اثیر، الکامل فی التاریخ،
- ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ،
- الیعقوبی، تاریخ الیعقوبی،
- البلاذری، انساب الاشراف، چاپ زکار،
- ابن الجوزي، عبد الرحمن بن علي، المنتظم في تاريخ الملوك والأمم۔
- الطبري، أبو جعفر محمد بن جرير، تاريخ الامم والملوك،

- آیت اللہ محمد ہادی معرفت کا مکالمہ، موضوع: عاشورا، عزاداری، تحریفات۔
- محمد صحتی سردرودی، "تحریف شناسی عاشورا و تاریخ امام حسین"،
- عاشورا، عزاداری، تحریفات،
- محمد تقی اکبر نژاد، فصلنامہ تخصصی فقہ اہل بیت علیہم السلام، نشر دائرہ المعارف فقہ اسلامی بر طبق مذہب اہل بیت (علیہم السلام) قم، شمارہ 48 و 50، موسم سرما 1385 و بہار1386، تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ۔
- ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغۃ۔
- استاد فاطمی نیا، شرح و تفسیر زیارت جامعہ کبیرہ، ص186۔
- گنجور – جلال الدین بلخی رومی - مثنوی معنوی - دفتر ششم - بخش 96۔
- شہید آیت اللہ مرتضی مطہری، انسان کامل۔
- ابن شعبہ حرانی، تحف العقول۔
- حضرت آیت اللہ جوادی آملی، حماسہ و عرفان۔
- میرجہانی طباطبائی، محمدحسن؛ مظاہری، حسین؛ گردآورندگان: احمدیان، عبد الرسول؛ آقاشریفیان، مہرداد، خون موعود۔
- حجت الاسلام محسن قرائتی، مجلہ مبلغان، شمارہ 39۔
- مشہد مقدس میں امام رضا علیہ السلام کی حرم میں رہبر مسلمین کا خطاب، مارچ 2007 فروردین 1376ھ ش۔
- صوبہ سمنان کے علماء سے رہبر مسلمین کا خطاب۔ 8 نومبر 2006۔

- محرم کی آمد پر صوبہ "کہگیلویہ و بویراحمد" کے علماء سے رہبر مسلمین کا خطاب 7 جون 1994۔
- رہبر مسلمین کا اردبیل کے امام جمعہ حجت‌الاسلام والمسلمین جناب مروج کو جواب۔ 16 جون 1994۔
- کیہان العربی، 1415/1/6ھ ق، شمارہ 3113)۔
- سورۃ فلق کی تفسیر میں حجت الاسلام والمسلمین قرائتی کے خطاب سے اقتباس۔
- محمد تقی اکبر نژاد، از شور تا شعور حسینی۔
- منشور روحانیت، علماء اور حوزات کے نام امام خمینی (قدس سرہ) کا پیغام؛ صحیفۂ نور۔
- مجلس خبرگان سے رہبر مسلمین کا خطاب۔ 17 مارچ 2005۔
- رہبر مسلمین کا قم کے عوام سے خطاب - 9 جنوری 2008۔
- جاذبہ و دافعۃ علی علیہ السلام، شہید آیت اللہ مرتضی مطہری۔
- محمد جواد مغنیہ، تجارب۔
- Ibrahim Al-Haidari, Soziologyia. P.176
- ڈاکٹر تیجانی سماوی "اہل بیت علیہم السلام؛ کلید مشکلات"، ترجمہ سید محمد جواد مہری۔
- مشہد مقدس میں امام رضا علیہ السلام کے حرم میں رہبر مسلمین کا خطاب، مارچ 2007 فروردین 1376۔
- حرم حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا میں حضرت آیت اللہ العظمی مکارم شیرازی کے خطاب سے اقتباس 9 رمضان المبارک 1430ھ ق۔
- بیانات رہبر معظم انقلاب در سالروز ولادت حضرت فاطمہ زہرا (سلام‌اللہ‌علیہا) 5 جولائی 2007۔

حوالہ جات:

1 ۔ مجلسی، بحارالأنوار، ج75، ص372۔

2۔ سورہ حج، آیت 32۔

3۔ محدث نوری طبرسی، مستدرک الوسائل، ج10، ص318۔

4۔ گذشتہ حوالہ، ص314۔

5۔ بحارالأنوار، ج98، ص04۔

6۔ حضرت آیت‌اللہ میرجہانی طباطبایی(طاب ثراہ)، البکاء للحسین علیہ‌السلام، ص68۔

7. بحارالأنوار، ج44، ص37۔

8. نواسہ۔

9. محدث نوری طبرسی، مستدرک الوسائل، ج10، ص319۔

10. امام خمینی (قدس سرہ)، صحیفۂ نور، ج10، تاریخ 22 اکتوبر 1979۔

11. امام خمینی (قدس سرہ)، گذشتہ حوالہ، ج16، تاریخ 20 جون 1982۔

12. امام خمینی (قدس سرہ)، گذشتہ حوالہ، ج15، ص203، تاریخ 26 اکتوبر 1981۔

13. امام خمینی (قدس سرہ)، گذشتہ حوالہ، ج10، تاریخ 22 اکتوبر 1979۔

14. سید ابن طاؤس، اللہوف علی قتلی الطفوف، ص133۔

15۔ محرم کی آمد پر صوبہ "کہگیلویہ و بویراحمد" کے علماء سے رہبر مسلمین کا خطاب 7 جون 1994۔

16۔ گذشتہ حوالہ۔

17۔ گذشتہ حوالہ۔

18۔ محسن حسام مظاہری، مقالہ "رسانہ شیعہ، مروری بر تاریخ تکوین مجالس و آیین ہای عزاداری در ایران"، مجلہ اخبار ادیان، شمارہ 18، فروردین و اردیبہشت 1385ھ ش۔

19۔ عبداللہ مستوفی، شرح زندگانی من یا تاریخ اجتماعی و اداری دوران قاجاریہ، ج1 و 3۔

20۔ ابراہیم الحیدری، تراژدی کربلا، ترجمہ علی معموری، ص475۔

21۔ کاظم دجیلی، عاشوراء فی النجف و کربلا، ص287؛ جیات عراقی من وراء البوابہ السوداء، محمود درّہ، ص24۔

22. اسحاق نقاش؛ استاد تاریخ خاورمیانہ، دانشگاہ بزندیز بوستون
Great Britain 269 - Administration Report of The Shamiyya Division, P.

23. چونکہ قاعدہ یہ ہے کہ "الإنسان حریص علی ما منع" (انسان اس چیز پر حریص ہے جس سے اس کو منع کیا جاتا ہے)، جب معاشرے پر علمی تشریح اور فرہنگ سازی کے بغیر دباؤ ڈالا جائے، اس کے اثرات معکوس ہونگے۔

24. سید محمد بحرالعلوم کا مذاکرہ عزائے حسینی کے سلسلے میں، مجلہ النور، شمارہ 74، جولائی 1997م۔

25. ڈاکٹر شاکر لطیف کے ساتھ مذاکرہ، 1996/4/12 ۔، کتاب تراژدی کربلا۔

26. طالب علی شرقی، النجف الاشرف عاداتہا و تالیدہا، ص223 -220۔

27. مہدی مسائلی، قمہ زنی، سنت یا بدعت؟، ص19۔

28. محسن حسام مظاہری، مقالہ "رسانہ شیعہ، مروری بر تاریخ تکوین مجالس و آیین ہای عزاداری در ایران"۔

29. سفرنامہ پیٹرو ڈولاوالے (Pietro Della Valle)، ترجمہ شجاع الدین شفا، انتشارات علمی فرہنگی۔

30. محسن حسام مظاہری، مقالہ "رسانہ شیعہ، مروری بر تاریخ تکوین مجالس و آیین ہای عزاداری در ایران"۔

31. ڈاکٹر یوسفی غروی کے ساتھ مکالمہ، لنک: http://www.tebyan.net/index.aspx?pid=15281

32. محسن حسام مظاہری، مقالہ "رسانہ شیعہ، مروری بر تاریخ تکوین مجالس و آیین ہای عزاداری در ایران"۔

33. جاسم حسن شبر، ارشادالخطیب، ص47 و 48۔

34. محسن حسام مظاہری، مقالہ "رسانہ شیعہ، مروری بر تاریخ تکوین مجالس و آیین ہای عزاداری در ایران"۔

35. بنجامن، س۔ ج۔ و۔، ایران و ایرانیان، ترجمہ محمدحسین کردبچہ، ص284۔

36۔ یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے ۔ شہید مطہری کے بقول ۔ ملا واعظ حسین کاشفی کی کتاب روضۃ الشہداء میں مذکورہ خرافات اور انحرافات اور دیگر بےبنیاد باتوں کو اپنی کتاب "اسرارالشہادہ" میں اکٹھا کیا اور امام حسین علیہ السلام کی عزاداری میں خرافات داخل کرنے میں خاص کردار ادا کیا؛ رجوع کریں: شہید مطہری، حماسہ حسینی، ص55 -53)۔

37۔ محسن حسام مظاہری، مقالہ "رسانہ شیعہ، مروری بر تاریخ تکوین مجالس و آیین ہای عزاداری در ایران"۔

38۔ عبداللہ مستوفی، شرح زندگانی من یا تاریخ اجتماعی و اداری دوران قاجاریہ۔

39۔ مہدی بامداد، شرح رجال ایران در قرن 12 و 13 و 14 ہجری، ج4، ص138۔

40۔ محسن حسام مظاہری، مقالہ "رسانہ شیعہ، مروری بر تاریخ تکوین مجالس و آیین ہای عزاداری در ایران"۔

41۔ علامہ سید محسن امین عاملی، المجالس السنیہ۔

42۔ تاریخ قمہ زنی ہم بہ سفارت انگلیس بر می گردد؟

http://abarkooh.parsiblog.com/Posts/3

43. قمزنی؛ توطئہ تاریخی استعمار انگلیس و سیا http://alef.ir/vdcc1sq0.2bqs08laa2.html?41143

44. روزنامہ جمہوری اسلامی، تاریخ 83/3/5ھ ش؛ الہی مکاتب کی جدائی کا منصوبہ، امریکہ میں شائع ہوا، سی آئی اے کے سابق معاون ڈاکٹر مایکل برانٹ کا مکالمہ۔

45. محمد باقر مجلسی، بحار الأنوار، ج2، ص: 93۔

46. محمد بن یعقوب کلینی، اصول کافی، ج1، ص54۔

47. جلال آل احمد مرحوم نے اس کتاب کا "عزاداریہائے نامشروع" کے عنوان سے فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔

48. محسن امین العاملی، اعیان الشیعہ، ج10، ص363۔

49. جعفری محمدمہدی، گلشن ابرار، ج2، ص612۔

50. دائرۃ المعارف تشیع، ج2، ص531؛ اعیان الشیعہ، ج10، ص378؛ استاد حسن شبر، تاریخ سیاسی عراق معاصر، ج2، ص340۔

51. دولۃ الشجرۃ الملعونۃ، ص136۔

52. شیخ علی بن شیخ محمد ابراہیم قمی نجفی بزرگ عارف مولا حسین قلی ہمدانی کے شاگرد اور بعد میں آیت اللہ کشمیری کے خاص رفقاء میں گنے جاتے تھے؛ جو بزرگ عارف مولا حسین قلی ہمدانی کے شاگرد اور بعد میں آیت اللہ کشمیری کے خاص رفقاء میں گنے جاتے تھے۔ شیخ علی اپنے دور میں تقوی اور زہد کے حوالے سے ضرب المثل تھے یہاں تک کہ تمام عرب اور عجم علماء کا اتفاق تھا کہ وہ اپنے زمانے کے پرہیزکار ترین عالم دین ہیں، مستدرکات اعیان الشیعہ، ج3، ص152۔

53. البدیری نجف کی علماء اوز اہل زہد و تقوی میں سے تھی اور ان کی زندگی کی سادگی اور قناعت عام و خاص کے نزدیک مشہور و مسلم تھی۔

54. جعفر الخلیلی، ہکذا عرفتہم، ج1، ص212۔

55. چودہویں صدی کے مشہور عراقی مؤرخ۔

56۔ امام خمینی (قدس سرہ)، صحیفہ نور، ج10، ص32 ۔26؛ ج16، ص210 ۔207؛ و ج17، ص62 ۔58۔

57۔ ڈاکٹر تیجانی، کل الحلول عند آل الرسول، ص150؛ ابراہیم الحیدری، تراجیدیا کربلا، ص459۔

58۔ شہید مرتضی مطہری، جاذبہ و دافعہ علی علیہ السلام، ص154۔

59۔ شہید مرتضی مطہری، حوزہ و روحانیت، ج2، ص173۔

60۔ شہید حجۃ الاسلام والمسلمین سید عبدالکریم ہاشمی نژاد اسلامی انقلاب سے پہلے اور انقلاب کے بعد کی اہم مذہبی اور سیاسی شخصیات میں شامل تھے؛ جنھوں سے اپنے سیاسی زندگی کا سفر 1960 سے قبل شروع کیا اور 1961 میں جب امام خمینی (قدس سرہ) نے تحریک کا آغاز کیا شہید ہاشمی نژاد بھی امام (رح) کے پرچم تلے تحریک میں شامل ہوئے اور اس مدت کے دوران شاہ اور اس کے نظام حکومت کے خلاف تقریریں کرنے پر قید و بند کی صعوتیں بھی جھیل لیں۔ انھوں نے انقلاب اسلامی کے بعد بھی اپنی جدوجہد جاری رکھی اور آغاز میں ہی مازندران کے نمائندے کی حیثیت سے مجلس خبرگان کے رکن بنے۔ انھوں نے اسلامی جمہوریہ ایران کے اساسی قانون (آئین) کی تدوین اور ولایت فقیہ سے متعلق قانونی دفعات کی تقویت کے حوالے سے بھرپور کوششیں کیں؛ اور آخر کار ستمبر 1981 کو اندھے دلوں کے مالک منافقین کے ہاتھوں جام شہادت نوش کرگئے۔

61۔ شہید ہاشمی نژاد، درسی کہ حسین علیہ السلام بہ انسانہا آموخت، ص261 و 262۔

62۔ حکم حکومتی حکومتی فرمان وہ حکم ہے جو حاکم شرعی اور ولی فقیہ کی جانب سے صادر ہوتا ہے اور اس کی اتباع نہ صرف عوام بلکہ مراجع تقلید اور صاحب فتوی مجتہدین پر بھی واجب ہوجاتا ہے؛ تیسری اور چوتھی فصل میں رہبر معظم کے مفصل بیانات اور فتاوی تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔

63۔ آیت اللہ سید محمد کاظم یزدی (رح) اپنی معظم کتاب "العروۃ الوثقی" میں لکھتے ہیں: "حکم الحاکم الجامع للشرائط لا یجوز نقضہ و لو لمجتہد آخر۔۔۔؛ ترجمہ: اگر جامع الشرائط حاکم حکم جاری کرے تو اس حکم کا نقض کرنا ۔ اور اس کی مخالفت کرنا ۔ کسی کے لئے بھی جائز نہیں، خواہ وہ خود مجتہد ہی کیوں نہ ہو"۔ یہی فتوی دوسرے علماء اور فقہاء کا بھی ہے۔ عروۃ الوثقی، مسئلہ نمبر 57، ص20۔

عروۃ الوثقی پر دوسرے فقہاء نے بھی حاشیے لکھے ہیں اور اپنے فقہی نظریات بیان کرتے ہوئے اس مسئلے میں سید یزدی سے اتفاق کیا ہے، جن میں آیت اللہ العظمی محمد علی اراکی، آیت اللہ العظمی سید محمد رضا گلپایگانی اور آیت اللہ العظمی سید ابوالقاسم خوئی بھی شامل ہیں۔

نیز شیخ انصاری (رحمہ اللہ علیہ) مکاسب میں فرماتے ہیں:

"۔۔۔ واما لو استندنا في ذلك الى عمومات النيابة وان فعل الفقيه كفعل الامام ونظره كنظره الذي لا يجوز التعدي عنه فالظاہر عدم جواز مزاحمة الفقيه الذي دخل في امر ووضع يده عليه وبني فيه بحسب نظره على تصرف وان لم يفعل ذلك التصرف لان دخوله فيه كدخول الامام، فدخول الثاني فيه وبناؤه على تصرف آخر مزاحمة له فهو كمزاحمة الامام ۔۔۔ ہذا كله مضافا الى لزوم اختلال نظام المصالح المنوطة الى الحكام سيما في مثل ہذا الزمان الذي شاع فيه القيام بوظائف الحكام ممن يدعي الحكومة وكيف كان، فقد تبين مما ذكرنا عدم جواز مزاحمة الفقيه لمثله في كل الزام قولي او فعلي يجب الرجوع فيه الى الحاكم۔۔۔"

ترجمہ: ... اور اگر ولایت فقیہ کی اثبات کے سلسلے میں نیابت کی عمومات کا سہارا لیں، چونکہ ان کا مفہوم یہ ہے کہ فقیہ کا فعل، فعل امام کی طرح اور فقیہ کی رائے امام کی رائے کی مانند ہے جس پر تعدی و تجاوز جائز نہیں ہے، پس ظاہر امر یہ ہے کہ اس فقیہ کے لئے مزاحمت اور رکاوٹ کھڑی کرنا جائز نہیں ہے جس نے ایک نیک امر میں تصرف کیا ہو یا تصرف کے حوالے سے رائے و نظر اور ارادہ رکھتا ہو اگرچہ اس نے تصرف نہ بھی کیا ہو کیونکہ فقیہ کی رائے اور اس کا ارادہ امام کی رائے اور ارادے کی مانند ہے چنانچہ اس امر میں فقیہ اول کے کام میں دوسرے فقیہ کی مداخلت اور مزاحمت اور اس امر میں نئے تصرف کا ارادہ امام معصوم (علیہم السلام) کے حکم و تصرف میں مداخلت و مزاحمت تصور ہوگا۔ تصرف کرنے والے فقیہ کے حکم میں مداخلت کے عدم جواز پر گذشتہ دلائل کے علاوہ اس امر کی طرف توجہ دینا لازم ہے کہ مزاحمت کی صورت میں نظام کی مصلحتوں میں خلل پڑےگا ان مصلحتوں میں خلل واقع ہوگا جن کا تعلق حکام سے ہے خاص طور پر ہمارے اس زمانے میں حکومت کے مدعیوں کی جانب سے حکام کے فرائض کی انجام دہی کے حوالے سے اقدامات میں اضافہ ہؤا ہے۔ تو واضح ہوا ہمارے مذکورہ الفاظ سے کہ فقیہ کی مزاحمت [اور مخالفت] ان امور میں جائز نہیں ہے خواہ وہ قولی اور کلامی مزاحمت و مخالفت ہو خواہ عملی ہو۔ کتاب المکاسب، شیخ انصاری،جلد 2، ص571 تا 573۔ (ولایت فقیہ کے اختیارات اور حدود اختیارات کے بارے میں شیخ انصاری کی رائے دیکھنے کے لئے رجوع کریں: کتاب قضا و شہادات، ط کنگرہ، ش22، ص8 و 9)۔

64۔ غیرمعمولی اور غیر عرفی رسومات کے مروجین نے تقوی اور خدا پرستی کے تقاضوں اور ادبی و علمی امانت داری کے لوازمات کو پامال کرتے ہوئے اپنی کتابوں میں مراجع تقلید کے نئے فتاوی کو نظرانداز کرکے ان کے پرانے فتاوی کو نقل کیا اور ان کے مقلدین کو ان کی جدید علمی حصول یابی سے محروم اور حیرت سے دوچار رکھنے کی کوشش کی۔ ان کتابوں میں اس قسم کی تحریفات بہ وفور پائی جاتی ہیں؛ اور یہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کتابوں کو بغیر کسی سرکاری اجازت نامے کے، خفیہ طور پر کیوں شائع کیا جاتا ہے؟!

65. کتاب "پیرامون عزاداری عاشورا"، دفتر تبلیغات اسلامی حوزہ علمیہ قم، ص37؛ مرجع موصوف کا فتوی چوتھی فصل میں منقول ہے۔

66. موصوف کی قلمی تحریر کی تصویر چوتھی فصل میں ملاحظہ ہو۔

67. حضرت آیت اللہ حسین مظاہری، آیت اللہ علی مشکینی (رح)، آیت اللہ سید محسن خرازی، آیت اللہ محمد مؤمن، آیت اللہ احمدی میانجی(قدس‌سرہ)، آیت اللہ حسین راستی کاشانی، آیت اللہ ابراہیم امینی، آیت اللہ شرعی، آیت اللہ سید جعفر کریمی، آیت اللہ عباس محفوظی، آیت اللہ محسن حرم پناہی، آیت اللہ حسن تہرانی، آیت اللہ احمد آذری قمی، آیت اللہ سید محمد ابطحی، آیت اللہ استادی، آیت اللہ محمدی گیلانی، آیت اللہ موسوی تبریزی، آیت اللہ محمد یزدی ، آیت اللہ مقتدائی اور آیت اللہ سید کاظم حائری نے رہبر انقلاب کا فرمان جاری ہونے کے بعد۔ فتاوی جاری دے کر اس حکم کی پیروی کے لزوم و وجوب پر زور دےکر اس کی تائید و حمایت کی۔ ان بزرگواروں کے تحریر کردہ فتاوی کی تصویریں چوتھی میں قابل مشاہدہ ہیں۔

68. حجاز کے شیعہ علماء (بصورت بیان بتاریخ 19 صفر 1417ھ ق)، شیعیان اعلی کی مجلس اعلی، مجمع التقریب بین المذاہب الاسلامی اور دنیا بھر کے بہت سے دوسرے مراکز و مجامع نے بیانات جاری کرکے ولی امر مسلمین کے اس موقف کی حمایت کا اعلان کیا۔ (دیکھئے: مہدی مسائلی، قمہ زنی، سنّت یا بدعت؟، ص144 و 203)۔

69. ابراہیم الحیدری، تراجیدیا کربلاء، ص491۔

70. رسول جعفریان، برگہایی از تاریخ حوزه علمیہ قم، ص71۔

71. شیخ محمود الغریفی، شعائر الحسینیہ؛ بین الوعی و الخرافہ، ص137؛ بہ نقل از شہید محمد باقر حکیم، الحوارات، ص2۔

[72]۔ صراط النجاه (للخوئی مع حواشی التبریزی)، ج2، ص445۔

[73]۔ سؤال 1404: ضرب السلاسل والتطبیر من العلامات التی نراہا فی شہر «محرّم الحرام» فإذا کان ہذا العمل مضرا بالنفس، و مثیرا لانتقاد الآخرین فما ہو الحکم حینئذ؟

[74]۔ جواب آیت اللہ العظمی سید ابوالقاسم الخوئی: لا یجوز فیما إذا أوجب ضررا معتدا بہ، أو استلزم الہتك و التوہین، و اللہ العالم۔

[75]۔ جواب: آیت اللہ العظمی جواد التبریزی: دخول ما ذکر فی الجزع المستحب لما أصاب سید الشہداء علیہ السّلام محل تأمل۔

[76]۔ سؤال 1405: سألناکم عن جواز ضرب السلاسل و التطبیر، فأجبتم بأنہ لا یجوز فیما إذا أوجب ضررا معتدا بہ، أو استلزم الہتك و التوہین، فما معنی جوابکم تفصیلا؟

[77]۔ جواب آیت اللہ العظمی سید ابوالقاسم الخوئی: الضرر المعتد بہ ہو الذی لا یتسامح بالوقوع فیہ، کہلاك النفس أو المرض المشابہ لمثلہ، والآخران ما یوجب الذل و الہوان للمذہب فی نظر العرف السائد، و اللہ العالم۔

[78]۔ پیہم آنے والے دو جوابات اسی استفتاء کے جواب میں موصول ہوئے ہیں؛ سید محسن محمودی، مسائل جدید از دیدگاه علما و مراجع تقلید، جلد چہارم، ص202۔

[79]۔ امام سید علی خامنہ ای، اجوبۃ الاستفتائات، س 1461۔

[80]۔ لفظ "وہن، توہین اور استہانت" فقہی مآخذ میں، استخفاف کے مترادف اور اس عمل کے معنی میں آیا ہے جو خفیف اور حقیر ہوجانے اور ہتک و توہین کا سبب بنے۔ (طریحی، مجمع البحرین، ج5، ص42 ؛ شیخ حر عاملی، وسائل الشیعہ، ج1، ص36، باب 2؛ ملا محسن فیض کاشانی، الوافی، ج1، ص61)۔

[81]۔ احادیث اور فقہی کتب میں بارہا محترمات و مقدسات اور دینی ضروریات ۔ جیسے قرآن، مقامات مقدسہ، احکام دینیہ کی اہانت و استخفاف پر تاکید و تصریح ہوئی ہے؛ حتی مؤمن کی توہین پر منتج ہونے والے افعال ۔ جیسے غیبت، مذاق وتمسخر اور سبّ و دشنام ۔ کو حرام قرار دا گیا ہے۔ (حسن بن آقا بزرگ موسوی بجنوردی، القوائد الفقہیہ، ج5، ص293 و 294؛ سید عبد الفتاح بن علی حسینی مراغی، العناوین الفقہیہ، ج1، ص556 و 557؛ دائرہ المعارف الفقہ الاسلامی، موسوعہ الفقہ الاسلامی، ص298 ۔295، باب استخفاف)۔

علمائے عظام کی فقہی کتب میں، وہن و استخفاف کی حرمت قرآن، حدیث، عمل اور اجماع نیز ذہنِ متشرعہ کے ارتکاز سے ثابت ہوئی ہے۔ (حسن بن آقا بزرگ موسوی بجنوردی، القوائد الفقہیہ، ج5، ص303 ۔294؛ سید عبد الفتاح بن علی حسینی مراغی، العناوین الفقہیہ، ج1، ص562 ۔558؛ احمد بن محمد مہدی نراقی، عوائد الایام فی بیان قواعد الاحکام و مہمات مسائل الحلال و الحرام، ص30) حتی کہ اس کی حرمت کو دین کی مسلمات اور ضروریات میں گردانا گیا ہے "أنّ من ضروریات الدین و مسلّماتہ و المرتکز عند المتشرعہ ہو حرمۃ الاستخفاف بمحترمات الدین وعدم جوازہ"۔ (القواعد الفقہیہ للبجنوردی، ج5، ص295 و 296)۔

[82]۔ یہ فتاوی کتاب "مسائل جدید از دیدگاہ علما و مراجع تقلید" کی تیسری جلد میں درج ہوئے ہیں۔ اس کتاب کے صفحہ 33 پر یہ استفتاء درج ہے: "سوال: بعض مجالس عزا میں مداح و ذاکرین نامناسب الفاظ سے ائمہ (علیہم السلام) سے مخاطب ہوتے ہیں، یا بعنوان عزاداری اپنے چہرے کو کھرچتے ہیں یا چھریوں یا کانٹوں والی زنجیر استعمال کرتے ہیں اور ان کے بدن سے اور لباس پر خون جاری ہوتا ہے اور دوسروں کے بدن اور لباس کو بھی نجس

کردیتے ہیں؛ چونکہ اس قسم کی روشیں فروغ پارہی ہیں جن کی وجہ سے مجالس کا وقار اور عظمت سے خالی ہورہی ہیں؛ اور بہت سے مواقع پر مقدسات کی ہتک و خفت کے اسباب فراہم کئے جارہے ہیں؛ اس سلسلے میں ہماری ذمہ داری واضح فرما دیجئے۔

[83]۔ مُباح: مباح شرع اسلامی میں پنجگانہ احکام [واجب، مستحب، مباح، حرام اور مکروہ] میں سے ایک ہے اور اس عمل کو مباح کہا جاتا ہے جس پر عمل کرنا اور اسے ترک کرنا، شارع کے نزدیک مکلّف کے اختیار میں ہے اور اس پر کسی قسم کی مدح یا مذمت مرتب نہیں ہوتی۔ [جمعی از پژوہشگران زیر نظر ہاشمی شاہرودی، سید محمود، فرہنگ فقہ مطابق مذہب اہل بیت(علیہم السلام)، ج1، ص204، مؤسسہ دائرۃ المعارف فقہ اسلامی، قم، چاپ اول، 1426ھ ق؛ سعدی، ابو جیب، القاموس الفقہی لغۃ واصطلاحا، ص42–43، دار الفکر، دمشق، چاپ دوم، 1408ھ ق]۔

[84]۔ عَنْ كَثِيرِ بن عَلقَمَۃ: قَالَ قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اللَّہ (علیہ السلام) أَوْصِنِی، فَقَالَ أُوصِيكَ بِتَقْوَی اللَّہ وَ... كُونُوا لَنَا زَيناً وَ لَا تَكُونُوا عَلَينَا شَيناً حَبِّبُونَا إِلَی النَّاسِ وَ لَا تُبَغِّضُونَا إِلَيہِمْ فَجُرُّوا إِلَينَا كُلَّ مَوَدَّہ وَ ادْفَعُوا عَنَّا كُلَّ شَرّ؛ کثیر بن علقمہ کا کہنا ہے: میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھے نصحیت فرمائیں۔ فرمایا: تم کو تقوائے الہی کی نصیحت کرتا ہوں اور ... اور یہ کہ ہمارے لئے باعث زینت و افتخار بنو اور ہمارے لئے شرم اور خجلت کا سبب نہ بنو؛ اپنے اعمال سے ہمیں لوگوں کے درمیان عزیز و محبوب بنا دو اور انہیں ہمارے دشمنوں میں تبدیل نہ کرو؛ تمام تر دوستیوں کو ہماری طرف کھینچ لاؤ اور تمام قبیح امور کو ہم سے دور رکھو۔ (شیخ حر عاملی، وسائل‌الشیعہ، ج12، ص8)۔

[85]۔ آیت اللہ العظمی محمد فاضل لنکرانی، جامع‌المسائل، ج1، سوال 2173۔

[86]۔ آیت اللہ العظمی حسین نوری ہمدانی، استفتائات، ج2، سوال 597۔

87۔ سید محسن محمودی، مسائل جدید از دیدگاہ علما و مراجع تقلید، جلد چہا رم، ص34۔

88۔ وہی ماخذ، ص36۔

89- شہید مرتضی مطہری، حوزہ و روحانیت، ج2، ص173-

90- استفتاءات سید ابوالقاسم الخوئی، المسائل الشرعیۃ، العبادات؛ و صراط النجاۃ، ج2، ص445-

91- http://makarem.ir/main.aspx?more=1&catid=737&typeinfo=21&lid=0&pageindex=2 ، ذیل لفظ " زنجیر زنی با زنجیر تیغ دار (چھریوں والی زنجیر کے ساتھ زنجیر زنی) [احکام عزاداری] "-

92- آیت اللہ سید محسن العاملی، اعیان الشیعہ، ج10، ص363-

93- محمد حسین کاشف الغطاء، **الفردوس الأعلی**، ص22 -19-

94- دفتر تبلیغات اسلامی حوزہ علمیہ قم، پیرامون عزاداری عاشورا، ص37-

95- بحوالہ آز: www.alhaeri.com

96- بحوالہ از: www.almazaheri.ir

97- اس فتوی کا قلمی نسخہ مہدی مسائلی کی کتاب "قمہ زنی، سنت یا بدعت" کے صفحہ 208 پر ملاحظہ ہو-

98- اس فتوی کا قلمی نسخہ مہدی مسائلی کی کتاب "قمہ زنی، سنت یا بدعت" کے صفحہ 209 پر ملاحظہ ہو-

99- مہدی مسائلی، قمہزنی سنت یا بدعت؟، چاپ ششم، نشرگلبن اصفہان، ص230-

100- ان روایات میں سے بعض کی طرف اس کتاب کے ابتدائی حصوں میں اشارہ ہؤا ہے-

101- عن ابراہیم بن ابی محمود، قال: قال الرضاعلیہالسلام :... إن یوم الحسین أقرح جفوننا، وأسبل دموعنا، وأذل عزیزنا، بأرض کرب وبلاء، أورثتنا الکرب والبلاء، إلی یوم الانقضاء، فعلی مثل الحسین فلیبک الباکون، فإن البکاء یحط الذنوب العظام- ثم قال علیہالسلام : ثم قال (علیہ السلام): کان أبي (صلوات اللہ

علیہ) إذا دخل شہر المحرم لا یری ضاحکا، وکانت الکآبۃ تغلب علیہ حتی یمضي منہ عشرۃ أیام، فإذا کان یوم العاشر کان ذلک الیوم یوم مصیبتہ وحزنہ وبکائہ، ویقول: ہو الیوم الذي قتل فیہ الحسین (صلوات اللہ علیہ)۔ شیخ صدوق، الامالی، المجلس السابع و العشرون؛ بحارالانوار، ج44، ص283، باب 34، ثواب البکاء علی مصیبتہ؛ وسائل الشیعہ، ج14، ص504، باب66۔

102۔ محرم کی آمد پر صوبہ "کہگیلویہ و بویراحمد" کے علماء سے رہبر مسلمین کا خطاب 7 جون 1994۔

103۔ أَبِی عَنْ سَعْدٍ عَنِ الْجَامُورَانِی عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِی بْنِ أَبِی حَمْزَة عَنْ أَبِیہ عَنْ أَبِی عبداللہ علیہ‌السلام قَالَ سَمِعْتُہ یقُولُ إِنَّ الْبُکاءَ وَ الْجَزَعَ مَکرُوہ لِلْعَبْدِ فِی کلِّ مَا جَزِعَ مَا خَلَا الْبُکاءَ عَلَی الْحُسَینِ بْنِ عَلِی علیہ‌السلام فَإِنَّہ فِیہ مَأْجُورٌ۔ (کامل الزیارات، سید ابن طاؤس، ص100)۔

104۔ وَ لَوْ لَا أَنَّک أَمَرْتَ بِالصَّبْرِ وَ نَہیتَ عَنِ الْجَزَعِ لَأَنْفَدْنَا عَلَیک مَاءَ الشُّئُونِ وَ لَکانَ الدَّاءُ مُمَاطِلًا وَ الْکمَدُ مُحَالِفاً (نہج البلاغہ، خطبہ 235)۔

105۔ عن معاویۃ بن وھب قال: اِستَأذَنتُ عَلي أبي عَبدِ اللهِ عليه السلام فَقيلَ لي: اُدخُل فَدَخَلتُ فَوَجَدتُهُ في مُصَلّاهُ في بَيتِهِ فَجَلَستُ حَتّي قَضي صَلاتَهُ فَسَمِعتُهُ وهُوَ يُناجي رَبَّهُ ويَقولُ: يا مَن خَصَّنا بِالكَرامَةِ وخَصَّنا بِالوَصِيَّةِ ووَعَدَنا الشَّفاعَةَ وأعطانا عِلمَ ما مَضي وما بَقِيَ وجَعَلَ أفيِدَةً مِنَ النّاسِ تَهوي إلَينا اغفِر لي ولِإخواني ولِزُوّارِ قَبرِ أبي عَبدِ اللهِ الحُسَينِ عليه السلام الَّذينَ أنفَقوا أموالَهُم وأشخَصوا أبدانَهُم رَغبَةً في بِرِّنا ورَجاءً لِما عِندَكَ في صِلَتِنا وسُرورا أدخَلوهُ عَلي نَبِيِّكَ صَلَواتُكَ عَلَيهِ وآلِهِ وإجابَةً مِنهُم لِأَمرِنا وغَيظا أدخَلوهُ عَلي عَدُوِّنا أرادوا بِذلِكَ رِضاكَ فَكافِهِم عَنّا بِالرِّضوانِ وَاكلَأهُم بِاللَّيلِ وَالنَّهارِ وَاخلُف عَلي أهاليهِم وأولادِهِمُ الَّذينَ خُلِّفوا بِأَحسَنِ الخَلَفِ وَاصحَبهُم وَاكفِهِم شَرَّ كُلِّ جَبّارٍ عَنيدٍ وكُلِّ ضَعيفٍ مِن خَلقِكَ أو شَديدٍ وشَرَّ شَياطينِ الإِنسِ وَالجِنِّ وأعطِهِم أفضَلَ ما أمَّلوا مِنكَ في غُربَتِهِم عَن أوطانِهِم وما آثَرونا بِهِ عَلي أبنايِهِم وأهاليهِم وقَراباتِهِم. اللّهُمَّ إنَّ أعداءَنا عابوا عَلَيهِم خُروجَهُم فَلَم يَنهَهُم ذلِكَ عَنِ الشُّخوصِ إلَينا وخِلافا مِنهُم عَلي مَن خالَفَنا فَارحَم تِلكَ الوُجوهَ الَّتي قَد غَيَّرَتهَا الشَّمسُ وَارحَم تِلكَ الخُدودَ الَّتي تَقَلَّبَت عَلي حُفرَةِ أبي عَبدِ اللهِ عليه السلام وَارحَم تِلكَ الأَعيُنَ الَّتي جَرَت دُموعُها رَحمَةً لَنا وَارحَم تِلكَ

القُلوبَ الَّتي جَزِعَت وَاحتَرَقَت لَنا وَارحَمِ الصَّرخَةَ الَّتي كانَت لَنا اللّهُمَّ إنّي أستَودِعُكَ تِلكَ الأَنفُسَ وتِلكَ الأَبدانَ حَتّي نُوافِيَهُم عَلَي الحَوضِ يَومَ العَطَشِ. فَما زالَ وهُوَ ساجِدٌ يَدعو بِهذَا الدُّعاءِ.

ترجمہ: معاویہ بن وہب کہتے ہیں: میں نے امام صادق علیہ السلام سے داخلے کی اجازت مانگی، تو کہا گیا: داخل ہوجاؤ۔ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ امام(علیہم السلام) اپنے مقام نماز پر نماز بجا لارہے ہیں۔ میں بیٹھ گیا، اتنے میں امام(علیہم السلام) کی نماز مکمل ہوئی اور میں نے سنا کہ آپ(علیہم السلام) اپنے پروردگار سے یوں عرض گزار ہوئے: اے وہ، جس نے ہمیں کرامت اور اپنے نبی(ص) کی جانشینی کے لئے مخصوص کیا، ہمیں شفاعت کا وعدہ دیا اور گذشتہ اور آیندہ کا علم عطا فرمایا، لوگوں کے دلوں کو ہماری جانب مائل کیا! تو مجھے بخش دے نیز میرے بھائیوں اور ابا عبداللہ الحسین(علیہم السلام) کی قبر کے زائرین کو، جنہوں نے اپنا مال صرف کیا، اپنے جسموں کو متحرک کیا، اس لئے کہ وہ ہمارے ساتھ نیکی کرنے کے مشتاق ہیں، اور تیری بارگاہ میں ہمارے صلے کی امید رکھتے ہیں جو تیرے پاس ہے، اور اس سرور و شادمانی کی خاطر جو انھوں نے [ہمارے ساتھ نیکی اور ہمدردی کرکے] تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ کو دی ہے، اور ہمارے فرمان کی اطاعت کی خاطر، اور اس غم و غصے کی خاطر جس میں انھوں نے ہمارے دشمنوں کو مبتلا کیا، اور اس سے ان کی نیت تیری رضا و خوشنودی کمانا تھی، تو، تو ہماری جانب سے، اپنی رضا و خوشنودی کو انہیں بطور پاداش عطا فرما اور شب و روز ان کی حفاظت فرما، اور بہترین سرپرست کے عنوان سے ان کے خاندانوں اور فرزندوں ۔ جو وہ اپنے پیچھے چھوڑ گئے ہیں ۔ کی سرپرستی فرما، اور ان کا ساتھ دے اور ہر کینہ پرور جابر و ظالم کے شر سے ان کی کفایت فرما، اور اس لئے کہ انھوں نے ہمیں اپنے فرزندوں، خاندانوں اور اقرباء پر ترجیح دی ہے، انہیں وطن اور گھر سے دور، اس سے کہیں زیادہ عطا فرما جتنا کہ انھوں نے تجھ سے مانگا ہے۔ اے میرے معبود! ہمارے دشمنوں نے ان کے ہماری طرف آنے کو ان کے لئے عیب شمار کیا ہے، لیکن دشمنوں کے اس تصور نے بھی انہیں ہماری طرف قدم بڑھانے سے باز نہیں رکھا اور پھر بھی ہمارے مخالفین کی مخالفت کی خاطر ہماری طرف آئے، پس ان چہروں پر رحم فرما جنہیں سورج کی تمازت نے دگرگوں

کردیا، اور ان رخساروں پر رحم کر جو قبر ابی عبداللہ الحسین علیہ السلام کی جانب آمد و رفت میں مصروف ہیں اور ان آنکھوں پر، جن کے آنسو ہمارے ساتھ ہمدردی کی بنا پر رواں ہیں، اور ان دلوں پر جو ہمارے لئے بےچین ہوکر جلے ہیں اور اس آہ و فریاد پر جس کی صدا ہمارے لئے بلند ہوئی ہے۔ اے میرے معبود! میں ان جانوں اور جسموں کو تیرے سپرد کرتا ہوں تا کہ ہم تشنگی کے دن حوض [کوثر] کے کنارے مدد پہنچائیں"، راوی کہتے ہیں کہ امام(علیہم السلام) بدستور سجدے میں تھے اور اسی دعا کو دہرا رہے تھے۔--> الکلینی، الكافي: ج 4 ص 582 ح 11؛ شیخ صدوق، ثواب الأعمال: ص120، ح44؛ سید ابن طاؤس، کامل الزیارات، ص228، ح236؛ محمد بن جعفر مشہدی (ابن المشہدی)، المزار الکبیر، ص334، ح14؛ علامہ مجلسی، بحار الأنوار، ج101، ص8، ح30۔

106۔ قَالَ لِی أَبُو عَبْدِ اللَّه(علیہم السلام) فِي حَدِيثٍ أَ مَا تَذْكُرُ مَا صُنِعَ بِہ يعْنِي بِالْحُسَينِ(علیہم السلام) قُلْتُ بَلَى قَالَ أَ تَجْزَعُ قُلْتُ إِي واللَّہ وَأَسْتَعْبِرُ بِذَلك حَتَّى يَرَى اَہلِي أَثَرَ ذَلك عَلَى فَأَمْتَنِعُ مِنَ الطَّعَامِ حَتَّى يَسْتَبِينَ ذَلك فِي وَجْہي فَقَالَ رَحِمَ اللَّہ دَمْعَتَكَ أَمَا إِنَّكَ مِنَ الَّذِينَ يعَدُّونَ مِنْ اَہلِ الْجَزَعِ لَنَا وَالَّذِينَ يَفْرَحُونَ لِفَرَحِنَا وَيَحْزَنُونَ لِحُزْنِنَا۔۔(وسائل الشیعۃ، ج14، ص507؛ و کامل الزیارات، ص101)۔

107۔ روي محمد بن عيسى عن اخيہ جعفر بن عيسى عن خالد بن سدير، اخي حنان بن سدير، سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّہ(علیہم السلام)عَنْ رَجُلٍ شَقَّ ثَوْبَہ عَلَى أَبِيہ أَوْ عَلَى أُمِّہ أَوْ عَلَى أَخِيہ أَوْ عَلَى قَرِيبٍ لَہ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِشَقِّ الْجُيوبِ قَدْ شَقَّ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ عَلَى أَخِيہ ہارُونَ وَ لَا يشُقُّ الْوَالِدُ عَلَى وَلَدِہ وَ لَا زَوْجٌ عَلَى امْرَأَتِہ وَ تَشُقُّ الْمَرْأَۃ عَلَى زَوْجِہا وَ إِذَا شَقَّ زَوْجٌ عَلَى امْرَأَتِہ أَوْ وَالِدٌ عَلَى وَلَدِہ فَكَفَّارَتُہ حِنْثُ يمين وَ لَا صَلَاۃ لَہمَا حَتَّى يكَفِّرَا وَ يتُوبَا مِنْ ذَلِک وَ إِذَا خَدَشَتِ الْمَرْأَۃ وَجْہہا أَوْ جَزَّتْ شَعْرَہا أَوْ نَتَفَتْہ فَفِي جَزِّ الشَّعْرِ عِتْقُ رَقَبَۃ أَوْ صِيامُ شَہرين مُتَتَابِعَينِ أَوْ إِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكيناً وَ فِي الْخَدْشِ إِذَا دَمِيتْ وَ فِي النَّتْفِ كفَّارَۃ حِنْثِ يمين وَ لَا شَيءَ فِي اللَّطْمِ عَلَى الْخُدُودِ سِوَى الِاسْتِغْفَارِ وَ التَّوْبَۃ وَ قَدْ شَقَقْنَ الْجُيوبَ وَ لَطَمْنَ الْخُدُودَ الْفَاطِمِياتُ عَلَى الْحُسَينِ بْنِ عَلِي(علیہم السلام)وَ عَلَى مِثْلِہ تُلْطَمُ الْخُدُودُ وَ تُشَقُّ الْجُيوبُ۔ (شیخ حر عاملی، وسائل الشیعہ، ج3، ص402؛ شیخ طوسی، تہذیب الاحکام، ج8، ص325؛ الفاظ میں مختصر سے اختلاف کے ساتھ)۔

108- شہید ثانی اپنی کتاب مسالک الافہام میں لکھتے ہیں: "اس روایت کی سند ضعیف ہے، کیونکہ اس کی سند میں خالد بن سدیر ہیں جو غیر موثق ہیں". (مسالک الافہام، ج10، ص27) شیخ صدوق نے لکھا ہے کہ ان کی کتاب کی روایتین جعلی ہیں۔ (آقا رضا همداني، مصباح الفقیہ، ج1، ص430) شیخ طوسی و علی بن بابویہ قمی نے بھی ان کی روایات کو قابل قبول نہیں سمجھا ہے (مصباح بحوالہ الفہرست) عظیم محقق آقا رضا ہمدانی لکھتے ہیں: یہ روایت سند کے لحاظ سے ضعیف ہے اور اصحاب (علماء امامیہ) نے اس سے اعراض و اجتناب کیا ہے لہذا یہ روایت سند واقع ہونے کی اہلیت نہیں رکھتی"۔ (آقا رضا ہمدانی، مصباح الفقیہ، ج1، ص430)۔

اس روایت کے سلسلۂ سند میں ایک "محمدبن عیسی" ہے جس کو شیخ طوسی نے غالیوں کے فرقے کا فرد گردانا ہے اور شیخ صدوق، علی بن بابویہ اور بہت سے دیگر علماء ان کی مرویات کو قابل اعتماد نہیں سمجھتے۔ (الفہرست، ص140)۔

109- آیت اللہ سید احمد خوانساری اپنی کتاب جامع المدارک میں لکھتے ہیں: اس روایت کی ابتداء اس کی انتہا سے متصادم ہے؛ اگر اس طرح کے اعمال امام صادق علیہ السلام کی نظر مبارک میں حرام ہیں - جن کی حرمت آپ(علیہم السلام) سے منقولہ دیگر روایات سے بھی ثابت ہے - تو پھر روایت کے آخر میں فاطمیات (س) کے عمل کی طرف اشارے کی ضرورت نہیں تھی۔ (جامع المدارک، ج5، ص14)۔

آیت اللہ العظمی گلپایگانی (رح) لکھتے ہیں: "بہت ہی بعید ہے کہ ہم لطم اور گریباں چاک کرنے جیسے اعمال کے جواز کو امام حسین علیہ السلام کی عزاداری سے مختص کرسکیں؛ کیونکہ یہ دو فعل اسلام میں حرام ہوں تو تحقیقاً فاطمی خواتین نے بھی یہ اعمال انجام نہیں دیئے ہیں؛ خواہ یہ اعمال حضرت امام حسین علیہ السلام کے لئے جائز ہی کیوں نہ ہوں، کیونکہ یہ اعمال لوگوں کی نفرت اور بیزاری کا سبب بنتے ہیں"۔ (کتاب الطہارہ الاول، ص218)۔

110- جو لوگ اس روایت سے اپنے دعؤوں کے اثبات کی غرض سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں بہتر ہے کہ ان متعدد روایات کی طرف رجوع کریں جو امام حسین علیہ السلام سے نقل ہوئی ہیں اور ان روایات میں امام حسین علیہ السلام نے سیدانیوں کو اپنی شہادت کے بعد گریباں چاک کرنے اور اپنے چہروں پر خراش ڈالنے سے منع فرمایا ہے اور نیز توجہ کریں کہ:

اللہوف اور مقاتل کی دیگر معتبر کتابوں میں امام حسین علیہ السلام نے شب عاشورا حرم رسول صلی اللہ علیہ و آلہ کی بیبیوں سے فرمایا: "بہن ام کلثوم، اور آپ میری بہن زینب! اور تم اے رباب! - جب میں شہید ہوجاؤں گریباں چاک مت کرنا اور اپنے چہروں کو مت خراشنا اور ناروا باتیں زبان پر جاری نہ کرنا۔ (سید ابن طاؤس، اللہوف، ص141-140) اور کامل الزیارات میں حضرت امام محمدباقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام نے مدینہ سے کوچ کرنے کا ارادہ کیا تو بنو ہاشم کی خواتین آئیں اور نوحہ سرائی میں مصروف ہوئیں، حتی کہ امام حسین علیہ السلام خواتین کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا: "تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کہیں تمہارے یہ اعمال خدا اور رسول (ص) کی نافرمانی کے زمرے میں نہ آئے جو تم سے سرزد ہوتے ہیں"۔ (سید ابن طاؤس، کامل الزیارات، ص195، ح275) اور یہاں امام علیہ السلام کے فرمان کا مطلب کم از کم یہی ہے کہ سیدانیوں کو خدش و خراش اور خمش و لطم اور گریباں چاک کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے چہ جائیکہ قمہ زنی، تیغ زنی اور زنجیرزنی کی نوبت آئے۔

چنانچہ عظیم فقہی کتاب "جواہرالکلام" کے مؤلف آیت اللہ العظمی شیخ محمد حسن نجفی، خالد بن سدیر کی روایت کے بارے میں لکھتے ہیں: "فاطمی بیبیوں کے بارے میں نقل ہونے والی روایت سے استدلال و استناد اس امر پر موقوف ہے کہ ان کا فعل باپ اور بھائی کے سوا کسی اور کے لئے ہو۔ اور اس قول کا سہارا لینا اور اسے قبول کرنا - کہ امام علی ابن الحسین علیہ السلام بیبیوں کے فعل سے آگاہ تھے اور آپ(علیہم السلام) خاموش رہے اور آپ(علیہم السلام) کی خاموشی کا مطلب یہ تھا کہ آپ(علیہم السلام) بیبیوں کے فعل سے راضی تھے - صحرا کے کانٹوں کو ہاتھ لگانے سے بھی زیادہ مشکل ہے"۔ (محمد بن حسن نجفی، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، ج4، ص371)۔

111- الفراہیدی، کتاب‌العین، ج7، ص433: کھلے ہاتھ سے چہرے اور جسم پر ضربیں لگانا۔

112- فیروز آبادی، القاموس المحیط، ج4، ص176: ؛ ویقال لطمت المرأۃ وجہہا لطما من باب ضرب: ضربتہ بباطن کفہا (لسان‌العرب، ابن منظور، ج12، ص542؛ مجمع البحرین، طریحی، ج6، ص162)۔

113- فرہنگ فارسی عمید۔

114- خدش: خَدَشَ جلدہ و وجہہ: مزقہ۔ و الخَدْشُ: مزْقُ الجلد، قلّ أو کثر۔ یقال: خدَشَت المرأۃ وجہہا عند المصیبۃ۔ (لسان‌العرب، ج6، ص292، فرہنگ معاصر عربی - فارسی، آذرتاش آذرنوش، نشر نی، چاپ چہارم، 1383ھ ش)۔

115 - عباسقلی خان سپہر، ناسخ التواریخ، ج 6، ص 54 و 55.

116- میرزا محمد ارباب، الاربعین الحسینیہ، چاپ اسوہ، ص232۔

117- شیخ عباس قمی، منتہی الآمال، ج1، ص75۔

118- امام سجاد علیہ‌السلام فرماتے ہیں: شب عاشور، وہی شب جس کے دوسرے دن میرے والد ماجد شہید ہوئے، میں خیمے میں تھا اور پھوپھی زینب میری تیمارداری میں مصروف تھیں۔۔ امام حسین علیہ السلام نے میری پھوپھی کو دلاسہ دیا۔ امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں: امام حسین علیہ‌السلام نے ثانی زہراء (س) کی طرف دیکھا اور فرمایا: ایسا نہ ہو کہ شیطان صبر اور بردباری کو آپ سے سلب کردے۔۔ بہن زینب! میں آپ کو قسم دیتا ہوں اور آپ سے چاہتا ہوں کہ میری قسم کو نظر انداز نہ کریں؛ جب میں شہید ہوجاؤں میرے لئے گریباں چاک مت کرنا، اپنی چہرے کو مت کھرچنا، اپنی صدا نوحے اور واویلا کے عنوان سے بلند نہ کرنا۔ اس کے بعد بابا، پھوپھی کو لے کر میرے پاس آئے اور انہیں میرے قریب بٹھایا اور خود اصحاب و انصار کے

پاس تشریف لے گئے... (الکامل فی التاریخ، ج4، ص59؛ البدایۃ والنہایۃ، ج8، ص177؛ تاریخ الیعقوبی، ج2، ص244؛ بحارالانوار، ج45، ص2؛ انساب الاشراف، ج3، ص185، چاپ زکار، ج3، ص392؛ ابن الجوزی، المنتظم فی التاریخ الملوک والامم، ج5، ص338؛ تاریخ الطبری، ج5، ص420)۔

119۔ ... یا أخی قلبک الشفیق علینا۔ ما لہ قسی و صار صلیبا۔ یہ وہ نامعقول شعر ہے جو عقیلہ بنی ہاشم (س) سے منسوب کیا گیا ہے۔

120۔ آیت اللہ محمد ہادی معرفت کا مکالمہ، موضوع: عاشورا، عزاداری، تحریفات، ص528۔

121۔ محمد صحتی سردرودی، "تحریف شناسی عاشورا و تاریخ امام حسین"، عاشورا، عزاداری، تحریفات، ص209۔

122۔ محمد تقی اکبر نژاد، فصلنامہ تخصصی فقہ اہل بیت علیہم السلام، نشر دائرہ المعارف فقہ اسلامی بر طبق مذہب اہل بیت (علیہم السلام) قم، شمارہ 48 و 50، موسم سرما 1385ھ ش و بہار 1386ھ ش، تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ۔

123۔ علامہ سید محسن امین، التنزیہ لاعمال الشبیہ، فارسی ترجمہ جلال آل احمد، ص20۔

124۔ ترجمہ: اور ایمان والے لوگ خدا سے سب سے زیادہ شدید محبت کرنے والے ہیں۔ بقرہ، آیت 165۔

125۔ ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغۃ، ج11، ص78.

126۔ کلینی، الکافی، جلد 1، صفحہ 24۔

127۔ استاد فاطمی نیا، شرح و تفسیر زیارت جامعہ کبیرہ، ص186۔

128۔ استاد فاطمی نیا، وہی ماخذ، ص209 و 213۔

129۔ گنجور – جلال الدین بلخی رومی - مثنوی معنوی - دفتر ششم - بخش 96۔

130۔ سورہ انسان، آیت 3۔

131۔ فاطمی نیا، شرح و تفسیر زیارت جامعہ کبیرہ، ص190۔

اس سلسلے میں جس حدیث سے استناد کیا گیا ہے وہ الکافی کی پہلی اور ابن ابی الحدید کی شرح نہج البلاغہ کی اٹھارہویں جلد میں امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے اور راوی اسحاق بن عمار ہیں۔ حدیث کی عبارت: عَلِيّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيه عَنْ يَحْيَى بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ الله بْنِ جَبَلَة عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الله ع قَالَ قُلْتُ لَه جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنّ لِي جَاراً كَثِيرَ الصّلَاة كَثِيرَ الصّدَقَة كَثِيرَ الْحَجّ لَا بَأْسَ بِه قَالَ فَقَالَ يَا إِسْحَاقُ كَيْفَ عَقْلُه قَالَ قُلْتُ لَه جُعِلْتُ فِدَاكَ لَيْسَ لَه عَقْلٌ قَالَ فَقَالَ لَا يَرْتَفِعُ بِذَلِكَ مِنْه (الکافی ج1 ص24۔ شرح نہج البلاغہ ج18 ص186)۔ الکافی کی جلد اول کے صفحہ 11 اور 12 پر روایت ہے: (عَن إبراہيم بنِ إسحاقِ الأَحمر، عَن مُحَمَّدِ بنِ سُلَيمان الدَّيلَمِي، عن أبيہ قال: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّہ ع فُلاَنٌ مِنْ عِبَادَتِہ وَ دِينِہ وَ فَضْلِہ فَقَالَ كَيْفَ عَقْلُہ قُلْتُ لاَ أَدْرِي فَقَالَ إِنَّ اَلثَّوَابَ عَلَى قَدْرِ اَلْعَقْلِ) = ابراہیم بن اسحاق احمر نے محمد بن سلیمان الدیلمی سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے؛ کہتے ہیں میں نے امام علیہ السلام سے عرض کیا: فلاں شخص بہت زیادہ عبادت کرتا ہے دیندار ہے اور بہت بافضیلت انسان ہے تو امام علیہ السلام نے دریافت کیا: اس کی عقل کیسی ہے؟ میں نے عرض کیا: میں اس کی عقل کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ امام(علیہم السلام) نے فرمایا: ثوابِ الہی عقل کی مقدار پر منحصر ہے۔۔۔

132۔ شہید آیت اللہ مرتضی مطہری، انسان کامل، ص186۔

133۔ گذشتہ حوالہ، ص153؛ زیر ،عنوان: "اصالت معرفت عقلی در اسلام"۔

134۔ ابن شعبہ حرانی، تحف العقول، ص383، حضرت موسی بن جعفر (علیہماالسلام) سے منقول ہے جس میں امام(علیہم السلام) مقام عقل کی تشریح کرتے ہوئے قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ: خداوند تبارک و تعالی نے قرآن میں "عقل اور فہم والوں" کو بشارت دے کر فرمایا ہے: الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَہ أُوْلَئِكَ الَّذِينَ ہدَاہمُ اللہ وَأُوْلَئِكَ ہمْ أُوْلُوا الأَلْبَابِ۔ (زمر، آیت 18)۔

اے ہشام! خدائے عز و جلّ نے عقل عطا کرکے انسانوں پر حجت تمام کردی اور آسمانی کتابوں کے ذریعے انہیں ابلاغ فرمایا اور اپنے راہنماؤں (یعنی انبیاء) کے ذریعے انہیں اپنی ربوبیت کی طرف ہدایت عطا کی اور فرمایا: وَإِلَـٰهُكُمْ إِلَـٰهٌ وَاحِدٌ لاَّ إِلَـٰهَ إِلاَّ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ * إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَاخْتِلاَفِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنزَلَ اللہ مِنَ السَّمَاءِ مِن مَّاءٍ فَأَحْيَا بِہِ الأرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا وَبَثَّ فِيہَا مِن كُلِّ دَآبَّۃٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخِّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ لآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ۔ (بقرہ، آیت 163 و 164)۔

ترجمہ: اور تمہارا خدا بس ایک خدا ہے سوا اس ہمہ گیر فیض والے بڑے مہربان کے کوئی خدا نہیں ہے * یقینا آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش، میں رات اور دن کی ادل بدل میں کشتیوں میں جو لوگوں کو فائدہ پہنچانے والی چیزیں لے کر سمندر میں چلتی ہیں۔ اس پانی میں جسے اللہ نے آسمان سے برسایا تو اس سے زمین کو اس کے بے جان ہونے کے بعد جاندار بنا دیا اور اس میں ہر قسم کے چلنے پھرنے والے پھیلا دیے۔ ہواؤں کے ہیر پھیر اور ان بادلوں میں جنہیں آسمانوں و زمین کے درمیان قابو میں رکھا جاتا ہے۔ نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیں۔

امام(علیہم السلام) نے ازاں پس، سورہ، نحل، آیت 12؛ زخرف، آیت 1 تا 3؛ روم، آیت 24؛ انعام، آیت 32؛ قصص، آیت 60؛ صافات، آیت 136 تا 138؛ عنکبوت، آیت 43؛ بقرہ، آیت 17؛ انفال، آیت 22؛ لقمان، آیت 25؛ انعام، آیت 116؛ انعام، آیت 37؛ سبا، آیت 13؛ ص، آیت 24؛ ہود، آیت 40؛ بقرہ، آیت 269؛ ق، آیت 37؛ لقمان، آیت 12 سے استناد کیا اور عقل و علم کی معیت کی تشریح فرمائی اور دین میں عقل کی مرکزی حیثیت کو ثابت کیا۔

135۔ شہید آیت اللہ مرتضی مطہری، انسان کامل، ص154۔

136۔ حضرت آیت اللہ جوادی آملی، حماسہ و عرفان، ص25۔

137۔ مَنْ كَانَ لِلّٰہِ مُطِيعاً فَہوَ لَنَا وَلِيٌّ وَ مَنْ كَانَ لِلّٰہِ عَاصِياً فَہوَ لَنَا عَدُوٌّ وَ مَا تُنَالُ وَلَايَتُنَا إِلَّا بِالْعَمَلِ وَ الْوَرَعِ۔ (شیخ طوسی، تہذیب‌الأحکام، ج6، ص9، ح12)۔

138. نویسندگان: میرجہانی طباطبائی، محمدحسن؛ مظاہری، حسین؛ گردآورندگان: احمدیان، عبد الرسول؛ آقاشریفیان، مہرداد، خون موعود، 130، امام حسین علیہ السلام کے بارے میں سوال و جواب - از حضرت آیت اللہ العظمی مظاہری، ص59.

139. آیت اللہ محمد ہادی معرفت کا مکالمہ؛ موضوع: عاشورا، عزاداری، تحریفات، ص528. ایک وضاحت مترجم کی جانب سے:

میرے خیال میں یہ پوچھنا زیادہ بہتر ہوتا کہ اصولاً کیا قمہ زنی کا کوئی فقہی حکم ہے جس کو حکم اولی کا نام دیا جاسکے اور پھر اسی حکم اولی کو مدنظر رکھ کر زمانے کی ضرورت کے تحت اس کے لئے حکم ثانوی کا تصور کیا جاسکے؟ حقیقت یہ ہے کہ نہ تو کسی روایت و حدیث میں ان اعمال کا ذکر ہے اور نہ ہی ائمہ (علیہم السلام) کے زمانے میں یہ اعمال رائج تھے چنانچہ اس موضوع کے لئے کوئی حکم نہیں ہے اور جب اس بارے میں مجتہد سے کوئی استفتاء کرتا ہے تو وہ عام طور پر سوال کرتا ہے کہ "کیا قمہ زنی اور زنجیرزنی جائز ہے یا جائز نہیں ہے؟"، اور اس سوال کا سیدھا سادہ مفہوم یہ ہے کہ پوچھنے والے کے ذہن میں اس کے عدم جواز کا احتمال موجود ہوتا ہے۔

آج تک اس بارے میں بھیجے جانے والے استفتائات میں سے کسی ایک میں بھی نہیں پوچھا جاتا کہ "قمہ زنی واجب ہے یا مستحب". اب اگر کوئی مجتہد جواب دے کہ "قمہ زنی جائز ہے" تو یہ ایک جائز سوال ہوگا کہ کیا یہ عمل مباح ہے یا مستحب یا واجب؟ یقیناً جب سوال جائز یا ناجائز ہونے کے سلسلے میں آیا ہے تو جواب میں بھی اس کو مباح قراردیا جائے گا جس کا نہ کوئی ثواب ہوگا اور نہ کوئی گناہ! اور اگر اتنے لمبے سلسلے چلا کر ہم ایک عمل کو مباح ثابت کردیں تو کیا یہ توانائی اور صلاحیت کے بےجا استعمال کا مصداق نہ ہوگا؟ جس کا نتیجہ یہ ہؤا ہے کہ اس فعل پر نہ گناہ مرتب ہوتا ہے اور نہ ہی ثواب!؟

البتہ بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے لئے مرجعیت دینیہ کے قائل ہیں اور ان کی پوری مرجعیت کا ہدف و مقصد قمہ زنی کی ترویج ہے اور اگر یہ موضوع نہ چھیڑا جاتا تو وہ شاید غیر معروف رہ جاتے۔ بعض اوقات لگتا ہے کہ اگر رہبر معظم نے قمہ زنی کے وجوب یا استحباب کا حکم دیا ہوتا تو یہ حضرات قمہ زنی کو حرام قرار دینے پر اصرار کرتے؛ یعنی یہ کہ وہ جو کہتے ہیں یہ ان کا قلبی عقیدہ نہیں بلکہ شاید ایک مشن کا حصہ ہے!

ایک نکتہ یہاں یہ ہے کہ کیا جن اعمال کے لئے عدالتی احکام ہیں اور کوئی کسی کو زخمی کرے یا کسی کے بدن پر خراش ڈال دے تو فقہ اسلامی میں اس کے لئے قصاص و دیت و کفارے جیسی سزائیں ہیں سوال یہ ہے کہ کیا کوئی شخص اسی طرح کے زخم اپنے اوپر وارد کرسکتا ہے جو اگر دوسروں پر وارد کردے تو مستحق سزا قرار پاتا ہے؟ مراجع نے جس چیز پر اصرار کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ قمہ زنی اور زنجیرزنی انسان کے لئے قابل اعتنا نقصان کا حامل نہ ہو تو اس میں حرج نہیں ہے! اور عرف کی دنیا میں قابل اعتنا جسمانی نقصان کی تشخیص کا کام اطبّاء (ڈاکٹروں) کا ہے۔ کیا واقعی کوئی ڈاکٹر ان اعمال کو بےضرر قرار دیتا ہے؟ کیا اگر خطرناک متعدی بیماریوں میں مبتلا قمہ زن اور زنجیرزن کا گرا ہوا خون کسی اور کے خون میں مل جائے، تو جراثیم عاشورا کا خیال رکھتے ہوئے دوسروں کو منتقل نہ ہونگے؟ پاکستان کے ایک ہی شہر کے ڈاکٹروں کے سروے کے مطابق 60 فیصد زنجیر زن وَرَمِ جگر (Hepatitis) کے موذی مرض میں مبتلا ہیں؛ اور یہ ان لوگوں کے علاوہ ہیں جو زنجیر اور قمے کے زخموں سے جانبر نہ ہوکر دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔

140۔ سورہ بقرہ، آیت 104۔

141۔ حجت الاسلام محسن قرائتی، مجلہ مبلغان، شمارہ 39۔

142۔ مشہد مقدس میں امام رضا علیہ السلام کی حرم میں رہبر مسلمین کا خطاب، مارچ 2007 فروردین 1376ھ ش۔

143۔ صوبہ سمنان کے علماء سے رہبر مسلمین کا خطاب۔ 8 نومبر 2006۔

144۔ امام خمینی(قدس سرہ)، کشف الاسرار، ص173۔

145۔ محرم کی آمد پر صوبہ "کہگیلویہ و بویراحمد" کے علماء سے رہبر مسلمین کا خطاب 7 جون 1994۔

146۔ گذشتہ حوالہ۔

147۔ گذشتہ حوالہ۔

148۔ آیت اللہ العظمی بروجردی (رح) نے شرعی لحاظ سے اس کو مُنکَر قرار دیا۔

149۔ عُمَرَ بْنِ حَنْظَلَۃ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللہ ع۔۔قَالَ انْظُرُوا إِلَی مَنْ کانَ مِنْکمْ قَدْ رَوَی حَدِیثَنَا وَ نَظَرَ فِی حَلَالِنَا وَ حَرَامِنَا وَ عَرَفَ أَحْکامَنَا فَارْضَوْا بِہ حَکماً فَإِنِّی قَدْ جَعَلْتُہ عَلَیکمْ حَاکماً فَإِذَا حَکمَ بِحُکمِنَا فَلَمْ یقْبَلْہ مِنْہ فَإِنَّمَا بِحُکمِ اللہ قَدِ اسْتَخَفَّ وَ عَلَینَا رَدَّ وَ الرَّادُّ عَلَینَا الرَّادُّ عَلَی اللہ وَ ہو عَلَی حَدِّ الشِّرْک بِاللہ۔ (الکافی، ج7، ص412)

ترجمہ: امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: دیکھو اپنوں میں سے اس شخص کی طرف جو ہماری حدیثیں نقل کرتا ہے اور ہمارے حلال و حرام پر نگاہ رکھتا ہے اور اس کے حکم اور فیصلے پر راضی ہوجاؤ؛ بے شک میں نے اس کو تمہارا حاکم قرار دیا؛ اگر اس نے ہمارے حکم کے مطابق حکم دیا اور تم میں سے کسی نے اس کے حکم کی تعمیل نہیں کی اور اس کے فیصلے کو مسترد کیا بےشک اس نے ہمارے حکم کو بےوقعت سمجھا ہے اور ہمیں مسترد کیا ہے، اور جو ہمیں رد کرے اس نے خدا کو رد کیا ہے اور اس کا یہ عمل خدا کے ساتھ شرک کی سرحد پر واقع ہے۔

150۔ یعنی وہ امام صادق علیہ السلام کے اصولوں اور آپ(علیہم السلام) کی منطق کی بنیاد پر بولتے ہیں۔

151۔ آیت اللہ محمد ہادی معرفت کا مکالمہ؛ موضوع: عاشورا، عزاداری، تحریفات، ص528۔

152۔ رہبر مسلمین کا اردبیل کے امام جمعہ حجت‌الاسلام والمسلمین جناب مروج کو جواب۔ 16 جون 1994۔

153۔ اب تک دشمنان اسلام نے ٹیلی ویژن چینلوں اور اسلام مخالف ذرائع ابلاغ میں پاکستان اور عراق سمیت دیگر اسلامی ممالک میں قمہ زنی اور زنجیرزنی کی تصاویر کے مجموعے اکٹھے کرکے متعدد فلمیں بنائی ہیں اور ان فلموں میں اسلام کا نہایت تشدد آمیز اور بدصورت چہرہ ترسیم کیا گیا ہے۔ مثلاً بی بی سی نے ایک دستاویزی فلم بنائی تھی جس کا عنوان "شمشیراسلام" تھا یا "شیعہ دہشت گردی" کے عنوان سے دستاویزی فلم جو امریکی ٹیلی وِیژن سے نشر ہوئی۔ ان فلموں میں شیعوں کا تعارف کچھ یوں ہؤا تھا کہ گویا یہ لوگ قتل اور خونریزی کے سوا کسی بھی موضوع کے بارے میں نہیں سوچتے اور ان فلموں کے آخر میں روز عاشور کی قمہ زنی اور زنجیرزنی کے مناظر دکھائے گئے تھے۔ (کیہان العربی، 1415/1/6ھ ق، شمارہ 3113)۔

154۔ رہبر مسلمین کا اردبیل کے امام جمعہ حجت‌الاسلام والمسلمین جناب مروج کو جواب۔ 16 جون 1994۔

155۔ محرم کی آمد پر "کہگیلویہ و بویراحمد" صوبے کے علماء سے رہبر مسلمین کا خطاب 7 جون 1994۔

156۔ سورۃ فلق کی تفسیر میں حجت الاسلام والمسلمین قرائتی کے خطاب سے اقتباس۔

157۔ عاشورا کے ایام اور امام حسین علیہ السلام کی عزاداری کے مراسمات میں مسلمانوں کے فرائض کے سلسلے میں لوگوں کے متعدد سوالات کا جواب آیت اللہ العظمی مکارم شیرازی کے قلم سے۔ (کتاب: "از شور تا شعور حسینی" محمد تقی اکبر نژاد، ص383)۔

158۔ زمانی و مکانی حالات کی بنا شرعی مسائل میں تبدیلی کی مثالیں ائمہ معصومین (علیہم السلام) کے دور میں بھی ملتی ہیں؛ مثال کے طور پر "وجوب خضاب" کا حکم، امیرالمؤمنین علیہ السلام کے دور میں اٹھایا گیا۔

اس سلسلے میں ہم تک پہنچنے والی روایت - جو نہج البلاغہ کی حکمت نمبر 17 - کے علاوہ وسائل الشیعہ میں بھی منقول ہے - کا متن درج ذیل ہے، توجہ فرمائیں:

وَسُئِلَ (امیر المؤمنین علیہ السلام) عَنْ قَوْلِ الرَّسُولِ (صلی اللہ علیہ وآلہ) غَيِّرُوا الشَّيْبَ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ، فَقَالَ (علیہ السلام): إِنَّمَا قَالَ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ذَلِكَ وَالدِّينُ قُلٌّ فَأَمَّا الْآنَ وَقَدِ اتَّسَعَ نِطَاقُهُ وَضَرَبَ بِجِرَانِهِ فَامْرُؤٌ وَمَا اخْتَارَ ؛

امیر المؤمنین علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا گیا کہ آپ (ص) نے فرمایا تھا کہ: اپنے سفید بالوں کا رنگ تبدیل کردو اور یہودیوں سے مشابہت نہ رکھو؛ تو آپ(علیہم السلام) نے فرمایا: پیغمبر اسلام (ص) نے یہ حکم اس زمانے میں جاری کیا جب مسلمانوں کی آبادی کم تھی لیکن آج اسلام ہر سو پھیل گیا ہے اور اسلامی نظام استوار ہوگیا ہے لہذا جو جس طرح چاہے، عمل کرے۔ (وسائل الشیعہ، ج2، ص84 نہج البلاغہ حکمت نمبر 17۔)

159۔ منشور روحانیت، علماء اور حوزات کے نام امام خمینی (قدس سرہ) کا پیغام؛ صحیفۂ نور، ج21، ص98۔

160۔ محمد تقی اکبر نژاد، فصلنامہ تخصصی فقہ اہل بیت علیہم السلام، نشر دائرۃ المعارف فقہ اسلامی مطابق مذہب اہل بیت (علیہم السلام) قم، شمارہ 48 و 50، موسم سرما 1385 اور بہار 1386ھ ش، تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ۔

161۔ مجلس خبرگان سے رہبر مسلمین کا خطاب۔ 17 مارچ 2005۔

162۔ گذشتہ حوالہ۔

163۔ رہبر مسلمین کا اردبیل کے امام جمعہ حجت‌الاسلام والمسلمین جناب مروج کو جواب۔ 16 جون 1994۔

164۔ گذشتہ حوالہ۔

165۔ کچھ لوگوں نے گمان کیا ہے کہ تیغ زنی اور قمہ زنی اور خدش و لطم اور عزاداری میں رائج دوسرے اعمال و افعال بنیادی طور پر حلال اور جائز ہیں اور شرع مبین کی نظر میں ان اعمال کا حکم اوّلی یہ ہے کہ یہ اعمال جائز ہیں اور یہ جو بہت سے علماء نے انہیں حرام قرار دیا ہے اس کی وجہ عالم

اسلام کے عمومی سیاسی حالات اور دشمنوں کی منفی تبلیغات اور پروپیگنڈے تھے۔ لیکن یہ لوگ اس حقیقت سے غافل ہیں کہ روایات معصومین (علیہم السلام) کا اطلاق اضرار، خدش، لطم، بدعت کو کلّی طور پر حرام قرار دے رہا ہیں چنانچہ ضرر و زیاں، خدش و خراش اور لطم وغیرہ کا حکم اولی حرمت ہے اور اگر کسی عالم و فقیہ نے اس کے جواز کا حکم دیا ہے تو یہ حکم درحقیقت حکم ثانوی تھا اور اب جو حالات تبدیل ہوئے ہیں تو نئے حالات میں ان علماء کا حکم ثانوی ختم ہوتا ہے اور حکم اولی یعنی حکم حرمت اپنی جگہ دوبارہ لوٹ کر آتا ہے (از شور تا شعور حسینی- محمد تقی اکبرنژاد - ص294-306)۔

166۔ مجلس خبرگان سے رہبر مسلمین کا خطاب 8 ستمبر 2005۔

167۔ محرم کی آمد پر "کہگیلویہ و بویراحمد" صوبے کے علماء سے رہبر مسلمین کا خطاب۔ 7 جون 1994۔

168۔ رہبر مسلمین کا قم کے عوام سے خطاب - 9 جنوری 2008۔

169۔ محرم کی آمد پر "کہگیلویہ و بویراحمد" صوبے کے علماء سے رہبر مسلمین کا خطاب۔ 7 جون 1994۔

170۔ شہید آیت اللہ مرتضی مطہری کے کہنے کے مطابق تیغ زنی، زنجیرزنی، نشان صلیب اٹھانا، ڈھول و طبل بجانا اور بوق و بگل بجانا وغیرہ اس وقت "لارڈز = Lourdes" کے علاقے میں حضرت عیسی علیہ السلام کے صلیب پر چڑھائے جانے کے دعوے کی برسی کے موقع پر رائج ہے۔ (جاذبہ و دافعۃ علی علیہ السلام، شہید آیت اللہ مرتضی مطہری ص154)۔

171۔ "إنّ السبب لہذه التفرقہ ہوَ الاستعمار وعلماء الإستعمار يثيرونہا ويغذّونہا بکُل وسيلۃ- ومن ہذه الرسائل إنّ الانجليز يہدون ألف كفن فی شہر المحرم للضاربين أنفسہم بالسيوف والسلاسل، وأرادت أمريكا أن لا تفوتها الفرصۃ فأہدت ہؤلاء ألفي كفن" (محمد جواد مغنیہ، تجارب، ص449 و 450)۔

172- Ibrahim Al-Haidari, Soziologyia. P.176

173۔ ڈاکٹر تیجانی سماوی "اہل بیت علیہم السلام؛ کلید مشکلات"، ترجمہ سید محمد جواد مہری، ص186۔

174۔ مشہد مقدس میں امام رضا علیہ السلام کے حرم میں رہبر مسلمین کا خطاب، مارچ 2007 فروردین 1376۔

175۔ آیت اللہ محمد ہادی معرفت کا مکالمہ؛ موضوع: عاشورا، عزاداری، تحریفات، ص528۔ ص519۔

176۔ حرم حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا میں حضرت آیت اللہ العظمی مکارم شیرازی کے خطاب سے اقتباس 9 رمضان المبارک 1430ھ ق۔

177۔ بیانات رہبر معظم انقلاب در سالروز ولادت حضرت فاطمہ زہرا (سلام‌اللہ‌علیہا) 5 جولائی 2007۔

178۔ اعیان الشیعہ، چاپ بیروت، ج10، ص363۔

179۔ مجلہ النور، ش 75، لندن، 1997 میلادی۔